www.abdulhaq.info/books

یہ صفحات کتاب میثاق النبیین ، حصہ دوم ، کے پہلے ایڈیشن سے لئے گئے ہیں ،
جس میں یہ ایک اعلیحدہ مضمون ہے ۔

صفحات کے نمبر اصل کتاب کے ہیں ۔

یہود و نصاریٰ کی کتب مقدسہ کا مطالعہ

گزارش

مذہب، بالخصوص دین اسلام کا مقصد بہت بلند ہے۔ وہ دنیا میں امن صلح اور اتحاد پیدا کرنے کے لئے آیا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ کبھی اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی مذہب یا اس کے کسی بزرگ کے خلاف بے ادبی سے زبان کھولی جائے۔ بلکہ اس کے خلاف عقلی تنگ بندیوں کی اجازت بھی نہیں دیتا۔ خداوند عالم کا شکر ہے کہ جس نے ہمیں اپنے پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس بلند تہذیب، اعلےٰ شائستگی اور خلق عظیم کی طرف رہنمائی کی۔

مذاہب کی دنیا بلاشبہ جھگڑے، فسادات اور اختلافات کی دنیا ہے۔ مذاہب کے انہی باہمی جھگڑوں کی وجہ سے ہر قوم کا ایک بہت بڑا حصّہ مذہب سے بیزار ہو گیا ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ ہر مذہب کے علما کا بیشتر حصہ اندھے راہ دکھانے والوں کی مانند ہے۔ دہریوں کو وہ کس طرح راہ راست پر لا سکتا ہے۔ ع۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند ؟

مجھے عیسائیت پر ایک نوٹ بک لکھنے کے لئے کہا گیا۔ میں عیسائی مذہب کے متعلق صرف معلومات دوں گا۔ اس پر بے جا نکتہ چینی اور تنقید سے پرہیز کروں گا۔ اللہ تعالےٰ میرے قلم کو ہر قسم کی لغزش سے بچائے۔ آمین۔

اسلام اور دیگر مذاہب

جب اسلام دنیا میں آیا، قرآن مجید ایک عام اصولی رنگ میں مذاہب کی اس وقت کی حالت کے متعلق فرماتا ہے

الم تر الی الذین اوتوا نصیبًا من الکتاب یدعون الی کتاب اللہ لیحکم بینھم ثم یتولیٰ فریقٌ منھم وھم معرضون (۳ : ۲۲)

" غور کرو، وہ لوگ جن کو کتاب کا ایک حصّہ دیا گیا ان کو اللہ کی کامل کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے

تا کہ ان کے اختلافات کا فیصلہ کیا جائے تو ان میں سے ایک فریق اس طریق فیصلہ سے پھر جاتا ہے۔ اور وہ پھرنے والے ہی ہیں؟

۱۔ اس آیت میں غیر مذاہب اور ان کی کتابوں پر غور اور فکر کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

۲۔ مگر غیر مذاہب کی کتب پر غور کرنے سے پہلے یہ سمجھ لو کہ ان کی کتب یا کتاب کا ایک حصہ الہامی اور خدا کی طرف سے ہے۔ یہ فرما کر قرآن مجید نے ہم مسلمانوں کا رشتہ تمام مذاہب اور قوموں کے ساتھ جوڑ دیا۔ اور دل سے غیر مذاہب یا کل قوموں اور ان کی کتابوں سے ہماری نفرت دور کر دی بلکہ ان کے ساتھ پیار اور ایک گونہ محبت پیدا کر کے ان کے بزرگوں، انبیاء، اور رشیوں کی عزت ہمارے دل میں پیدا کر دی۔

۳۔ قرآن مجید میں بعض جگہ "اوتوا الکتاب" یا "اوتوا نصیبًا من الکتاب" آتا ہے۔ اور بعض جگہ "آتینٰھم الکتاب" کا محاورہ آتا ہے۔ پہلے محاورے سے مطلب ہے کتاب کی وہ حالت جو اس وقت ان کے پاس ہے یا ان کو اپنے بزرگوں سے ملی ہے۔ اور دوسرے محاورہ میں وہ کتاب مراد ہے جو خدا تعالےٰ نے ان کو دی تھی۔

۴۔ کسی کی محبت اور عزت کا یہ نتیجہ نہیں ہونا چاہیئے کہ انسان حق بات کہنے سے شرم کرے یا رک جائے۔ بیشک ان کی کتاب کا ایک حصّہ الہامی ہے۔ مگر ایک حصّہ ایسا بھی ہے جو الہامی نہیں بلکہ الحاقی اور اور تحریف شدہ ہے۔ اور اس سے خود اس قوم کے اندر یا مذہب کے اندر خطرناک فسادات اور فتنے برپا ہوئے ہیں۔ بلکہ دوسری قوموں سے بھی ان کے تعلقات کشیدہ ہو کر خونریزی اور جنگ تک نوبت پہنچ جاتی ہے مگر مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ محرف حصۂ کتاب کے متعلق بھی اپنی عقل اور قیاس آرائی سے کام نہ لیں بلکہ "یدعون کتاب اللّٰہ" ان کو اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جائے۔ کتاب اللہ سے مراد ان کی اپنی کتاب بھی ہو سکتی ہے اور کامل کتاب قرآن مجید بھی۔ گویا جس مسئلہ اور عقیدہ میں ان کا اختلاف ہو اور وہ باعث فتنہ و فساد ہو اس کی سند اور دلیل اسی کتاب سے طلب کی جائے۔

۵۔ اختلافات کے دُور ہونے سے مذہب کی صداقت اور عظمت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے کیونکہ ان کی مذہب کے خلاف دلیل مذاہب کا تضاد اور اختلاف ہی ہے۔

۶- قرآن مجید کا دعویٰ یہ ہے کہ ان اہل کتاب کے پاس کتاب کا صرف ایک حصّہ رہ گیا ہے۔ اور باقی جو کچھ ہے وہ اختلافات ہیں۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ جب ان کو باہمی اختلافات میں فیصلہ کے لئے بلایا جاتا ہے تو ان میں سے ایک نہ ایک فریق تولیٰ اور اعراض کرتا ہے۔ یعنی ایک فریق اپنی صداقت کی سند لاتا ہے تو دوسرا اسی کتاب سے اپنے حق میں دلیل لے آتا ہے۔ اور وہ اعراض پر مجبور ہیں۔ ایک نے کتاب کا ایک حصہ چھوڑ دیا۔ دوسرے نے دوسرے حصّہ سے منہ موڑ لیا۔ اس لئے ان کے اندر فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ فیصلہ کرنے کے لئے قرآن مجید ایک کامل کتاب نازل ہوئی ہے۔

صحفِ یہود و نصاریٰ

یہود و نصاریٰ کے دین کی بنیاد جن کتب پر ہے ان کے متعلق ذیل کی باتیں جاننا ضروری ہے۔

۱- مروجہ کتابوں کا نام اردو میں "کتاب مقدس" اور انگریزی میں بائیبل ہے۔ کسی کے دل میں شبہ گزر سکتا ہے کہ اردو اور انگریزی میں الگ الگ نام کیوں ہیں۔ کیونکہ کسی کتاب کے نام کا ترجمہ نہیں کیا جاتا۔ قرآن ہر زبان میں قرآن ہی کہلاتا ہے۔ وید کا نام ہر زبان میں وید ہے۔

۲- لفظ بائیبل کا ترجمہ بھی کتاب مقدس نہیں۔ بائیبل یونانی لفظ ببلاس سے ماخوذ ہے۔ جو اس چرمی وصلی کا نام ہے جو لکھنے کے لئے مصر میں استعمال ہوتی تھی۔ یہ صحیفے جب اول ہی اول اس پر لکھے گئے تو ان کا نام اس چرمی وصلی کے نام پر مشہور ہو گیا۔

۳- بائیبل دو حصّوں پر مشتمل ہے ایک کو عہد نامہ عتیق اور دوسرے کو عہد نامہ جدید کہتے ہیں گویا خدا کے دو عہد یا اقرار ہیں جو اس نے بنی اسرائیل کی قوم سے دو الگ الگ زمانوں میں مسیح کی آمد سے پہلے اور بعد کئے ہیں۔

۴- یہودی لوگ عہد نامہ عتیق کو مانتے ہیں مگر عیسائی لوگ عہد نامہ عتیق کو منسوخ اور عہد نامہ جدید کو ناسخ و نافذ مانتے ہیں۔

۵- مسیحی کہتے ہیں پرانا عہد نامہ مسیح سے پہلے انبیاء کے ساتھ خدا کی طرف سے شریعت کا عہد ہے یعنی

لوگ شریعت پر عمل کریں اور نجات پائیں۔

۶۔ عہد نامۂ جدید خدا کے فضل اور کفارہ کا عہد ہے۔ یعنی جناب مسیح کو لوگوں کے گناہوں کے فدیہ میں مصلوب تسلیم کریں اور بخشے جائیں۔ یا خود سزا نہ اٹھائیں۔

۷۔ عہد نامۂ جدید میں اناجیل اربعہ، اعمال حواریین، خطوط حواریان اور مکاشفات یوحنا ہیں

۸۔ کیتھولک کلیسا کے عہد نامۂ جدید اور پروٹسٹینٹ کے مسلمہ عہد نامۂ جدید میں بہت سی کتابوں کا فرق ہے۔

۹۔ عہد نامۂ عتیق کے دو نسخے ہیں۔ ایک عبرانی زبان میں مسورہ (یعنی روایتی نسخہ) کہلاتا ہے۔ دوسرا یونانی نسخہ جسے نسخۂ سبعینیہ (سیپٹواجنٹ) کہتے ہیں۔

۱۰۔ یہودی لوگ عبرانی نسخہ مسورہ کو مستند سمجھتے ہیں۔ مگر مسیحی لوگ یونانی نسخہ کو مانتے اور اسی کے تراجم شائع کرتے ہیں۔

۱۱۔ اصل یونانی نسخہ میں ۹ کتابیں مسورہ سے زائد ہیں۔ جو رومی اور یونانی کلیسا میں پڑھی جاتی ہیں مگر پروٹسٹنٹ نے انھیں بائبل سے خارج کر دیا ہے۔ (ہسٹری آف دی انگلش بائبل صـ۱۳)

۱۲۔ عبرانی نسخہ (مسورہ) تین حصص پر مشتمل ہے۔ تورہ۔ نبیم اور کتبیم۔

۱۳۔ نبیم اور کتبیم کی کتابوں کی ترتیب یونانی اور مسورہ میں مختلف ہے۔

۱۴۔ عہد نامۂ عتیق اور عہد نامۂ جدید، یہ عیسائیوں کی اصطلاح ہے۔ یہود کی تقسیم تورہ، کتبیم اور نبیم ہے۔

۱۵۔ تورہ میں پانچ کتابیں۔ پیدائش۔ خروج۔ احبار۔ گنتی اور استثنا ہیں۔ نبیم میں موسیٰ کے بعد انبیاء کی کتب اور کتبیم میں شاہان اسرائیل کی تاریخ اور بعض انبیاء کی کتب شامل ہیں۔

۱۶۔ بعض گمشدہ کتب بائبل جن سے واقعات نقل کیے گئے

۱۔ عہد نامۂ موسیٰ۔ دیکھو خروج صـ۲۴

۲۔ جنگ نامۂ خداوند۔ گنتی ۲۱: ۱۴

۳۔ کتاب لیشیر۔ یوشع ۱۰: ۱۳

۴۔ کتاب ناتن نبی
۵۔ سیلانی اخیاہ
۶۔ عیدو غیب بیں کی کتاب
دیکھو تواریخ دوم ۹ : ۲۰

۷۔ تاریخ یاہو بن حنانی دیکھو تواریخ دوم ۲۲:۲۶ ۔ اور ۲۰:۳۴

۸۔ امثال و نغمات سلیمان دیکھو سلاطین ۴ : ۳۲ - ۳۳ - ۱۱ : ۴۱ -

۱۷ - یہود کے دو قدیم فرقے صدوقی اور فریسی ہیں - صدوقی عہد عتیق کی صرف پہلی پانچ کتابوں کو مانتے ہیں -

۱۸- توراۃ کا نسخہ مسورہ عبرانی زبان میں ہے۔ مسورہ کے معنی روایتی نسخہ ہیں جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ہیکل میں روایتی طور پر تلاوت کیا جاتا ہے - مگر اس نسخہ کی اصل کا کچھ پتہ نہیں چلتا حضرت موسےٰ علیہ السلام نے صرف دو الواح[1] (احکام عشرہ) پہاڑ پر بیٹھ کر کندہ کرلی تھیں[2] - ان کے علاوہ کوئی کتاب لکھی نہیں گئی - یہی الواح خداوند کے صندوق میں محفوظ تھیں - مگر یہ صندوق بنی اسرائیل کے دشمن فلسطینی لوگ چھین کر لے گئے تھے - جو بنی اسرائیل کے سب سے پہلے بادشاہ ساؤل (طالوت) کے ذریعہ واپس ملا - اور حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں کھولا گیا - تو اس میں سے ان دو الواح کے سوا اور کوئی تحریر نہیں نکلی[3] - اس کے بعد ان دو الواح کا بھی کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کہاں گئیں - کیونکہ یہودی قوم پر پے در پے کئی دشمن بادشاہوں نے حملے کئے - ہیکل کو جلا دیا - یہود کو اسیر کر کے جلا وطن کر دیا -

۱۹- تورات اور تاریخ کے مذکورہ بالا حوالجات سے ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے موجودہ تورات کو نہ خود لکھا اور نہ خود کسی سے لکھوایا - اس لئے اس کتاب میں جگہ جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر غائب کے صیغے میں آتا ہے - مثلاً گنتی کی کتاب باب ۱۲ : ۱ تا ۵ میں آتا ہے :-

---

[1]۔ خروج ۲۴ : ۱۲ - ۲۵ : ۱۶ و ۲۰ - ۳۱ : ۱۸ - ۳۲ : ۱۵ و ۱۶ - ۳۴ : ۲۸ و ۲۹ - ۴۰ : ۲۰ -

[2]۔ استثناء ۴ : ۱۳ - ۵ : ۲۲ - ۱۰ : ۴ و ۵ - ۹ : ۱۰ و ۱۱ -

[3]۔ سلاطین اول ۸ : ۹ - تواریخ دوم ۵ : ۱۰ - عبرانیوں کا خط ۹ : ۴

مریم اور ہارونؑ نے موسیٰؑ کا شکوہ اس کوشی عورت کی بابت کہ اس نے لی تھی کیا کیونکہ اس نے ایک کوشی عورت لی تھی اور بولے کیا خداوند نے صرف موسیٰؑ ہی سے باتیں کی ہیں۔ کیا اس نے ہم سے بھی باتیں نہیں کی ہیں۔ چنانچہ خداوند نے یہ سنا۔ پر وہ مرد موسیٰؑ سارے لوگوں سے جو روئے زمین پر تھے زیادہ حلیم تھا۔ سو خداوند نے ناگہاں موسیٰؑ کو اور ہارونؑ کو اور مریم کو فرمایا کہ تم تینوں جماعت کے خیمہ کے پاس آؤ سو وے تینوں آئے۔ تب خداوند بدلی کے ستون میں ہو کے اترا۔"

حضرت موسیٰؑ کی کتاب میں بعد کے واقعات

۲۰۔ اس موجودہ تورات میں ان مقامات اور واقعات کا بھی ذکر ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے صدہا برس بعد رونما ہوئے مثلاً پیدائش ۳۵:۲۱ میں لکھا ہے:۔

"پھر اسرائیل نے کوچ کیا اور اپنا خیمہ مجدل عدر کے اس پار کھڑا کیا"

میکہ نبی کی کتاب ۴:۸ کی بنا پر بیت المقدس کے ایک مینار کا نام مجدل عدر ہے۔ جو حضرت موسیٰؑ سے ۷۰۰ سال بعد حضرت سلیمان علیہ السّلام نے تعمیر کیا۔

۲۱۔ اسی طرح کتاب پیدائش ۳۶:۳۱ میں ہے:۔

"اور بادشاہ جو ملک ادوم پر مسلط ہوئے پیشتر اس سے کہ اسرائیل کا کوئی بادشاہ ہو یہی ہیں"

سرائیل کا پہلا بادشاہ ساؤل حضرت داؤد علیہ السّلام کے زمانہ میں ہوا ہے (دیکھو سموئیل اول باب، گویا یہ عبارت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کم از کم ۶۰۰ برس بعد کی ہے۔

۲۲۔ خروج جو حضرت موسیٰؑ کی دوسری کتاب ہے۔ اس کے ۱۶ : ۳۵۔ ۳۶ میں لکھا ہے کہ۔

"بنی اسرائیل ۴۰ برس، جب تک کہ وہ بستی میں آئے من کھاتے رہے۔ جب تک کہ وے زمین کنعان کی نواحی میں آئے، من کھاتے رہے"

من حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد یشوع کے زمانہ میں موقوف ہوا۔ (دیکھو یشوع ۵:۱۲)

حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد کا واقعہ ان کی زندگی میں کیسے مذکور ہو سکتا ہے۔

۲۳۔ دان نام کا شہر حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد قاضیون کے زمانہ میں بسایا گیا (قاضیون ۱۸: ۲۹) موسیٰ علیہ السلام کی کتاب پیدائش ۱۴: ۱۴ اور استثنا ۳۴: ۱ میں ذکر موجود ہے۔

۲۴۔ کتاب استثنا جو موسےٰ کی پانچویں کتاب ہے اس کے ۳: ۱۴ میں لکھا ہے۔ نیز دیکھو گنتی ۳۲: ۴۱)

منسّی کے بیٹے یائیر نے ارجوب کی ساری مملکت جسوریوں اور معکاتیوں کے سوانو تک لے لی۔ اور اس نے ان کا نام رکھا۔ یعنی "یائیر کی بستیاں بسن میں وہی نام آج تک ہے"

یہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ کے بہت بعد کا ذکر ہے۔ (دیکھو تواریخ اول باب ۲: ۲۱)

"اور یہی نام آج تک ہے" کا جملہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ اس واقعہ کے بھی بہت بعد کے زمانہ کی بات ہے۔

۲۵۔ بنی اسرائیل کی ابتدائی تاریخ میں دو بغاوتوں کا ذکر آتا ہے۔ ایک بغاوت کا سرغنہ قارون تھا اور دوسری کا داتن اور ابیرام۔ ان دونوں کو تاریخ نویسوں نے باہم ملا دیا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں الگ الگ زمانہ کے واقعات تھے چنانچہ سائیکلوپیڈیا ببلیکا میں لکھا ہے:۔

In Number 15:17. The revolt of Dathon & Abiram is mingled & confused with another revolt that of Korah consiquently it is diffcicult indeed impossibile to interpret the narrative as it stands.

خلاصہ یہ کہ دونوں بغاوتوں کے واقعات ملا دیئے گئے۔ اس لئے اس کا سلجھانا محال ہے۔

۲۶۔ کتاب استثنا باب ۳۴ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے۔ مفسرین بائیبل کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ کسی اور نبی نے لکھکر موسیٰ کی کتاب میں شامل کر دیا ہے۔ اس میں لکھا ہے:۔

۰۵ سو خداوند کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے مطابق موآب کی سرزمین میں مرگیا۔ ۰۶ اور اس نے اسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغفور کے بالمقابل گاڑا۔ پر آج کے دن تک

کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا۔ ۷۔ اور موسیٰ اپنے مرنے کے وقت ۱۲۰ برس کا تھا کہ نہ اس کی آنکھیں دھندلائیں اور نہ اس کی تازگی جاتی رہی۔ ۸۔ سو بنی اسرائیل موسیٰؑ کے لئے موآب کے میدانوں میں تیس دن تک روتے رہے۔ اور ان کے رونے پیٹنے کے دن موسیٰؑ کے لئے آخر ہوتے۔ ۹۔ اور نون کا یشوع دانائی کی روح سے معمور ہوا۔ کیونکہ موسیٰؑ نے اپنے ہاتھ اس پر رکھے تھے اور بنی اسرائیل اس کے شنوا ہوئے۔ اور جیسا خداوند نے موسیٰؑ کو فرمایا تھا انھوں نے ایسا ہی کیا۔ اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰؑ کی مانند کوئی نبی نہیں اٹھا جس سے خداوند آمنے سامنے آشنائی کرتا۔

آیت نمبر ۵ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا واقعہ مذکور ہے۔ جو حضرت موسیٰؑ کی وحی نہیں ہو سکتی۔ آیت نمبر ۶ میں ان کی تدفین اور قبر کی جگہ کا پتہ بتا کر یہ بھی لکھ دیا ہے کہ آج تک کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا۔ گویا یہ اس وقت کی تحریر ہے جب سینکڑوں برس گزر جانے کی وجہ سے اور بنی اسرائیل کی اس ملک سے جلاوطنی کی وجہ سے ان کی قبر تک کا نشان کسی کو معلوم نہ رہا۔ آیات نمبر ۷ تا ۹ میں ان کی وفات کے بعد کے حالات مذکور ہیں۔ اور آیت نمبر ۱۰ میں یہ بتایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی وہ پیشگوئی ہے جس میں انھوں نے اپنا مثیل اور مانند مبعوث ہونے کی خبر دی تھی اس پر سینکڑوں برس گزر گئے ابھی تک وہ مثیل موسےٰ نہیں آیا۔ گویا بنی اسرائیل کی قوم شدت سے اس کی منتظر ہے۔

۲۷۔ کتاب کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے صدہا سال بعد کسی نے روایتی طور پر لوگوں سے روایات اکٹھا کر کے اسے یکجا لکھ دیا ہے[۱]۔ احکام عشرہ عبرانی زبان میں تھے۔ جو پتھر کی تختیوں پر کندہ تھے۔ مگر یہود کی زبان ایک عرصہ کے بعد ارامی رواج پا گئی۔ اس لئے ہر ایک یہودی اسے نہ پڑھ سکتا تھا۔ بالآخر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ۹۰۰ برس بعد عزرا اور نحمیا نبی کی کوششوں سے یہ

---

[۱] بائیبل کی تفسیر ہنری اسکاٹ میں استثناء ۳۴:۱۴ کے حوالہ پر لکھا ہے کہ یہ کسی نے بعد میں ملا دیا ہے۔ اس کو نکال دیا جائے تو بہتر ہے۔

[۲] اس بنا پر بعض محققین کا خیال ہے کہ کتاب استثنا کلہم حضرت موسےٰ پر نازل نہیں ہوئی بلکہ ہرمیاہ نبی کی تالیف ہے۔

کتابیں تاریخی طور پر مرتب ہوئیں (نحمیاہ باب ۸) اور عزرا نے نہ صرف تختیوں کو عبرانی میں لوگوں کو پڑھ کر سنایا بلکہ اس کی تفسیر اور تشریح بھی سمجھائی۔ جسے سنکر سب لوگ رونے لگے اور اپنی حالت پر کہ خدا کے احکامات سے روگردان ہو کر وہ کس قدر ذلیل وخوار ہوتے، اور آئندہ انھوں نے احکامات پر چلنے کا اقرار کیا۔

۲۸۔ عبرانی زبان میں جو کچھ لکھا گیا۔ اس سے لوگ فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے۔ کیونکہ اسے ہر یہودی نہ پڑھ سکتا تھا۔ ان وجوہ سے کتابوں میں بہت سی غلطیاں راہ پا گئیں۔ اس وقت یہود کے دل میں کتاب کی عظمت بہت زیادہ تھی اس لئے وہ کتاب کی غلطیوں کو درست کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔ موجودہ کتاب کا سب سے پرانا نسخہ پانچویں اور آٹھویں صدی مسیحی کے درمیان کا ہے۔ کیونکہ اس میں اعراب موجود ہیں اور اعراب مسلمانوں کی ایجاد ہیں۔ اور اس زمانہ کی ایجاد ہیں جب اسلامی فتوحات غیر ممالک تک پہنچیں اور قرآن مجید کا پڑھنا غیر عربوں کو مشکل معلوم ہوا۔ ان کی دیکھا دیکھی یہود نے بھی عبرانی اعراب تجویز کر لئے۔ (سائیکلوپیڈیا ببلیکا)

۲۹۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عبرانی نسخہ مطبوعہ میں اعراب بالکل مکمل ہیں۔ مگر حاشیہ میں ان کے اختلافات بھی دیئے گئے ہیں۔ یہ اعراب روایات کے مفہوم کو مدنظر رکھکر لگائے گئے ہیں۔ جہاں کہیں نسخہ میں ابہام تھا وہاں اعراب بھی درست نہیں لگائے جا سکے۔ مطبوعہ عبرانی بائیبل میں اس کے گول اسٹار نشان موجود ہیں اور حاشیہ میں اختلاف قرآۃ دکھایا گیا ہے۔ جسے عبرانی میں "قیرے" کہتے ہیں۔

۳۰۔ موجودہ عبرانی رسم الخط سے پہلے عبرانی حروف ہجا کا رسم الخط اور تھا۔ اس میں حروف کے رسم الخط میں تشابہ زیادہ تھا۔ مثلاً طا اور عین قریبًا قریبًا ایک ہی طرح لکھے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے کتاب پیدائش باب ۴۹: ۲۵ اور استثناء ۳۳: ۱۳ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حالانکہ دونوں جگہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو دعا اور برکت اپنے بیٹوں کو دی وہی مذکور ہے۔ مگر ایک جگہ لفظ مطل پڑھا گیا اور دوسری جگہ معل پڑھا گیا۔ جس کا ترجمہ ایک جگہ شبنم اور دوسری جگہ آسمانی برکات کرنا پڑا

۳۱۔ ۱۴۸۸ء میں پہلی مرتبہ عبرانی میں بائیبل چھپی۔ ۱۸۰۰ء میں دوبارہ جب وانڈرہوف نے

اسے چھاپا تو ۲۰۰۰ ا جگہ پہلی بائیبل سے اسے اختلاف کرنا پڑا۔

۳۲۔ نہ صرف عبرانی حروف ہجا میں تشابہ کی وجہ سے بائیبل میں بے شمار غلطیاں راہ پاگئیں بلکہ یہودی علماء نے ایک وقت جان بوجھ کر یا نیک نیتی سے بھی اس میں تحریف کی ہے۔ یہ تحریفات "تقیحات احبار" کے نام سے مشہور ہیں۔ (ہسٹری اوف دی انگلش بائیبل مصنفہ ریورنڈ طامسن ص۱۴۱ ویریوم بائیبل ص۲۹۵) اس کی دو تین مثالیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔

پیدائش ۱۸: ۲۲ میں تھا: یہودہ ابراہیم کے سامنے کھڑا ہوا "مگر اس میں خداوند یہودہ کی ہتک سمجھ کر اسے یوں بدلا گیا: " ابراہیم یہودہ (خدا) کے سامنے کھڑا رہا"

قاضیون کی کتاب ۱۸: ۳۰ میں یہونتن مرتد کو منسلہ کا پوتا لکھ دیا حالانکہ وہ موسیٰ کا پوتا تھا مگر حضرت موسیٰ جیسے عظیم الشان انسان کے پوتے کو مرتد لکھنے میں گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بےعزتی سمجھی گئی۔

۳۳۔ اس عجیب وغریب قسم کی اصلاح یا تحریف کا ایک اور نمونہ ہوسیع ۲: ۱۷ کی بنا پر ہے ہوسیع نبی پر الہام ہوتا ہے:۔

"اور اس دن ایسا ہوگا خداوند فرماتا ہے کہ تو مجھے ایشی کہے گی اور پھر بعلی نہ کہیگی کیونکہ بعلیم کے ناموں کو اس کے منہ سے نکالوں گا۔ اور وے پھر کبھی ان کے نام سے یاد نہ ہوں گے۔"

اس حکم کی بنا پر بائیبل کی تمام جگہوں کو جہاں جہاں بعلیم کا نام آچکا تھا بدل دیا گیا مثلاً ساؤل بادشاہ کے بیٹے کا نام ایشا بعل تھا۔ اسے اِش بوشیت بنا دیا گیا۔ زندگی میں تو خیر نام کبھی کبھی بدل ہی جاتا ہے، یہاں مرنے کے بعد نام بدل دیا گیا۔ اس قسم کی تحریفات کے لئے دیکھو تواریخ اول ۸: ۳۳۔ سموئیل دوم ۲: ۸۔ ایسے ناموں کے لئے دیکھو تواریخ اول ۸: ۳۳ - ۳۶۔

۳۴۔ اس مضمون پر بحث کرتے ہوتے سائیکلوپیڈیا ببلیکا ص۵۰۳۸ کا ایک اور حوالہ یہ ہے:۔

It is in Daniel (12:11) That we find شقوص شمیم

بعل شمائم intentional perversion of

کہ دانیال نبی کی کتاب ۱۲: ۱۱ میں احبار نے "بعل شمائم" کی جگہ "شقوص شمیم" بنا کر دیدہ دانستہ تحریف کر دی ہے۔

۳۵۔ اس قسم کے ۱۸ مقامات ہیں جہاں احبار نے جان بوجھ کر تحریف کی ہے۔ اور یہ "تصحیحات احبار" کے نام سے مشہور ہیں۔ گویا تحریف کا اقرار کیا ہے مگر نام اس کا تصحیح رکھا ہے۔

عہدِ عتیق کے مختلف قدیم نسخے

۳۴۔ اس وقت دنیا میں عہد عتیق کے چھ قدیم نسخے ہیں
۱. سماریہ کا نسخہ ۲. قدیم یونانی یا سبعینیہ۔
۳۔ ارامی ترگم ۴. اقولا (Aquila) ۵. سیریا کا نسخہ پشیتّہ ۶. لاطینی کا نسخہ جدیدیہ (Vulgate)

سماریہ کا نسخہ جو توراۃ کی صرف پہلی پانچ کتابوں پر مشتمل ہے۔ اور نسخہ قبل مسیح کا سمجھا جاتا ہے ظاہر ہے کہ یہ نسخہ کامل بائیبل کا نہیں ہے۔ یہ فرقہ سامری کے پاس ہے۔ سامریوں نے بنی اسرائیل سے کٹ کر یروشلم کی بجائے اپنا مرکز کوہ جرزیم پر بنا لیا تھا۔ وہاں ان کو اپنا الگ معبد بھی بنانے کے لئے اس نسخہ میں ارادتاً اضافہ کرنا پڑا۔ اور کوہ جرزیم پر معبد بنانے کا حکم خروج ۲۰: ۱۷ میں داخل کر دیا گیا۔ یہ حکم کسی دوسرے نسخہ بائیبل میں موجود نہیں۔

۳۶۔ استثناء ۲۷: ۴ میں ہے:-

"سو جب تم یردن کے پار اتر جاؤ تو تم ان پتھروں کو جن کی بابت میں آج تمکو حکم کرتا ہوں عیبال کے پہاڑ پر نصب کیجیو"

سماریہ کے نسخے میں یہاں "جرزیم کے پہاڑ پر نصب کیجیو" ہے۔ اب یہاں یا تو سماریہ والوں نے تحریف کی ہے یا مسورہ والوں نے کی ہے کہ جرزیم کی جگہ عیبال لکھ دیا۔ کیونکہ استثناء ۱۱: ۲۹ پہ کوہ جرزیم کا ہی ذکر ہے۔ اور عیبال پر لعنت رکھ دی گئی ہے۔ اور استثناء ۲۷: ۱۲ و ۱۳ سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ تو ظاہر ہے کہ تحریف سماریہ والوں نے نہیں کی بلکہ مسورہ والوں نے کی ہے

سماریہ میں توراۃ کا عربی ترجمہ بھی ہے جو گیارھویں صدی مسیحی کا لکھا ہوا ہے۔ کیونکہ انھوں نے شام کے علاقہ کی طرح عربی زبان اختیار کر لی تھی۔

۳۷۔ سماریہ کا نسخہ اس تحریف سے بھی محفوظ رہا ہے جو مسورہ کے اندر چوتھی صدی مسیحی میں کی گئی ہے۔ مسورہ میں سے جو کچھ حذف کیا گیا ہے اس میں سماریہ کا نسخہ یونانی نسخہ سبعینیہ سے متفق ہے۔ سماریہ کا نسخہ ۱۶۱۶ء میں پیرس کے اندر پہلے پہل طبع ہوا۔ ۱۷۹۰ء میں اس کا عبری متن الگ شائع ہوا۔"

(سائیکلوپیڈیا ببلیکا ص ۵۰۱۶)

سماریہ والوں کے بھی بیسیوں فرقے ہیں مگر اصولاً سب توراۃ پر متفق ہیں۔ اس کا جو نسخہ ۱۶۱۶ء میں چھپا والٹن نے اس کی نقل مع اختلافات مسورہ شائع کی اس پر بحث کا بازار گرم ہو گیا کہ دونوں میں سے صحیح کونسا ہے؟ مگر اب تک اس امر کا فیصلہ نہیں ہوا اور نہ کبھی ہوگا۔ پہلے پہل اس نسخہ کا سراغ مشہور عربی مورخ ابوالفتح نے بارھویں، تیرھویں صدی مسیحی کے درمیان میں نکالا۔

۳۸۔ بائیبل کا دوسرا نسخہ جو یونانی زبان میں ہے۔ نسخہ سبعینیہ یا ستر علما کا نسخہ کہلاتا ہے۔ اس کا ایک حصہ تیسری صدی قبل مسیح کا ہے۔ اور اکثر ترمیم و تنسیخ سے پر ہے۔ بقایا حصص زیادہ قدیم نہیں ہیں۔ یہ یونانی کلیسیا کا مستند نسخہ ہے۔ اسکندریہ کے یہود کی روایت ہے کہ وہاں کی مشہور لائبریری کے لئے شاہی حکم سے ۷۰ یا ۷۲ علمائے یہود نے جو ہر فرقہ یہود سے چھ چھ کی تعداد میں منتخب کئے گئے تھے الگ الگ ترجمہ کر دیا۔ مقابلہ کرنے پر سب کا ترجمہ ایک نکلا۔ یہ صرف اسفار خمسہ یا توراۃ کی پہلی پانچ کتابوں کا ترجمہ ہے۔ اس کے بعد اس کے ساتھ اور کتابوں کا ترجمہ بھی ضم کر دیا گیا۔ اور یہ کام مسیح کے بعد تک ہوتا رہا۔ یہودی عالم فائیلو کے وقت میں ۳۰۱ تا ۵۰ قبل مسیح، کتاب آستر۔ تواریخ۔ غزل الغزلات اور دانیال نبی کی کتاب اس میں موجود نہ تھی۔

۳۹۔ اناجیل کے مؤلفین نے بھی توراۃ کے مختلف نسخوں کو استعمال کیا ہے۔ لوقا یونانی نسخہ یعنی سبعینیہ کے حوالے دیتا ہے۔ دوسرے اناجیل نویس عبرانی مسورہ کے حوالجات دیتے ہیں۔ ان نسخوں میں اختلاف کی صورت میں وہ ارامی نسخہ استعمال کرتے تھے جو اس وقت صومعہ میں مروج تھا۔

۴۰- بائیبل کا تیسرا نسخہ ترگم ارامی زبان میں ترجمہ ہے جو صومعہ میں پڑھنے کے لائق ہے - یہ زیادہ پرانا نہیں ہے - چوتھا نسخہ اقولا (Aquila) عبرانی سے یونانی میں دوسری صدی مسیحی کا ترجمہ شدہ ہے پانچواں نسخہ پشتنہ سیریا کا نسخہ عبری کا ترجمہ ہے جو چوتھی صدی مسیحی کا ہے - چھٹا نسخہ لاطینی زبان میں ترجمہ جیروم کا پانچویں صدی مسیحی کا ہے - اس کو آجکل ولگیٹ (Vulgate) کہتے ہیں -

۴۱- توراۃ کے بعد یشوع کی کتاب ہے - جو بائیبل کے ضمیمہ میں شامل ہے اس کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ خداوند کا کلام اور واقعات جو رونما ہوئے ان کو باہم گڈمڈ کر دیا گیا ہے - فتح کنعان میں جو رکاوٹیں پیش آئیں وہ یشوع کی تدبیر اور خدا کی بروقت امداد سے دور ہوتی گئیں اور بالآخر کنعان بنی اسرائیل کے ہاتھوں فتح ہو گیا - یہی اس کتاب کا مضمون ہے جسمیں بہت کم خدا کا کلام ہے - زیادہ تر واقعات نگاری پر مشتمل ہے - آیات کے اندر بھی خداوند کی طرف سے فتح کے لئے ہدایات دی گئی ہیں کتاب کے آخر پر یوشع کی وفات، اس کے گاڑے جانے کا ذکر ہے - جو یوشع کا الہام نہیں ہو سکتا -

۴۲- قاضیون کی کتاب - یہ کوئی الہامی کتاب نہیں - بنی اسرائیل کے ۱۲ قبیلے تھے ان میں کے ہر ایک سردار نے جس حصۂ کنعان کو فتح کیا اس کا ذکر کیا گیا ہے - اور بنی اسرائیل کی فتح کنعان کے بعد خرمستیوں اور اسکی سزا میں دشمنوں کو غالب کر دینے کا ذکر ہے - غرض اسی قسم کے جھگڑے بکھیڑے اس میں مذکور ہیں -

۴۳- قاضیون کی کتاب کے بعد ایک فاحشہ اور بدکار عورت کا قصّہ کتاب روت کے نام سے بیان کیا گیا ہے - یہ عورت مسیح کے شجرۂ نسب میں خصوصیت سے مذکور ہے - (دیکھو انجیل متی باب اول)

۴۴- سموئیل نبی کی کتاب عبرانی نسخہ میں صرف ایک ہے مگر یونانی میں سموئیل اول و دوم دو کتابیں ہیں - سموئیل گو نبی تھا مگر اس کتاب میں ساؤل کو بنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ مقرر کر دینے، اور اس کی فلسطینیوں کے ساتھ جنگ کے واقعات بیان کرنے کے سوا کوئی الہامی کلام اس کتاب میں مذکور نہیں

۴۵- سلاطین اول و دوم اور تواریخ اول و دوم - یہ بھی عبرانی نسخہ میں صرف ایک ایک کتاب ہے ان میں بنی اسرائیل کے بادشاہوں، حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السّلام کا حال ہے - یہ

کتابیں بھی الہامی نہیں تاریخی ہیں۔ مصنف نے بنی اسرائیل کے دو مختلف خاندانوں کے بادشاہوں کا حال ایک ہی طرز بیان پر لکھدیا ہے۔ ہر ایک بادشاہ کا حال ایک ہی طرح شروع ہوتا اور ایک ہی طرح ختم ہوتا ہے۔ مثلاً فلاں بادشاہ نے اسرائیل کے فلاں سنہ میں حکومت شروع کی، اتنے برس کا تخت پر بیٹھا اس نے اتنے برس حکومت کی۔ اس کی ماں کا نام فلاں تھا اور وہ فلاں کی بیٹی تھی۔" اسی طرح ان کتب کا خاتمہ ملاحظہ ہو:۔

"اس بادشاہ کے بقیہ حالات اور جو کچھ اس نے کیا وہ یہودیہ کے بادشاہوں کی تاریخ میں لکھے ہوئے ہیں وہ اپنے آبا کے ساتھ اتنی عمر میں سو گیا۔ اور داؤد کے شہر میں اپنے آبا کے ساتھ گاڑا گیا۔ اور اس کی جگہ اس کا فلاں بیٹا حکمراں ہوا۔"

ظاہر ہے کہ ان واقعات کو جو لوگوں کے اندر رونما ہوئے الہام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں

۴۶۔ کتبیم کے سلسلہ میں باقی کتب ایوب۔ زبور۔ امثال۔ نوحہ یرمیا۔ واعظ۔ آستر۔ دانیال۔ عزرا اور نحمیاہ ہیں۔ ان میں کتاب آستر کو چھوڑ کر باقی کتب میں کچھ الہامی حصّہ ضرور ہے۔

۴۷۔ سلسلہ نبییم میں لیسعیا۔ یرمیا۔ حزقیل اور ۱۲ چھوٹے پیغمبروں کی کتابوں کا بھی کچھ حصہ الہامی ہے مگر اکثر حصہ بالاتفاق الحاقی ہے۔ اور تاریخ نویسوں کا لکھا ہوا ہے۔

۴۸۔ علماء یہود نے جیسا کہ لکھا جا چکا ہے صحف الہامی میں بیحد تحریف کی۔ اس پر انبیاء متاخرین نے بھی افسوس کیا ہے۔ یرمیا نبی کو خداوند نے الہام کیا

"میری قوم خداوند کی عدالت کو نہیں پہچانتی ہے۔ تم کیونکر کہتے ہو کہ ہم تو دانشمند ہیں۔ اور خداوند کی شریعت ہمارے پاس ہے۔ دیکھ حقیقت میں اس نے اسے عبث بنا رکھا ہے۔ نقل نویسوں کا قلم باطل ہے۔ دانشمند شرمندہ ہوئے۔ وے حیران ہوئے اور پکڑے گئے۔" (یرمیا ۸:۸)

اسی طرح ایک دوسری جگہ فرمایا:۔

"پر خداوند کے بھاری پیغام کا ذکر تم کو کبھی نہ کرنا ہوگا۔ کہ ہر ایک آدمی کا سخن اس کے

لئے بھاری پیغام ہوگا۔ کیونکہ تم نے زندہ خدا رب الافواج ہمارے خدا کی باتوں کو بگاڑ ڈالا ہے۔" (یرمیا ۲۳ : ۳۶)

۴۹۔ ان کتابوں میں ایسی تحریف اور بگاڑ کے کئی ایک وجوہات ہیں مثلاً:۔

(۱) اول تو ان کی سند تدارد ہے کہ پہلا نسخہ کس نے لکھا۔

(۲) اس کے پاس صحت کا معیار کیا تھا۔

(۳) نہ ان نسخوں کا تواتر ثابت ہے۔

(۴) نہ واقعات کے بیان میں توافق ہے۔

(۵) ہر ایک فرقہ یہود نے اپنے اپنے مفاد کے لئے اس میں کمی بیشی کر دی

(۶) اس کی زبان نے کئی ایک رنگ بدلے۔

(۷) پہلے عبری کے رسم الخط میں تشابہ زیادہ تھا

(۸) دوسرے وقت یہ زبان مردہ ہو چکی تھی۔ ارامی رواج پکڑ گئی تھی اس لئے اس کی کتابت اور صحت اور سمجھنے میں دشواریاں پیش آنا ناگزیر تھا۔

(۹) اس کے علاوہ بخت نصر اور سیریا کے بادشاہ نے قبل مسیح بیت المقدس کو مسمار کر دیا۔ یہود کو اسیر کر کے لے گئے۔ ان کی تمام کتابیں تلاش کر کے جلادیں۔ حضرت مسیح کے بعد ۷۰ء میں ٹائٹس رومی نے ہیکل سلیمانی کو مسمار کر دیا۔ اور یہود کا قتل عام کیا۔ پھر قیصر ہیڈرین نے ۱۳۴ء میں دوبارہ بیت المقدس کو کھنڈر بنا دیا۔ یہود کو جلا وطن کر کے ان کی کتابیں جلوادیں۔ سال میں صرف ایک مرتبہ یہود کو یروشلم کے کھنڈروں میں آنے کی اجازت تھی کہ یہ بدبخت قوم اس جگہ آکر اور کھنڈروں کو دیکھکر روئے اور واپس چلی جائے یہودی قوم کی پے درپے تباہی اور کتب کا سیاسی خرابیوں کی وجہ سے تباہ و برباد ہونا۔

(۱۰) نیز علماء کا خیال ہے کہ بائیبل کی کتابیں دو قسم کے مصنفین کی تصنیف ہیں۔ ایک کو جہوسٹک (Jehostic) اور دوسرے کو ایلوہسٹک (Elohistic) گروہ کہتے ہیں۔ یعنی

ایک خدا کا نام یہودہ افضل ماننے والے اور دوسرے خدا کا نام ایلوہ مقدس ماننے والے۔ دونوں کی الگ الگ تالیف کو چھٹی صدی مسیحی میں اکٹھا کر دیا گیا

(۱۱) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور آپ کی اولاد کے ساتھ بنی اسرائیل کو جو رقابت اور دشمنی تھی اس کی وجہ سے بھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور آپ کی اولاد کے بارے میں نفرت اور حقارت کے جملے ایزاد کر دیئے گئے۔ اس قسم کی تحریفات کا پتہ لگانا آسان نہیں۔ مگر یہ تین وجوہ کی بنا پر آسان ہے،

اول محرفین اپنے کام میں ہوشیار نہ تھے اس لئے انھوں نے ترمیم یا تنسیخ ایک ہی جگہ پر کی باقی مقامات کو اس کے مطابق کرنے کی کوشش نہ کی۔

دوئم وہ انبیاء کی تحریرات کا انداز نہیں بدل سکے۔

سوم۔ ہر نبی کا زمانہ متعین ہے جس کی بنا پر الحاقی واقعات کا پتہ چل سکتا ہے۔ اس کے لئے اختلافات بائبل کا ایک نقشہ دیا جاتا ہے۔ تاکہ آسانی سے آیات کا تضاد معلوم ہو سکے۔

۵۰۔ اِختلافاتِ بائبل	تضاد
(۱) پیدائش ۲:۱۷۔ آدم کو کہا گیا کہ جسدن تو نیک و بد کے درخت سے پھل کھائے گا تو ضرور مرے گا۔	(۱) مگر آدم پھل کھانے کے بعد ۹۳۰ برس جیتا رہا۔ (پیدائش ۵:۵)
(۲) انسان کو خدا نے حیوانات پیدا کرنے کے بعد بنایا۔ (پیدائش ۲۵:۲۷)	(۲) خدا نے آدم کے پاس جانور بنا کر بھیجے۔ گویا آدم پہلے جانور بعد۔ (پیدا ۲ : ۱۸ تا ۲۰)
(۳) سلح ارفکسڈ کا بیٹا تھا۔ (پیدا ۱۱:۱۲)	(۳) سلح ارفکسڈ کا پوتا تھا۔ (لوقا ۳-۳۶)
(۴) کشتی نوح میں سات سات نر مادہ۔ (پیدا ۷:۲)	(۴) سب جانوروں کے جوڑے جوڑے۔ (پیدا ۶:۱۰- ۷:۸-۹-۱۴-۱۵-
(۵) خدا کا پچھتانا۔ پیدا ۶:۶۔ خروج ۳۲:۱۴۔	(۵) خدا پچھتاتا نہیں۔ (گنتی ۲۳ : ۱۹)

(سموئیل اول ۱۵: ۳۵ - سموئیل دوم ۲۴: ۱۶ سموئیل اول ۱۵: ۱۱ - تواریخ اول ۲۱: ۱۵ قاضیون ۲: ۱۸ - یرمیا ۱۸: ۸ - یرمیا ۲۶: ۱۳و۱۹ یوایل ۲: ۱۳ - یونہ ۳: ۱۰ و ۴: ۲)	(سموئیل اول ۱۵: ۲۹)
(۶) پید ۵۰: ۱۳ - یعقوب کو مکفیلہ کے کھیت میں گاڑا۔	(۶) سکم میں گاڑا۔ (اعمال ۷: ۱۶)
(۷) پید ۱: ۳۱ - خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔	(۷) خدا انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا۔ (پید ۶: ۶و۸ اور ۸: ۲۱)
(۸) خروج ۲۰: ۴ - فرشتہ وغیرہ کی تصویر نہ بنائیو۔	(۸) اور تو سونے کے دو کروبی (فرشتے) بنائیو (خروج ۲۵: ۲۱)
(۹) اسرائیل کے بزرگوں نے خدا کو دیکھا۔ (خروج ۲۴: ۹و۱۰ - ۳۳: ۱۱)	(۹) کوئی انسان نہیں کہ مجھے دیکھے اور جیتا رہے۔ خروج ۳۳: ۲۰)
(۱۰) ساتویں دن خدا نے آرام کیا اور تازہ دم ہوا۔ (خروج ۳۱: ۱۷)	(۱۰) خدا تھک نہیں جاتا اور ماندہ نہیں ہوتا (یسعیا ۴۰: ۲۸)
(۱۱) موسیٰ روئے زمین کے سب مردوں سے حلیم تھا۔ (گنتی ۱۲: ۳)	(۱۱) موسیٰ غصہ ہوا۔ تمام بچوں، اور عورتوں مردوں کے قتل کا حکم دیا (گنتی ۳۱: ۱۴-۱۶)
(۱۲) ہارونؑ کوہ حور پر مرا اور گاڑا گیا۔ (گنتی ۲۰: ۲۸ - ۳۳: ۳۷ و ۳۸)	(۱۲) ہارون موسیرہ میں فوت ہوا۔ (استثناء ۱۰: ۶)
(۱۳) یہوواہ خدا کا نام ابراہیم وغیرہ پر ظاہر نہ ہوا۔ (خروج ۶: ۳)	(۱۳) ابراہیمؑ نے ایک جگہ کا نام یہوواہ یری رکھا۔ (پیدائش ۲۲: ۱۴)
(۱۴) جاتی جولیت کو داؤد نے مارا۔	(۱۴) جاتی جولیت کو الحنان بن یاعیر نے مارا۔

(سموئیل اول ۱۷: ۴۔ ۷۔ ۵۰)	(سموئیل دوم[1] ۲۱: ۱۹)
	(۱) حاشیہ پر لکھا ہے شاید جالوت کا بھائی ہوگا
(۱۵) تمہارا خدا اکیلا خدا ہے۔ (استثنا ۶: ۴)	(۱۵) ایک خدا اور یسوع خداوند ہے (قرنتیوں اول ۸: ۶)
(۱۶) ساؤل نے پوچھا۔ خداوند نے جواب نہ دیا (سموئیل اول ۲۸: ۶)	(۱۶) اس نے خداوند سے سوال نہ کیا۔ (تواریخ اول ۱۰: ۱۴)
(۱۷) ساؤل خود گر کر مر گیا (سموئیل اول ۳۱: ۴)	(۱۷) ساؤل کو عمالیقی نے قتل کیا (سموئیل دوم ۱: ۱۰)
(۱۸) داؤد کو خدا نے کہا کہ اسرائیل کو گن۔ (سموئیل دوم ۲۴: ۱)	(۱۸) شیطان نے کہا کہ اسرائیل کو گن۔ (تواریخ اول ۲۱: ۱)
(۱۹) میکل مرتے دم تک بے اولاد رہی۔ (سموئیل دوم ۶: ۲۳)	(۱۹) میکل کے[2] پانچ بیٹے۔ (سموئیل دوم ۲۱: ۸)
	(۲) حاشیہ میں اب میکل کی بہن بنا دیا ہے۔
(۲۰) سات برس کا کال پڑے (سموئیل دوم ۲۴: ۱۳)	(۲۰) تین برس کا کال پڑے (تواریخ اول ۲۱: ۱۱ و ۱۲)
(۲۱) کھلیہان اور بیل ۵۰ مثقال چاندی دیکے گئے (سموئیل دوم ۲۴: ۲۴)	(۲۱) چھ سو مثقال سونا دیا (،، ۲۱: ۲۵)
(۲۲) اسرائیل ۸ لاکھ اور ۵ لاکھ تھے۔ (سموئیل دوم ۲۴: ۹)	(۲۲) گیارہ لاکھ اور ۴ لاکھ (،، ۲۱: ۵)
(۲۳) سات سو گاڑیاں چالیس ہزار سوار کاٹ ڈالے۔ (سموئیل دوم ۱۰: ۱۸)	(۲۳) سات ہزار گاڑیاں چالیس ہزار پیادے۔ (تواریخ اول ۱۹: ۱۸)
(۲۴) لشکر کے سردار سوبک کو مار لیا (،، ۱۰: ۱۸)	(۲۴) لشکر کے سردار سوفک کو قتل کیا (،، ۱۹: ۱۸)
(۲۵) ایک ہزار رتھ سات سو سوار پکڑ لئے (،، ۸: ۴)	(۲۵) ایک ہزار رتھ اور سات ہزار سوار (،، ۱۸: ۴)
(۲۶) ہیکل کے دو ستون ۱۸ ہاتھ اونچے۔ (سلاطین اول ۷: ۱۵)	(۲۶) ایک ستون ۱۸ ہاتھ اونچا۔ (سلاطین دوم ۲۵: ۱۷)

(۲۷) دو ستون ۳۵ ہاتھ لمبے بنائے۔	(۲۷) ایک ستون ۱۸ ہاتھ اونچا بنایا۔
(تواریخ دوم ۳: ۱۵۔	(سلاطین اول۔ ۷: ۱۵)
(۲۸) سرہانہ کی بلندی پانچ ہاتھ تھی۔	(۲۸) سرہانہ کی بلندی تین ہاتھ تھی
سلاطین اول ۷: ۱۶	(سلاطین دوم ۲۵: ۱۷)
(۲۹) ڈھلے ہوئے دو ہزار بط کی گنجائش۔	(۲۹) تین ہزار بط کی گنجائش۔
(سلاطین اول ۷: ۲۶)	(تواریخ دوم۔ ۴: ۵)
(۳۰) بعشا کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ایلا اسا کی سلطنت کے چھبیسویں برس بادشاہ ہوا۔	(۳۰) اسا کی سلطنت کے چھتیسویں برس بعشا یہوداہ پر چڑھ آیا۔
(سلاطین اول ۱۶: ۸)	(تواریخ دوم ۱۶: ۱)
(۳۱) اسا اور شاہ اسرائیل بعشا میں عمر بھر لڑائی رہی۔ (سلاطین اول ۱۵: ۳۲)	(۳۱) اسا کی سلطنت کے پینتیسویں برس تک جنگ ہوئی۔ (تواریخ دوم۔ ۱۵: ۱۹)
(۳۲) اخزیا ۲۲ برس کا تھا جب بادشاہ ہوا۔	(۳۲) اخزیا ۴۲[له] برس کا تھا جب بادشاہ ہوا۔
(سلاطین دوم۔ ۸: ۲۶)	(تواریخ دوم۔ ۲۲: ۲)
(۳۳) یہویکین اٹھارہ برس کا تخت پر بیٹھا۔	(۳۳) یہویکین آٹھ برس کا بادشاہ ہوا۔
(سلاطین دوم۔ ۲۴: ۸)	(تواریخ دوم ۳۶: ۹)
(۳۴) سرایہ ایک منصبدار سپہ سالار اور ۵ مصاحب لے گیا۔ (سلاطین دوم ۲۵: ۱۹)	(۳۴) ایک خواجہ سرا سپہ سالار اور سات مصاحب لے گیا۔ (یرمیا۔ ۵۲: ۲۵)

له گویا یہ اپنے حقیقی باپ سے بھی دو برس بڑا تھا۔ بائبل میں اس قسم کی غلطیاں بے شمار ہیں سموئیل دوم باب ۱۵: ۷ میں لکھا ہے "چالیس برس کے بعد ایسا ہوا" مگر سریانی اور عربی ترجمہ میں ہے کہ "چار برس کے بعد ایسا ہوا"

- یہ اختلافات پرانے عہدنامہ سے دکھائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے اختلافات و تضاد ہیں جن کو طوالت مضمون کے ڈر سے چھوڑ دیا گیا

۵۱۔ اختلافات کے علاوہ ترجمہ کی مشکلات بھی کتاب کا مطلب سمجھنے میں حائل ہیں۔ زبان کے مردہ ہو جانے کی وجہ سے بہت سے الفاظ کا ترجمہ ناممکن ہو گیا ہے۔ اس کی صرف ایک مثال کافی ہے۔ ایوب میں ایک آیت کے ٹکڑے کا ترجمہ لاطینی ولگیٹ (vulgate) میں ہے۔

(۱) خدا کو مبارک کہو اور مر جاؤ — 1. Bless God & die

(۲) انگریزی بائیبل میں ہے۔ (خدا کو لعنت کرو اور مرو) — 2. Curse God & die

(۳) یونانی سبعینیہ میں ہے — 3. Say some word To The Lord & die
(خدا کو کوئی لفظ کہو اور مرو)

عہدنامہ جدید کے باہمی اختلافات پر انشاءاللہ سیر حاصل بحث آئندہ ہو گی۔

ان اختلافات کو دیکھکر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید نے جو فرمایا تھا۔ الم تری الی الذین اوتو نصیباً من الکتاب الخ۔ کہ ان لوگوں کے پاس الہامی کتاب کا ایک حصہ ہی رہ گیا ہے باقی سب الحاق، ترمیم اور اضافہ و تکرار ہے۔ اس نتیجہ پر اب تمام علمائے بائیبل پہنچ رہے ہیں اور اس کے اثرات اب محققین پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ ان کتابوں پر اس اصولی نظر کے بعد اب اس کی تعلیم کا نمونہ دیا جاتا ہے۔

عہدِ عتیق میں خدا کا تصور

۱۔ عہدِ عتیق میں خدا تعالے کے بیسیوں اسماء صفات کا ذکر آتا ہے۔ اور ان میں سب سے زیادہ یہودہ نام کی عظمت اور فضیلت بتائی گئی ہے۔ یہ بائیبل میں ۶۸۲۳ مرتبہ آیا ہے۔ بنی اسرائیل میں یہ خدا کا خاص نام ہے جو دنیا کی دوسری اقوام کے معبودوں اور خداؤں سے الگ کرتا ہے۔ یہود میں خدا کی توحید کا تصور (HenoTheism) کہلاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ

- یہ اختلافات پرانے عہدنامہ سے دکھائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے اختلافات و تضاد ہیں جن کو طوالت مضمون کے ڈر سے چھوڑ دیا گیا

۱۵۔ اختلافات کے علاوہ ترجمہ کی مشکلات بھی کتاب کا مطلب سمجھنے میں حائل ہیں۔ زبان کے مردہ ہو جانے کی وجہ سے بہت سے الفاظ کا ترجمہ ناممکن ہو گیا ہے۔ اس کی صرف ایک مثال کافی ہے۔ ایوب میں ایک آیت کے ٹکڑے کا ترجمہ لاطینی ونگیٹ (vulgate) میں ہے۔

(۱) خدا کو مبارک کہو اور مر جاؤ — 1. Bless God & die

(۲) انگریزی بائیبل میں ہے۔ (خدا کو لعنت کرو اور مرو) 2. Curse God & die

(۳) یونانی سبعینیہ میں ہے 3. Say some word To The Lord & die

(خدا کو کوئی لفظ کہو اور مرو)

عہدنامہ جدید کے باہمی اختلافات پر انشاء اللہ سیر حاصل بحث آئندہ ہو گی۔

ان اختلافات کو دیکھکر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید نے جو فرمایا تھا۔ الم تری الی الذین اوتو نصیبًا من الکتاب الخ۔ کہ ان لوگوں کے پاس الہامی کتاب کا ایک حصہ ہی رہ گیا ہے باقی سب الحاق، ترمیم اور اضافہ و تکرار ہے۔ اس نتیجہ پر اب تمام علمائے بائیبل پہنچ رہے ہیں اور اس کے اثرات اب محققین پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ ان کتابوں پر اس اصولی نظر کے بعد اب اس کی تعلیم کا نمونہ دیا جاتا ہے۔

عہد عتیق میں خدا کا تصور

۱۔ عہد عتیق میں خدا تعالے کے بیسیوں اسماء صفات کا ذکر آتا ہے۔ اور ان میں سب سے زیادہ یہوہ نام کی عظمت اور فضیلت بتائی گئی ہے۔ یہ بائیبل میں ۶۸۲۳ مرتبہ آیا ہے۔ بنی اسرائیل میں یہ خدا کا خاص نام ہے جو دنیا کی دوسری اقوام کے معبودوں اور خداؤں سے الگ کرتا ہے۔ یہود میں خدا کی توحید کا تصور (Henotheism) کہلاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ

ہمارا خدا ایک ہے۔

۱۔ میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہووے۔ (خروج ۲۰:۳۔ استثنار ۵:۷۔ ۶:۱۴)

۲۔ تم بیگانے الٰہوں کا پیچھا نہ کرو کہ ان کی بندگی اور سجدہ کرو۔ (یرمیا ۲۵:۶ و ۳۵:۱۵)

اس قسم کے تمام حوالجات جو عہد نامہ عتیق میں مذکور ہیں ان کو بغور دیکھنے سے علما اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ان میں دوسرے خدا کی نفی نہیں بلکہ دوسری قوموں کے دوسرے خدا ہونے کا اقرار موجود ہے۔ پس بنی اسرائیل کی توحید کے معنی یہ ہیں کہ ان کا خدا ایک ہے مگر دوسری قوموں کے دوسرے خدا اور الٰہ ہیں۔ توحید کا پہلا تصور یہ ہے کہ "وہ ہے" جو یہووہ کے معنی ہیں۔ یعنی ہم نے خود اپنے آپ کو نہیں بنایا۔ اس خیال نے خدا کو اپنا باپ قرار دیا اور خود اس کا بیٹا بن گئے۔ اس سے یہ ایک گمراہ کن تخیل پیدا ہوگیا کہ بیٹا باپ کی مانند یا اس کی صورت ہے۔ "جیسا باپ ویسا بیٹا"۔ "جس نے بیٹے کو دیکھا اس نے باپ کو دیکھا" "آدم خدا کا بیٹا تھا"۔ ہندوؤں نے کہا "منو سویمبھو (خدا) کا بیٹا تھا۔ آریہ ایشور کے بیٹے ہیں" بنی اسرائیل نے کہا: "بنی اسرائیل خدا کے پہلوٹھے بیٹے ہیں"۔ "خدا کی ہتھیلی پر اسرائیل کی تصویر ہے"

اسلام کا دنیا پر کس قدر احسان ہے کہ اس نے Henotheism ناقص توحید کے تصور کے بجائے کامل توحید Monotheism کا تصور پیدا کیا۔ یعنی خدا ایک ہی ہے "لا الٰہ الا اللہ" اور وہ خدا رب العلمین کل قوموں اور انواع مخلوقات کا ایک ہی رب ہے۔

۲۔ بائیبل کے Henotheism کے عقیدہ میں خدا کا وجود اور اس کی ہستی شرطیہ ہوتی ہے۔ کیونکہ باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنے بیٹے کے لئے آرام و آسائش مہیا کرے اور دوسری قوموں سے بڑھ کر نعمتیں دے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ باپ نہیں۔ اس حقیقت کو آپ یعقوبؑ کے الفاظ میں سنیئے:۔

"یعقوب نے منت مانی اور کہا کہ اگر خدا میرے ساتھ رہے اور اس راہ میں جس میں میں جاتا ہوں میری نگہبانی کرے اور مجھے کھانے کو روٹی اور پہننے کو کپڑا دیتا رہے اور میں اپنے باپ کے گھر سلامت پھر آؤں تب خداوند میرا خدا ہوگا۔ اور یہ پتھر جو میں نے ستون کھڑا کیا خدا کا گھر ہوگا۔ اور سب میں سے جو تو مجھے دیگا دسواں حصہ

تجھے دونگا" (پیدائش ۲۸ : ۲۰ تا ۲۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے:-

" تو فرعون کو یوں کہیو کہ خداوند نے یوں فرمایا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پہلوٹھا ہے سو میں تجھے کہتا ہوں کہ میرے بیٹے کو جانے دے تاکہ وہ میری عبادت کرے۔ اور اگر تو اسے جانے نہیں دیتا ہے تو دیکھ میں تیرے بیٹے کو بلکہ تیرے پہلوٹھے کو مار ڈالوں گا" (خروج ۴ : ۲۲-۲۳)

سموئیل دوم ۱۵ : ۷ میں لکھا ہے:-

" ابی سلوم نے یہ منت مانی تھی کہ اگر خداوند مجھے پھر یروشلم میں یقیناً پہنچا دے تو میں خداوند کی عبادت کروں گا"

۳- بنی اسرائیل اپنے سفر کنعان میں قدم قدم پر حضرت موسیٰ سے خدا کے ہونے کا ثبوت مانگتے تھے اور اکثر اکڑ جاتے تھے کہ ہمارا خدا نہیں ہے۔ (قالوا لن نومن لك حتی نری الله جهرةً) خدا اگر ہے تو وہ یہ کرے اور وہ کرے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل میں خدا کا تصور شرطیہ تصور تھا۔ اس لئے اسکو یہوہ نام دیا گیا۔ یعنے " وہ ہے" گویہ نام بنی اسرائیل میں خدا کا خفیہ نام کہلاتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی بڑا جلالی اور ہولناک نام تھا۔ (استثناء ۲۸ : ۵۸)

ایسے خدا کو دیکھ کر یا اس سے بات کر کے کسی کا بچ رہنا قسمت کی بات یا غنیمت سمجھا جاتا تھا۔ کتاب پیدائش میں لکھا ہے کہ یعقوب رات بھر خدا سے کشتی لڑتا رہا۔ صبح کے وقت خدا نے برکت دے کر اور اس کی قوت اور غلبہ کو مان کر اسرائیل کا خطاب دے کر اپنا پیچھا چھڑایا۔

" تب یعقوب نے پوچھا اور کہا کہ میں تیری منت کرتا ہوں کہ اپنا نام بتا وہ بولا کہ تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے۔ اور اس نے اسے وہاں برکت دی اور یعقوب نے اس جگہ کا نام فنی ایل رکھا۔ اور کہا کہ میں نے خدا کو روبرو دیکھا۔ اور میری جان بچ رہی" (پیدائش ۳۲ : ۲۹-۳۳)

خروج ۳۳: ۲۰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدا فرماتا ہے۔

" اور بولا تو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا۔ اس لئے کہ کوئی انسان نہیں کہ مجھے دیکھے اور زندہ رہے "

استثناء ۵: ۲۴ میں بنی اسرائیل کا یوں ذکر ہے :۔

" ہم نے آج کے دن دیکھا کہ خداوند آدمی سے باتیں کرتا ہے اور آدمی جیتا بچتا ہے "
" کبھی لوگوں نے خدا کی آواز آگ میں سے بولتی سنی جیسا تو نے سنی۔ اور وہ زندہ رہے "
(استثناء ۴: ۳۳)

" تو ان سے دہشت مت کھانا۔ کیونکہ خداوند تیرا خدا جو تم میں ہے زورآور اور ڈراونا خدا ہے " (استثناء ۷: ۲۱)

" اگر تو دھیان دے کے اس شریعت کی سب باتوں پر جو اس کتاب میں لکھی ہیں۔ عمل نہ کرے گا کہ اس کے جلالی اور ڈراونے نام یہوواہ اپنے خدا سے نہ ڈرے خداوند تیری آفتیں اور تیری اولاد کی آفتیں عجب طرح سے بڑھائیگا "
(استثناء ۲۸: ۵۸)

" خداوند تمہارا خدا وہی خداؤں کا خدا اور خداوندوں کا خداوند ہے۔ وہ بزرگوار قادر اور ہیبت ناک خدا ہے " (استثناء ۱۰: ۱۷)

" اے خداوند آسمان کے خدا تو خدائے عظیم اور ہیبت ناک خدا ہے (نحمیا ۱: ۵)

" خداوند کو جو بزرگ اور ہیبت ناک خدا ہے " (نحمیا ۴: ۱۴ نیز دیکھو نحمیا ۹: ۳۲)
(قاضیوں ۶: ۲۲ و ۲۳۔ ۱۳: ۶، ۲۲۔ یسعیا ۶: ۵۔ ۱ اخبار ۱۶: ۲ و ۱۳ اور ۱۰ و ۲)

۴۔ خدا بنی اسرائیل میں رہتا تھا

خدا کے متعلق بنی اسرائیل کا چوتھا تصور یہ تھا کہ خداوند بذات خود ان کے درمیان خیمہ میں۔ بیت المقدس میں ہیکل کے اندر رہتا ہے۔ اس لئے ہیکل کے اندر جانا، خیمہ کے نزدیک ہر کس و ناکس کا پھٹکنا،

ہیکل کی تمام اشیا کو چھونا موت کے مترادف تھا ۔صرف ہارون یا ان کی اولاد کو اور وہ بھی وقت مقررہ پر اندر جانے کی اجازت تھی ۔چنانچہ لکھا ہے :۔

تب بنی اسرائیل نے موسیٰ کو خطاب کرکے کہا ۔ دیکھ ہم مرے ہم ہلاک ہوئے ہم سب کے سب فنا ہوئے جو کوئی خداوند کے مسکن کے ایک ذرہ بھی نزدیک آوے گا مرے گا کیا ہم سب مر مر کر مٹ جائیں گے ؟ (گنتی ۱۷: ۱۳)

" صرف موسیٰ ۔ہارون اور اس کے بیٹے ہوں جو مسکن کی حفاظت بنی اسرائیل کے لئے کرتے ہیں ۔جو غیر اس کے نزدیک ہو مار ڈالا جائے " (گنتی ۳: ۱۰ ۔ ۳۸)

احبار بھی کسی چیز کو چھو نہ سکتے تھے ۔چنانچہ لکھا ہے :

" لاویوں میں سے بنی قہات جیسے پاک ترین چیزوں کے قریب آنے سے مر نہ جائیں جب مقدس چیزیں[۵] ڈھانپی جائیں تو وہ انھیں دیکھنے کو اندر نہ آئیں تا کہ مر نہ جائیں (گنتی ۴: ۱۵ ۔سموئیل دوم ۶: ۷ ۔ تواریخ اول ۱۳: ۹)

اپنے خیمہ کے قریب جانے سے خدا نے دو شخص مار ڈالے

احبار ۱۰: ۱ و ۲ میں لکھا ہے

" ہارون کے دونوں بیٹے ، ہر ایک نے ان میں سے عود سوز لیا اور اس میں آگ بھر کے بخور ڈالا ۔ اور ایک اجنبی آگ جس کا خداوند نے ان کو حکم نہ دیا روبرو خداوند کے گذرانی تب آگ خداوند کے حضور سے نکلی اور ان دونوں کو کھا گئی ۔ اور وے خداوند کے حضور مر گئے "

احبار ۱۶: ۲ ۔میں لکھا ہے :۔

" خداوند نے موسیٰ کو خطاب کرکے فرمایا کہ اپنے بھائی ہارون کو کہہ کہ ہر وقت پاک ترین

---

[۵] مقدس چیزوں کی فہرست یہ ہے ۔شمعدان ، گلگیر ، چراغ ، تیل کے برتن ، بخور کی انگیٹھیاں ، سیخیں پھاوڑیاں ۔پیالے وغیرہ وغیرہ ۔ (گنتی باب ۴: ۴ ۔ ۱۵)

مکان میں پردہ کے اندر کفارہ گاہ کے پاس جو صندوق پر ہے نہ آیا کرے تاکہ مر نہ جائے
اس لئے کہ میں بدلی میں کفارہ گاہ پر آؤں گا"

"مقصد یہ ہے کہ پہلے قربانی کے دو جانور لے کر ایک کو خدا کے حضور ذبح کرے اور دوسرے
کو جنگل میں چھوڑ کر ریشمی لباس پہن کر آئے اور کفارہ گاہ پر بخور کی دھونی دے۔ تاکہ
دھواں ہونے کی وجہ سے خداوند چھپ جائے۔ اور وہ خدا کو دیکھ کر ہلاک نہ ہو"

(احبار ۱۶: ۲-۱۳)

یہود کو خدا کا خاص نام لینے کی اجازت نہیں

خدا نے اپنا خفیہ نام صرف حضرت موسیٰؑ پر ظاہر کیا ہے:-

" پھر خدا نے موسیٰ کو فرمایا اور کہا میں خداوند
ہوں اور میں نے ابراہام اور اضحاق اور
یعقوبؑ پر خدائے قادر مطلق کے نام سے اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ اور یہوداہ کے
نام سے ان پر ظاہر نہ ہوا" (خروج ۶: ۴)

حالانکہ اسی توراۃ کی شہادت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ غلط ہے۔ چنانچہ پیدائش ۲۲: ۱۴ میں ہے:
اور ابراہام نے اس مقام کا نام یہوداہ یری رکھا۔ چنانچہ یہ آج تک کہا جاتا ہے
کہ خداوند کے پہاڑ پر دیکھا جائے گا"

عوام یہود کے لئے خدا کا یہ نام لینا منع ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

" تو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ مت لے۔ کیونکہ جو اس کا نام بے فائدہ لیتا
ہے خداوند اسے بے گناہ نہ ٹھہرائے گا" (خروج ۲۰ اور استثنا ۵: ۱۲)

علما یہود نے ان آیات کا یہ مطلب سمجھا کہ ہر وقت خدا کا نام نہیں لیا جا سکتا۔ اس میں خدا کی ہتک اور بے ادبی ہے۔ جو شخص اس کا نام لے گا وہ سنگسار کیا جائے گا۔ سال میں ایک مقدس دن میں سب سے مقدس انسان سب سے پاک جگہ بیت المقدس کے اندر ایک دفعہ اس کا نام لیتا تھا سب لوگ خاموشی کے ساتھ سنتے۔ کسی کو اس کے دہرانے کی اجازت نہیں تھی۔

بائبل کی تلاوت کرتے ہوئے جہاں جہاں یہودہ کا نام آتا ہے مسورہ (عبری عہد عتیق) میں اس سے پہلے ادونئی ضرور آتا ہے۔ اس ادونئی کو دیکھتے ہی تلاوت کرنے والا رک جائے۔ کیونکہ ادونئی کے بعد جو نام ہے وہ ہمیں نے زبان سے نہیں نکالنا۔ گویا ادونئی ایک سرخ خطرہ کا نشان ہے[1]

نہ صرف یہود کے لئے اس نام کی تلاوت منع ہے اور خلاف ورزی کرنے پر سزا ہے بلکہ شارحین بائبل نے لکھا ہے کہ غیر یہودی کی سزا بھی اس نام کے پڑھنے پر قتل کی سزا ہے۔

The stronger · allhongh he is not sulgect to The precepts of The Torah and is to be allowed a large tolerance. he jet may not be permitted to desectrate The Holiness of The Camp If he daes rot worship The God of Isroel he is not to be Compelled but shoved he publicly revile The Holy name The offence is as Serous with Him as with The Israelite

یعنی غیر مذہب کا آدمی جو توراۃ کے قانون کا پابند نہ ہو گو اس کے ساتھ بہت رواداری کی اجازت ہے مگر وہ خدائے قدوس کی ہتک کرنے کا مجاز نہیں اگر وہ اسرائیل کے خدا کی عبادت نہیں کرتا تو اس پر جبر نہیں کیا جائے گا۔ تاہم اگر وہ علانیہ خدا کے نام کی بے ادبی کرے تو اس کے خلاف ایسا ہی شدت کا اقدام ہوگا جیسا اسرائیلی کے ساتھ۔"

---

[1] میں ۱۹۳۲ء میں بمبئی کے ایک یہودی سے عبرانی پڑھا کرتا تھا۔ اس نے بڑی تاکید سے مجھے حکم دے رکھا تھا کہ کسی کتاب میں ادونئی کے بعد کا لفظ نہیں پڑھنا۔ غلطی سے بھول کر یہودہ میرے منہ سے نکل جاتا تھا۔ تو وہ بہت خفا ہوتا تھا۔ اور یہ نام سن کر گھبرا اٹھتا تھا۔ جیسے ابھی کچھ ہو جائے گا۔

اس لئے بابلی طالمود دیوم ۳۹ B) کی رو سے اس کی تلاوت منع کر دی گئی۔ یہاں تک کہ کاہن برکت دیتے وقت بھی خدا کا یہ نام نہیں لے سکتا۔ شمعون کے وقت یعنی ۲۷۰ قبل مسیح سے نہایت سختی کے ساتھ اس پر عملدر آمد ہوا۔ (طالمود یورو شلم یوم ۳:۷) یہود کو اس نام کی عدم قرأت پر سختی سے اصرار ہے۔ اس کے بجائے یا تو ادونئی پڑھا جائے یا ایلوہیم۔

عدم تلاوت کی وجہ سے خدا کا اصل نام بھول گیا

خدا کا نام نہ لینے کے حکم میں شدت کی وجہ سے یہود میں سے خداوند کے نام کا صحیح تلفظ جاتا رہا۔ اور اس میں اب اتنا اختلاف ہے کہ اصل تلفظ مختلف تعبیرات میں گم ہو گیا ہے۔

یہووہ۔ یہوہ۔ یہوِہ۔ یہوَہ۔ یہوَہ ہے یا کیا ہے؟ لفظ یہووہ جو بائبل میں ۶۸۲۳ مرتبہ استعمال ہوا ہے اور عہدنامہ عتیق وجدید دونوں میں آیا ہے، اب بالاتفاق علما نے تسلیم کیا ہے کہ یہ غلط ہے اس سے دونوں کتابوں کی اصلیت ظاہر ہے۔ کہ خدا کا صحیح نام تک ان میں موجود نہیں۔ سائیکلو پیڈیا بیلیکا میں اس کا صحیح تلفظ یہوِہ بتایا ہے۔ لفظ یہوِہ ایوالڈ (Ewald) کے خیال میں یاہُو کی مختصر شکل ہے۔ اے وہ (جو ہے) اور خروج ۳:۱۴ میں یہی موسیٰ کو بتایا گیا تھا۔

یہود کا ایک خدا اور دوسری قوموں کے دوسرے خدا

یہود کا ایک خدا یہوِہ ہے۔ مگر جیسا کہ بتایا جا چکا ہے دوسری قوموں کے دوسرے خدا ہیں۔ اسی توحید کو (Henotheism) کہتے ہیں۔

"میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہووے۔"

جو احکام عشرہ موسوی میں ایک سنہری فقرہ ہے۔ اس کا مطلب یہود نے ہمیشہ یہی سمجھا کہ ہمارا خدا ایک ہے مگر دوسری قوموں کے دوسرے خدا ہیں۔ چنانچہ خروج ۱۵:۱۱ میں ہے:۔

"معبودوں میں خداوند تجھ سا کون ہے"

اسی طرح سموئیل دوم ۷: ۲۲، ۲۳ میں ہے۔

"تیرے سوا جہاں تک کہ ہم نے اپنے کانوں سے سنا کوئی خدا نہیں اور دنیا میں تیری قوم اسرائیل

کی مانند ایک قوم کون ہے کہ جس کے بچانے کو خدا آپ گیا۔ تاکہ اسے اپنی قوم آپ بنائے"

حضرت سلیمان علیہ السلام خدا کے مذبح کے سامنے کھڑے ہو کر کہتے ہیں:۔

اے خداوند اسرائیل کے خدا تجھ سا کوئی خدا نہ اوپر آسمان میں ہے نہ نیچے زمین میں۔ جو کہ اپنے ان بندوں کے لئے جو تیرے آگے اپنے سارے دلوں سے چلتے پھرتے ہیں اپنے عہد کو اور اپنی رحمت کو نگاہ رکھتا ہے" (سلاطین اول ۸: ۲۳)

زبور ۸۶: ۸ میں ہے:۔

"معبودوں کے درمیان اے خداوند تجھ سا کوئی نہیں"

پس یہود کا تخیل کل عالم کے خدا کا نہ تھا۔ یہوہ صرف ان کا قومی خدا تھا۔ اس کی توحید کا صرف یہ مفہوم تھا کہ اس نے بنی اسرائیل میں سے دوسرے خدا کی عبادت کو خارج کر دیا تھا۔ اسرائیل کے علاوہ دوسری قوموں کا وجود ہی ان پر یہ ثابت کرتا تھا کہ خدا اور بھی ہیں۔ جیسے اسرائیل کا خدا صرف اسرائیل کا ہی خدا تھا۔ اسی طرح شموس موآبیوں کا خدا تھا۔ اور ملکم عامون کا تھا۔ اور ان خداؤں نے اپنی اپنی قوم کو الگ الگ ملک دے رکھے تھے۔

حضرت سلیمان ؑ جیسے موحد اور نیک نبی کی بابت سلاطین اول ۱۱: ۷، ۸ میں الزام لگایا گیا ہے۔

" اور سلیمان نے خداوند کی نظر میں بدی کی۔ اور اس نے اپنے خداوند کی پوری پیروی اپنے باپ داؤد کی طرح نہ کی۔ چنانچہ سلیمان نے موآبیوں کے قابل نفرت شموس کیلئے اس پہاڑ پر جو یروشلم کے سامنے ہے۔ اور بنی عمون کے نفرتی مولک کے لئے ایک بلند مکان بنایا۔ اور یونہی اس نے اپنی اجنبی جوروؤں کی خاطر جو اپنے معبودوں کے سامنے بخور جلایا کرتی تھیں اور قربانیاں گزرانا کرتی تھیں"

گویا حضرت سلیمان نے اپنی مشرکہ بیویوں کے لئے اور دوسری قوموں کو ان کے مذہب کے مطابق خداؤں کے بت بنا دیئے تھے۔ (معاذ اللہ)

یہی حال اسلام سے پہلے دوسری قوموں اور مذاہب کا تھا۔ آریوں میں اگنی برہمنوں کا دیوتا تھا۔ اندر کشتریوں کا

خدا تھا۔ وشو دیواہ ویشیوں کا خدا تھا۔ شودروں کو ان دیوتاؤں میں سے کسی کی پوجا کرنے کی اجازت نہ تھی ویدوں میں ان کو ادیوتا اور ابرہا لکھا ہے۔ یعنی نہ ان کا کوئی خدا ہے اور نہ وید ہے۔ والمیکی رامائن میں لکھا ہے کہ شمبوک شودر کو رامچندر جی نے اس جرم میں قتل کر دیا تھا کہ وہ خدا کی عبادت کرنے لگا تھا۔

بنی اسرائیل کے اردگرد جو قومیں آباد تھیں وہ یہ خوب سمجھتی تھیں کہ بنی اسرائیل کا خدا ہمارا خدا نہیں۔ اور یہ جان لینے پر بھی کہ بنی اسرائیل کا خدا ہمارے خداؤں پر بھاری ہے وہ اپنے کمزور خدا کو چھوڑ کر بنی اسرائیل کے خدا کو نہ مانتی تھیں۔ چنانچہ ساؤل (بنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ) کے زمانہ میں بنی اسرائیل کے تبرکات اور آثار کا صندوق (تابوت) فلسطینی چھین کر لے گئے۔ یہ صندوق اس زمانہ میں خداوند کا صندوق کہلاتا تھا۔ فلسطینی جہاں اس صندوق کو رکھتے تھے وہاں کوئی نہ کوئی آفت لوگوں پر نازل ہو جاتی تھی اور لوگ بواسیر کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ آخر ان کو یقین ہو گیا

"کہ اسرائیل کے خدا کا صندوق ہمارے ساتھ نہ رہے گا۔ کیونکہ اس کا ہاتھ ہم پر اور ہمارے معبود پر بھاری ہے۔"

تو انھوں نے یہود کے خدا کو خوش کرنے کے لئے اور اپنے گناہ کے کفارہ کے طور پر نذر نیاز ساتھ دے کر اسے بنی اسرائیل کی طرف بھیج دیا۔ (سموئیل اول باب ۵)

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ یہود جب کنعان کا ملک یا یہودہ کا ملک چھوڑ کر دوسرے ممالک میں جاتے یا جب کوئی غیر ان کے ملک میں آتا تو وہ اپنے خدا کے بجائے اس ملک کے خدا کی پوجا کرتا تھا (حزقیل ۲۳: ۲۰-۲۲)

غضبناک خدا کا تصوّر

یہود کا تصور خدا کے متعلق (Superman) یا برتر انسان کا تصور تھا کبھی وہ انسان کی سرکشی اور بغاوت سے غصہ میں آکر نہ صرف ایک قوم بلکہ اس کے ساتھ ہی چرند پرند اور حیوانات کو بھی ہلاک کر دیتا تھا۔ مگر اس کے بعد وہ پچھتاتا اور دلگیر بھی ہوتا تھا۔ جیسا کہ انسان اپنی جلد بازی پر پچھتاتا اور افسوس کرتا ہے۔ اور وہ آئندہ کے لئے بالکل انسان کی طرح توبہ کرتا تھا کہ پھر ایسا نہ کروں گا۔ گویا اس کا غصہ کوئی اس کے بس کی بات نہ تھی بلکہ وہ اپنے آپ سے باہر ہو کر جو کچھ نہیں چاہیئے وہ بھی کر گزرتا تھا۔ چنانچہ پیدائش ۶: ۷-۸ کی بنا پر انسان کی بدی کو دیکھ کر

اس کے پیدا کرنے پر پچھتایا۔ اور دلگیر ہوا۔ حالانکہ پیدائش ۱:۲۶۔ ۵:۲۲۔ ۵:۱ و ۹:۶ زبور ۱۰۰:۳ واعظ ۷:۲۹۔ اعمال ۱۷:۲۶ و ۲۸۔۲۹۔ قرنتیون اول ۱۱:۷۔ افسیون ۴:۲۴۔ قلیلون ۳:۱۰۔ نامۂ یعقوب ۳:۹ کی بنا پر خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا تھا۔ تاہم غصہ میں آ کر تمام انسانوں کو معہ چرند پرند کیڑوں مکوڑوں کے ہلاک کر دیا۔ پیدائش ۷:۲۱۔۲۳۔ مگر اس کے بعد ۸:۲۱ و ۹:۱۱ میں خداوند اپنی اس ہلاکت زا حرکت پر پچھتایا توبہ کی اور آسمان پر قوس قزح کی کمان رکھ کر انسان سے عہد باندھا کہ پھر ایسا نہ کروں گا۔

ع۔ مگر بھول جانے کی ان کی جو خو ہے ؏

تو نوح کے بعد ان کی اولاد نے ایک برج آسمان تک بلند بنانا چاہا لوگوں کے اندر اتفاق تھا۔ سب کی زبان ایک، بات ایک اور مقصد بھی ایک تھا۔ اس کی وجہ سے خداوند کو خطرہ ہوا کہ یہ مجھ تک پہنچ نہ جائیں زمین پر اتر کر ان کی بولی میں اختلاف ڈال دیا۔ قوموں میں اختلاف زبان، تفرقہ کی بیماری اور باہمی فساد کی مرض اسی بیج سے پھوٹی بڑھی اور دنیا میں پھیل گئی۔ (پیدائش باب ۱۱:۱۔۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں فرعون کے پلوٹھے سے لے کر جانوروں تک کے پلوٹھے تک مار ڈالے"

(خروج ۱۲:۲۹)

ذیل کے حوالجات میں خداوند کا غصہ بھڑکنے، قوموں کو ہلاک کرنے، بعد میں پچھتانے اور افسوس کرنے کا ذکر ہے۔

خروج ۳۲:۱۰۔۱۱۔۱۲۔ گنتی ۱۱:۱ و ۳۳۔۲۱:۶۔۲۵:۶۔۸ و ۱۱۔۱۲:۹ و ۱۰۔۱۶:۳۱۔۳۵۔
سموئیل اول ۶:۱۹۔ سموئیل دوم ۶:۷۔۲۴:۱ و ۱۶۔ اخبار ۱۰:۲۔ تواریخ اول ۲۱:۱۵۔ یرمیاہ ۲۶:۳
وغیرہ وغیرہ مگر اس کے بعد پھر حزقیل باب ۲۰ و ۲۱ میں بڑا غضب ناک اور قتل عام پر تلا ہوا نظر آتا ہے۔

خدا کا بدی کرنا (خروج ۳۲:۱۴)

خدا کا دھوکہ کی نہر ہونا (یرمیاہ ۱۵:۱۸)

خدا کا پیٹ سے ہونا، بچہ گود لینا۔ بوڑھا ہونا۔ (یسعیاہ ۴۶:۳۔۴)

خدا کا یعقوب سے کشتی لڑنا (پیدائش ۳۲:۲۴۔۲۹)

خدا کا ٹھنڈے وقت (باغ میں) سیر کرنا (پیدائش ۳ : ۸ یرمیاہ ۷ : ۱۳ و ۲۵ ۱۱ : ۷ - ۲۵ : ۳ و ۳۵ : ۱۴

خدا کی ہتھیلی پر اسرائیل کی تصویر کھدی ہے (۴۹ : ۱۶)

خدا کی دو بیویاں (اہولہ اہولیبہ سمرون زانیہ تھیں) (یرمیاہ باب ۳ حزقیل ۱۶ اور ۲۳)

خدا کا بیوفائی عہد شکنی کرنا (یرمیاہ ۱۴ : ۲۱ - ۱۸ : ۴ - ۱۰ و ۳ : ۲۶)

خدا کا غصہ میں قسم کھانا (گنتی ۱۱ : ۲۳ - ۲۸ : ۳۰ زبور ۹۵ : ۱۱ نامہ عبرانیوں ۳ : ۱۱ و ۱۸ - ۴ : ۳ و ۵ - گنتی ۳۲ : ۱۱)

مگر اس کے خلاف بھی قسم کھائی اور پچھتایا - خروج ۱۳ : ۵ - ۶ : ۸ وغیرہ)

اس قسم کے حوالجات سے یہ کتابیں بھری پڑی ہیں یہ صرف بطور نمونہ دیئے گئے ہیں جن سے اسلام اور قرآن مجید کے بیان کردہ خدا کے تصور کے اعلیٰ اور ارفع ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

ملائکہ اور صحف یہود

بائبل میں فرشتوں کو انسان سے افضل قرار دیا گیا ہے۔

بنی ایلوہیم[۱] - بنی ایلیم - بنی اللہ Superhuman beings

ایلوہیم[۲] قدوسی[۳] - گویا ان کو خداوند - خداوند کے بیٹے - قدوسی اور پاک نام دیا گیا ہے۔

۱. لشکر خداوندی (زبور ۱۰۳ : ۲۱ - ۱۴۸ : ۲)

۲. خدا کے مشاورتی (پیدائش ۳ : ۲۲ اور ۱۱ : ۷)

۳. مگر فرشتوں کی ایک جماعت گنہگار ہوگئی اور انسان سے ادنیٰ ہو گئے۔ ان کا انصاف انسان کرینگے (ایوب ۴ : ۱۸ و ۱۵ : ۱۵ - فرشتوں خط اول ۶ : ۳)

۴. فرشتگان بد کا ذکر پیدائش ۶ : ۲ - ۴ -

خدا کی مرضی انسان پر ظاہر کرتے ہیں - (دانیال ۸ : ۱۶ و ۱۷ - ۹ : ۲۱ و ۲۳ - ۱۰ : ۱۱ و ۱۲ : ۶ و ۷)

خدا کی مرضی پر چلتے ہیں - (زبور ۱۰۳ : ۲۰)

---

[۱] پیدائش ۶ : ۲ و ۴ ایوب ۳۸ : ۷ - [۲] زبور ۲۹ : ۱ و ۸۹ : ۵ و ۹۷ : ۷ - ۱۳۸ : ۱ و ۸۲ : ۶ -
[۳] - ایوب ۵ : ۱ زبور ۸۹ / ۵ و ۷ ذکریاہ ۱۴ : ۵ - دانیال ۴ : ۱۴ - ۸ : ۱۵ -

خدا کے حکم کا نفاذ کرتے ہیں ۔ (گنتی ۲۲: ۲۲، زبور ۱۰۳: ۲۱)

خدا کے انصاف کو نافذ کرتے ہیں ۔ (سموئیل دوم ۲۴: ۱۷۔ سلاطین دوم ۱۹: ۳۵۔ زبور ۳۵: ۵-۶)

فرشتوں کا دیکھنا خطرناک تھا (قاضیون ۵: ۲۲ و ۲۳ ۔ ۱۳: ۶ و ۲۲ یسعیاہ ۶: ۵)

تخلیق کائنات اور صحف یہود

پیدائش کی کتاب میں زمین و آسمان کی پیدائش کی کہانی دی گئی ہے اس میں پہلے روز زمین کی دوسرے دن آسمان کی تیسرے دن خشکی، سمندر اور نباتات چوتھے دن سورج چاند ستاروں کی اور ان کا آسمان میں رکھا جانا پانچویں دن رینگنے والے جانور پرندے اور بڑے بڑے دریائی جانور چھٹے دن مویشی چار پائے کیڑے مکوڑے اور خشکی کے جانور اور آخر پر انسان بنانے کا ذکر ہے ۔ (پیدائش باب ۱: ۳ تا ۲۰ زبور ۳۳: ۶ و ۱۰ - ایوب ۲۶: ۱۳)

موجودہ علمی تحقیقات کی بنا پر یہ کہانی کہاں تک درست ہے اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔

خدا نے ساتویں دن آرام کیا اور تازہ دم ہوا!

"سو آسمان و زمین اور ان کی ساری آبادی تیار ہوئی اور خدا نے ساتویں دن اپنے کام کو جو کرتا تھا پورا کیا اور ساتویں دن اپنے سارے کام سے جو کرتا تھا فراغت پائی ۔ اور خدا نے ساتویں دن کو مبارک کیا ۔ اور اسے مقدس ٹھہرایا ۔ اس لئے کہ اس نے اپنے سب کام سے جو خدا نے کیا اور بنایا تھا ۔ اسی دن فراغت پائی ۔ (پیدائش ۲: ۱-۳)

چونکہ خدا نے خود چھ دن کام کیا اور ساتویں دن آرام کیا ۔ اس لئے لوگوں کو حکم دیا ۔

" خداوند نے چھ دن میں آسمان و زمین اور دریا اور سب کچھ جو ان میں ہے بنایا اور ساتویں دن آرام کیا ۔ . . . " چھ دن کام کرنا لیکن ساتواں دن آرام کے لئے سبت ہے " . . . . .

" اس لئے کہ چھ دن میں خداوند نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا ۔ اور تازہ دم ہوا "

(خروج ۲۰: ۱۱ ۔ ۳۱: ۱۵ تا ۱۷ عبرانیوں ۴: ۴)

آسمان اور زمین کے ستون

آسمان اور زمین دونوں کو اس نے ستونوں کے ساتھ مضبوط بنا رکھا ہے۔ مگر جب اسے غصہ آتا ہے تو "اس کی تنبیہ سے آسمان کے ستون کانپتے اور گھبرا جاتے ہیں" (ایوب ۲۶ : ۱۱)

"وہ زمین کو اس کی جگہ سے سرکا دیتا ہے اور اس کے ستون تھرتھراتے ہیں۔ وہ آفتاب کو فرماتا ہے اور وہ طلوع نہیں ہوتا۔ اور وہ ستاروں پر مہر کر کے انھیں بند کرتا ہے۔ وہ اکیلا آسمان کو پھیلاتا ہے" (ایوب ۹ : ۶-۸)

آسمانوں کی حقیقت

یہ ہے وہ جو زمین کے کنڈل کے اوپر بیٹھا جس کے آگے اس کے باشندے ٹڈوں کی مانند ہیں۔ جو آسمانوں کو پردے کی مانند تانتا ہے اور انھیں تنبوؤں کی طرح سکونت کے لئے پھیلاتا ہے"۔ (یسعیاہ ۴۰/۲۲)

"وہ آسمانوں کو پردے کی مانند پھیلاتا ہے" (زبور ۱۰۴ : ۲)

"آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں اور چالیس دن اور چالیس رات زمین پر پانی کی جھڑی لگی رہی" (پیدائش ۷ : ۱۱)

"آسمان کی کھڑکیاں بند ہو گئیں اور آسمان سے مینہ تھم گیا" (پیدائش ۸ : ۲)

"اس نے اوپر سے بدلیوں کو حکم کیا۔ اور اس نے آسمان کے دروازے کھولے"۔ زبور ۷۸ : ۲۳

"اگر تم پر آسمان کے دریچوں کو نہ کھولوں اور تم پر برکت نہ برساؤں" (ملاکی ۳ : ۱۰)

"کیونکہ اوپر کے دریچے کھلے ہیں اور زمین کی بنیادیں ہلتی ہیں" (یسعیاہ ۲۴ : ۱۸)

"اس نے میری آواز اپنی ہیکل میں سے سنی اور میری فریاد اس کے سامنے اس کے کانوں تک پہنچی۔ تب زمین کانپی اور لرزی سارے پہاڑ جڑ مول سے ہل گئے اور اس لئے کہ وہ غضبناک ہوا تھرائے۔ اس کے نتھنوں سے دھواں اٹھا اور اس کے منہ سے آگ بھڑکی جس سے انگارے دہک اٹھے۔ اس نے آسمانوں کو جھکایا اور نیچے اترا" (زبور ۱۸ : ۷-۹)

معجزاتِ انبیاء موسیٰ اور ہارونؑ کے معجزات

(۱) موسیٰ کا عصا سانپ بنا۔ (خروج ۴ : ۳ و ۷ : ۱۰)

(۲) سانپ پھر عصا بن گیا۔ (خروج ۴:۴)

(۳) چھاتی پر ہاتھ چھپا کر رکھنے کے بعد دیکھا تو سفید مبروص تھا۔ (خروج ۴:۶)

(۴) ہاتھ پھر چھاتی پر چھپا کر رکھا پھر ویسا کا ویسا ہو گیا۔ (خروج ۴:۷)

(۵) دریا کا سب پانی خون بنا دیا۔ (" ۴:۹و۳۰)

(۶) ہارون نے عصا مار کر دریا، نہریں، چشمہ، تالاب اور حوض کا پانی خون خون کر دیا۔ (خروج ۷:۹)

(۷) اپنا ہاتھ بڑھا کر مصر کی زمین مینڈکوں سے چھپا دی۔ (خروج ۸:۶)

(۸) پھر ہاتھ بڑھا کر مینڈک گھروں، گاؤں اور کھیتوں سے مار دیئے (خروج ۸:۱۳)

(۹) مصر کی ساری زمین کی گرد جوئیں بنا دیں۔ انسان اور حیوان سب پر جوئیں ہی جوئیں ہو گئیں"

(۱۰) مصر کی ساری زمین فرعون کے گھر اور نوکروں کے گھر مچھر مچھر کر دیئے۔ (خروج ۸: ۱۶/۲۴)

(۱۱) مصر " میں مکھیاں بنا دیں اور دُور کر دیں (" " : ۳۱)

(۱۲) مویشیوں پر مری ڈال دی۔ (" ۹: ۳-۶)

(۱۳) موسیٰ نے راکھ اڑا کر سب لوگوں پر پھوڑے نکال دیئے۔ (" " : ۱۰-۱۱)

(۱۴) موسیٰ نے آگ کے اولے برسائے۔ اور دور کر دیئے (" " : ۲۳-۳۳)

(۱۵) عصا اٹھا کر ٹڈیوں کا طوفان برپا کر دیا اور ہٹا دیا۔ (" ۱۰: ۱۴-۲۰)

(۱۶) " فرعون کے پلوٹھے اور حیوانات کے سب پلوٹھے مار دیئے (" ۱۲: ۲۹)

(۱۷) " عصا مار کر سمندر کو پھاڑ دیا۔ (" ۱۴: ۲۱-۲۲)

(۱۸) " مصری لشکروں کو فرعون سمیت غرق کر دیا۔ (" ۱۴: ۲۶-۲۸)

(۱۹) آب تلخ کو شیریں کر دیا (" ۱۵: ۲۵)

(۲۰) حورب میں پتھر سے چشمہ بہا دیا (" ۱۷: ۶)

(۲۱) پیتل کے سانپ سے لوگوں کو شفا دے دی۔

(خروج ۲۱: ۸و۹)

یشوع کے معجزات

(۱) دریائے یردن کے پانی کو پھاڑ دیا۔ اور پھر ٹھیک کر دیا (یشوع ۳: ۱۰-۱۷ اور ۴: ۱۸)

(۲) یشوع نے خداوند کے حضور بنی اسرائیل کی آنکھوں کے سامنے یوں کہا کہ "اے آفتاب جبعون پر ٹھہرا رہ اور اے ماہتاب تو بھی وادی ایلون کے درمیان" تب آفتاب کھڑا رہا اور ماہتاب ٹھہر گیا۔۔۔۔۔ اور آفتاب آسمان کے بیچوں بیچ ٹھہرا رہا اور قریب دن بھر کے مغرب کی طرف مائل نہ ہوا۔ اور اس سے آگے ایسا دن کبھی نہ ہوا"

(یشوع ۱۰: ۱۲-۱۳-۱۴)

ایلیا نبی کے معجزات

(۱) ایلیا نبی کو کوّے کھانا لا کر کھلاتے رہے۔ (سلاطین اول ۱۷: ۶)

(۲) ایک مٹھی آٹا اور لوٹے کا تھوڑا تیل اس قدر بڑھا دیا کہ سارا کنبہ سال بھر سیر ہوتا رہا۔ (سلاطین اول ۱۷-۱۴-۱۵)

(۳) بیوہ کا ایک لڑکا زندہ کر دیا۔ (" ۱۷: ۲۲-۲۳)

(۴) ایلیا کی دعا سے آگ نے آسمان سے آکر لکڑی، قربانی اور پانی سب کو جلا دیا" (سلاطین اول ۱۸: ۳۶-۳۸)

(۵) ایلیا نے پچاس پچاس اشخاص کو تین مرتبہ جلا دیا۔ (سلاطین دوم ۱: ۱۰-۱۲)

(۶) الیسع اور ایلیا دونوں بڑھتے اور باتیں کرتے چلے جاتے تھے تو دیکھو ایک آتشی رتھ اور آتشی گھوڑوں نے درمیان آکر ان دونوں کو جدا کر دیا۔ اور ایلیا بگولے میں ہو کے آسمان پر جاتا رہا۔ (سلاطین دوم ۲: ۱۱)

(۷) ایلیا کی چادر پانی پر مارنے سے یردن کا پانی پھٹ گیا۔ اور راستہ خشک ہو گیا۔ (سلاطین دوم ۲: ۱۴)

الیسع نبی کے معجزات

(۱) کھاری پانی کے چشمے شیریں کر دیئے۔ (" " ۲: ۲۱-۲۲)

(۲) بغیر مینہ اور ہوا کے ایک خشک وادی کو پانی سے بھر دیا۔ (سلاطین دوم ۔ ۳: ۱۶-۱۷-۲۰)

(۳) ایک پیالہ تیل کو اس قدر بڑھایا کہ گھر کے ہمسایوں کے تمام برتن بھر گئے اور مالا مال ہو گئے (سلاطین دوم ۴: ۱-۷)

(۴) ایک عورت نے فوراً حاملہ ہو کر بیٹا جن دیا۔ (سلاطین دوم - ۴: ۱۶-۱۷)

(۵) ایک مرا ہوا لڑکا عجیب طریق پر زندہ کر دیا۔ (” ” ۴: ۲۰-۳۷)

(۶) زہریلے کھانے کو بے نقص بنا دیا۔ (” ” ۴: ۴۰-۴۱)

(۷) روٹیوں کے کچھ ٹکڑوں سے سو آدمی سیر کر دیئے اور روٹی باقی بچی (سلاطین دوم ۴: ۴۲-۴۴)

(۸) نعمان کوڑھی کو یردن میں غوطے دیکر تندرست کر دیا۔ (” ” ۵: ۱۴)

(۹) غریب آدمی کی منگنی کی (مانگی ہوئی) لوہے کی کلہاڑی پانی میں تیرا دی (” ” ۶: ۶-۷)

(۱۰) الیسع کی دعا سے دشمن کی آنکھیں کھلیں اور اسے الیسع کے گرد کا پہاڑ آتشی گھوڑوں اور گاڑیوں سے بھرا ہوا نظر آیا۔ پھر اسے اندھا کر دیا۔ (سلاطین دوم - ۶: ۱۸-۲۰)

(۱۱) الیسع کی ہڈیوں سے لگ کر ایک مردہ زندہ ہو گیا۔ (” ۱۳: ۲۱)

یسعیاہ نبی کے معجزات

(۱) یسعیاہ نبی کی دعا سے آفتاب کا سایہ دس درجے پیچھے کو ہٹ گیا۔ (سلاطین دوم - ۲۰: ۱۱)

”دیکھ میں آفتاب کے ڈھلے ہوئے سائے کے درجوں میں سے جو آخز کی دھوپ گھڑی میں انداز ہوتے دس درجے پھر اکے چڑھا لاؤں گا۔ چنانچہ آفتاب جن درجوں سے کہ ڈھل گیا تھا ان میں کے دس درجے پھر چڑھ گیا۔“

(یسعیاہ ۳۸: ۸)

بنی اسرائیل کے تین (۳) بزرگ آگ میں نہ جلے

” بابل کے بادشاہ بنوکدنضر نے حکم دیا جو شخص میرے سونے کے بت کو سجدہ نہ کرے گا وہ جلتی آگ کی بھٹی میں ڈال دیا جائے گا

بنی اسرائیل کے تین بزرگوں نے بت کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تو معمول سے ہفت چند آگ تیز کر کے انکو جلتی بھٹی میں ڈالا گیا۔ جن لوگوں نے باندھ کر ان کو بھٹی میں ڈالا وہ تو جل گئے مگر یہ تینوں موحد اس آگ میں سیر کرتے رہے نہ انکا بال بیکا ہوا نہ کپڑے جلے نہ اور کچھ گزند انکو پہنچا“ (دانیال ۳: ۲۱-۲۵)

بدروحوں اور شیطان کے معجزات

بائیبل کے بیان کے مطابق صرف سچے نبی ہی نہیں بلکہ جھوٹے نبی، ساحر، شیطان، دجال وغیرہ وغیرہ سب معجزات دکھا سکتے ہیں۔ چنانچہ توراۃ میں لکھا ہے:۔

" اگر تمہارے کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا ظاہر ہو اور تمہیں کوئی نشان یا معجزہ دکھائے اور اس نشان یا معجزہ کے مطابق جو اس نے تمہیں دکھایا بات واقع ہو اور وہ تمہیں کہے آؤ ہم غیر معبودوں کی جنہیں تم نے نہیں جانا پیروی کریں اور ان کی بندگی کریں تو ہرگز اس نبی یا خواب دیکھنے والے کی بات پر کان نہ دھرنا۔۔۔۔۔ اور وہ نبی یا خواب بین قتل کیا جائے گا" (استثنا ۱۳ : ۱-۵)

ساحران مصر کے وہ شعبدات جو انھوں نے فرعون کے سامنے موسیٰ کے بالمقابل دکھاتے وہ کچھ کم محیر العقول نہ تھے بلکہ بائیبل کے بیان کے مطابق معجزات کے برابر ہی تھے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

" تب فرعون نے بھی داناؤں اور جادوگروں کو طلب کیا۔ چنانچہ مصر کے جادوگروں نے بھی اپنے جادوؤں سے ایسا ہی کیا کہ ان میں سے ہر ایک نے اپنا عصا پھینکا اور وہ سانپ ہو گیا" (خروج ۷ : ۱۱)

جادوگروں کا دوسرا شعبدہ یہ تھا کہ جب موسیٰ اور ہارونؑ نے اپنا عصا دریا کے پانی پر مار کر دریا کا سارا پانی لہو کر دیا

" تب مصر کے جادوگروں نے بھی اپنے جادوؤں سے ایسا ہی کیا" (خروج ۷:۲۲)

ساحران مصر کا تیسرا شعبدہ یہ تھا۔ کہ جب ہارون نے اپنا عصا بڑھا کر تمام ملک میں مینڈک ہی مینڈک چڑھا دیئے تو

" اور جادوگروں نے بھی اپنے جادوؤں سے ایسا ہی کیا" (خروج ۸:۷)

البتہ ایک معجزہ دکھانے میں وہ فیل ہو گئے کہ وہ مصر کی گرد سے جوئیں نہ بنا سکے۔

" تمام ملک مصر میں جوئیں ہو گئیں اور جادوگروں نے بھی چاہا کہ اپنے جادو سے جوئیں

نکالیں پر نکال نہ سکے" (خروج ۸: ۱۸-۱۹)

ساؤل جو بنی اسرائیل کا پہلا مسیح (بادشاہ) تھا وہ ایک جادوگر عورت کے پاس غیب کی خبریں معلوم کرنے گیا اور اس نے جادو سے غیب کی خبریں بتا دیں (سموئیل اول باب ۲۸: ۷-۱۴)

مسیح نے بھی جھوٹے نبیوں اور جھوٹے مسیحوں کے بڑے بڑے نشانات دکھانے کا اقرار کیا ہے۔ (متی ۲۴/۲۴)

نیز دیکھو نامہ تسلیقیون دوم ۲: ۹ اور ۱۲: ۱۰ مکاشفات یوحنا ۱۳: ۱۳-۱۴ اور ۱۹: ۲۰ اور ۱۶/۱۴)

عصمتِ انبیا اور کتب یہود

مسیحی لوگوں نے تمام انبیا پر کوئی نہ کوئی گناہ تھوپنے کی کوشش کی ہے لیکن عہدِ عتیق میں انبیا کو معصوم مانا گیا ہے۔ اس کے متعلق کچھ حوالجات درجِ ذیل ہیں۔

سب سے پہلے مسیحی پادری حضرت آدم علیہ السلام کو کل نسلِ انسانی کا باوا ہونے کی وجہ سے متہم کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ان کے گناہ کی وجہ سے کل بنی آدم گنہگار ہو گئے۔ مگر حضرت آدمؑ کے متعلق اللہ تعالےٰ نے اصولاً فرمایا:-

" تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بنا دیں۔ اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔" (پیدائش ۲۶-۲۷)

" جسدن خدا نے آدم کو پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اسے بنایا (" ۵: ۱)

" اور آدم ایک سو تیس برس کا ہوا کہ اس کو ایک بیٹا اس کی صورت پر اور اس کی مانند پیدا ہوا۔" (پیدائش ۵: ۳)

" کیونکہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا ہے۔" (" ۹: ۶)

" مرد کو نہ چاہیئے کہ وہ اپنے سر کو ڈھانپے کہ وہ خدا کی صورت اور اس کا جلال ہے" (قرنتیون اول ۱۱: ۷)

" ہم اسی (زبان) سے خدا کو جو باپ ہے مبارک کہتے ہیں اور اسی سے آدمیوں کو جو خدا کی صورت پر پیدا ہوئے بد دعا کرتے ہیں۔ ایک ہی منہ سے مبارکبادی اور

حضرتِ ادریس یا حنوک کی عصمت

اوپر کے حوالجات میں نہ صرف یہ ذکر ہے کہ آدمؑ کو خدا نے اپنی صورت پر بنایا بلکہ اس کے بیٹے کو بھی اسی صورت پر پیدا کیا اب اس کے بعد ان کی اولاد میں حضرت حنوک علیہ السلام ہیں۔ ان کے متعلق فرمایا

" اور حنوک ۳۰۰ برس تک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ اور حنوک کی ساری عمر ۳۶۵ برس کی ہوئی۔ اور حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ اور غائب ہو گیا اس لئے کہ خدا نے اسے لے لیا۔" (پیدائش ۵: ۲۲-۲۴)

حضرتِ نوح علیہ السلام کی معصومیت

حضرت ادریس علیہ السلام کے بعد دنیا کی بڑی ہستی حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ ان کے متعلق فرمایا:۔

" نوح اپنے قرنوں میں صادق اور کامل تھا۔ اور نوح خدا کے ساتھ چلتا تھا۔" (پیدائش ۶: ۹)

خدا نے اسے خطاب کر کے فرمایا:۔

" میں نے تجھی کو اپنے حضور میں اس زمانہ کے اندر صادق دیکھا۔" (پیدائش ۷:۱)

حزقیل نبی پر نوح علیہ السلام کے متعلق وحی ہوتی ہے۔

" نوح۔ دانیال اور ایوب اس میں موجود ہوتے تو خداوند یہودہ کہتا ہے کہ وے اپنی صداقت سے فقط اپنی ہی جانوں کو بچاتے۔" (حزقیل ۱۴: ۱۳-۱۶: ۱۸)

" نوح اس راستبازی کا جو ایمان سے ملتی ہے وارث ہوا۔" (عبرانیون ۱۱: ۷)

حضرت ابراہیمؑ کی عصمت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق خدا نے خود فرمایا:۔

" اے ابرام تو مت ڈر میں تیری سپر اور تیرا بہت بڑا اجر ہوں" (پیدائش ۱۵: ۱)

" میں خدائے قادر ہوں تو میرے حضور میں چل اور کامل ہو" (پیدائش ۱۷: ۱)

" خداوند فرماتا ہے اس لئے کہ تو نے ایسا کام کیا اور اپنا بیٹا ہاں اپنا اکلوتا ہی بیٹا دریغ نہ رکھا میں نے اپنی قسم کھائی کہ میں برکت دیتے ہی تجھے برکت دوں گا۔۔۔۔

تیری نسل سے زمین کی ساری قومیں برکت پائیں گی" (پیدائش ۲۲: ۱۸،۱۶)

"خداوند نے سب باتوں میں ابراہیم کو برکت بخشی تھی" (" ۲۴ : ۱)

"ابرام نے میری آواز کو سنا اور میری تاکید کو۔ میرے حکموں اور میرے قانونوں اور میرے شرعوں کو حفظ کیا ہے" (پیدائش ۲۶: ۵)

کتب مقدسہ کی اصطلاح میں" ابراہیم کی گود" وہ مقدس مقام ہے جہاں نیک اور پاک لوگوں کی ارواح مرنے کے بعد اپنی نیکیوں کی وجہ سے پہنچائی جائیں گی۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"ایسا ہوا کہ وہ غریب مرگیا۔ اور فرشتوں نے اسے لیجا کے ابراہام کی گود میں رکھا اور دولتمند بھی موا اور گاڑا گیا۔ اس نے دوزخ کے درمیان آگ میں ہو کے اپنی آنکھیں اٹھائیں اور ابراہام کو دور سے دیکھا اور اس کی گود میں لعزر کو۔ الخ" (لوقا ۱۶: ۲۲-۲۳)

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بہتیرے پورب اور پچھم سے آئیں گے اور ابراہامؑ و اضحاقؑ و یعقوبؑ کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں بیٹھیں گے۔ پر بادشاہت کے فرزند باہر کے اندھیرے میں ڈال دیئے جائیں گے۔ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا"

(متی ۸: ۱۱-۱۲ لوقا ۱۳: ۲۸-۳۰)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کتاب مقدس میں صدیق کہا گیا ہے۔ قرآن مجید بھی فرماتا ہے "انه كان صدّيقاً نبياً"۔ یہود کی مقدس کتاب مقابیان چہارم ۱۳: ۱۷ میں صدیق کی یہ تعریف لکھی ہے جو اپنے دین کی خاطر جان دیتا ہے۔ یا اپنے دین کی صداقت پر اپنے خون سے مہر لگاتا ہے۔ حدیث شریف میں بھی چھوٹے چھوٹے بچوں کے ابراہیمؑ کی گود میں بیٹھنے سے یہی مراد ہے۔ کہ آپ کو قلب سلیم اور معصومیت کا ایک بلند مقام دیا گیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معصوم ہونا

عہد نامہ عتیق میں جا بجا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت، بزرگی اور عصمت کا ذکر ہے۔

"میں خداوند تمہارا خدا ہوں سو تم میرے قانونوں اور حکموں پر عمل کرو"

(احبار ۱۸: ۲ و ۴ و ۵ و ۲۵)

"جناب مسیح علیہ السلام کو جب یردن میں توبہ کا غسل دیا گیا تو ان پر روح القدس اتری۔ (متی ۳: ۱۳ و ۱۶) مرقس ۱: ۹ و ۱۰۔ لوقا ۳: ۲۱ مگر موسیٰ علیہ السلام نے ستر اشخاص پر اپنی روح ڈالی اور وہ سب نبوت کرنے لگے۔ (گنتی ۱۱/ ۱۷-۲۵-۲۹)

"پر وہ، مرد موسیٰ سارے لوگوں سے جو روئے زمین پر تھے زیادہ حلیم تھا (گنتی ۱۲/۳)

"پر میرا بندہ موسیٰ ایسا نہیں کہ وہ میرے سارے گھر میں امانت دار ہے میں اس سے آمنے سامنے صریح باتیں کرتا ہوں اور نہ کہ پوشیدہ باتیں اور وہ خداوند کی شبیہ کو دیکھے گا۔" (گنتی ۱۲: ۷، ۸)

"خداوند موسیٰ سے رو برو ہمکلام ہوا جس طرح کوئی اپنے دوست سے کلام کرتا ہے۔ (گنتی ۳۳: ۱۱)

موسیٰ علیہ السلام نے خداوند کو کہا:۔

"ہر چند کہ تو نے کہا کہ میں تجھ کو بنام جانتا ہوں اور تو میری نظر میں منظور ہے..... کس طرح معلوم ہوگا کہ میں اور تیری گروہ تیری نظر میں مقبول ہیں کیا اس سے نہیں کہ تو ہمارے ساتھ جاتا ہے۔ اس طرح میں اور تیری قوم سب قوموں سے جو زمین پہ ہیں ممتاز ہوتے ہیں ..... خداوند نے موسیٰ سے کہا اس لئے کہ تو میری نظر میں مقبول ہے اور میں تجھ کو بنام پہچانتا ہوں" (خروج ۳۳/ ۱۲-۱۶-۱۷)

"اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں اٹھا جس سے خداوند آمنے سامنے آشنائی کرتا" (استثنا ۳۴: ۱۰)

بقیہ صفحہ ۱۳۷

بد دعا نکلتی ہے۔ اے میرے بھائیو یہ مناسب نہیں" (نامۂ یعقوب ۳: ۹ و ۱۰)

"پہلے آدم بنایا گیا بعد اس کے حوا اور آدم نے فریب نہیں کھایا پر عورت فریب کھا کے گناہ میں پھنسی لیکن یہ بچے جننے کے سبب بچ جائے گی" (تمطاؤس اول ۲: ۱۴۔ پیدائش ۳: ۶۔ قرنیتون دوم ۱۱/۳)

"سلیمان نے عرض کی کہ تو نے اپنے بندے میرے باپ داؤد پر بہت سا کرم کیا
اس لئے کہ وہ تیرے آگے صداقت اور نیکوکاری سے تجھ پر سچا دل رکھ کے چلتا پھرتا رہا
(سلاطین اول ۳ : ۶)

خدا تعالےٰ نے سلیمان علیہ السلام کو فرمایا :-
"اگر تو میری راہوں پر چلے گا اور میرے قانونوں اور شریعتوں کو یاد رکھیگا
جس طرح کہ تیرا باپ داؤد چلا کیا تو میں تیری عمر دراز کروں گا" (سلاطین اول ۱۴/۳)
ایک دوسری جگہ فرمایا :-
"اس لئے کہ داؤد نے خداوند کی نگاہ میں نیکوکاری کی اور جب تک کہ جیتا رہا۔
خداوند کے کسی حکم سے منہ نہ موڑا تھا۔ مگر اوریاحتی کی جورو کے مقدمہ میں اور رجعام
اور یربعام کے درمیان جب تک وہ جیتا رہا لڑائی رہی" (سلاطین اول ۵/۱۵)
اوریاحتی کی جورو کے معاملہ میں جو الزام ہے اسپر الگ بحث کی جائے گی۔ دوسری جگہ حضرت
داؤد علیہ السلام کے متعلق یوں فرمایا :-
"داؤد کے گھرانے سے سلطنت چاک کرلی اور تجھے دی۔ تو بھی تو میرے بندے داؤد
کی مانند نہ ہوا جس نے میرے حکموں کو حفظ کیا اور اپنے سارے دل سے میری پیروی
کی تاکہ وہی کرے جو میری نگاہ میں اچھا تھا" (سلاطین اول ۱۴ : ۸)
اسی طرح سلاطین اوّل ۱۱ : ۳۳ و ۳۸ اور ۱۵ : ۳ کو دیکھو۔
اس کا دل جب تک وہ جیتا رہا خداوند کی طرف کامل رہا" (سلاطین اول ۱۵:۱۵)

دیگر انبیاکی عصمت وفضیلت

سموئیل نبی کے متعلق سموئیل اول میں ہے کہ :-
"سموئیل بڑا ہوتا چلا اور خداوند اس کے ساتھ تھا
اور اس نے اس کی باتوں میں سے کسی کو زمین پر گرنے نہ دیا" (سموئیل اول ۳ : ۱۹)

حضرت ایوبؑ کے بارے میں ہے:۔

" عوض کی سرزمین میں ایوب نامی ایک شخص تھا اور وہ شخص کامل اور صادق تھا اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا تھا" (ایوب ۱:۱، ۸ اور ۲: ۳)

مردِ کامل کالب کے متعلق فرمایا:۔

" لیکن میرا بندہ کالب جو از بسکہ اور ہی روح اس کے ساتھ تھی اور اس نے میری پوری پیروی کی ہے" (گنتی ۱۴: ۲۴۔ اور ۳۲: ۱۲)

حزقیاہ بھی بدیوں سے پاک تھا۔

" اے خداوند میں تجھ سے منت کرتا ہوں کہ اب یاد فرمایئے کہ میں کیونکر راستی اور دل کے کامل شوق سے تیرے آگے چلتا پھرتا رہا۔ اور جو تیری نگاہ میں اچھا تھا وہی میں نے کیا" (سلاطین دوم ۲۰: ۳)

یسعیاہ نبی کا دعوےٰ۔

" دیکھو خداوند یہوواہ میری حمایت کرتا ہے۔ کون مجھے مجرم ٹھہراوے (یسعیاہ ۵۰: ۹)

یوسیاہ کی بے نظیر اطاعت:۔

" اس نے وے کام کئے جو خداوند کی نظر میں بھلے تھے اور اپنے داؤد کی ساری راہوں پر چلا اور داہنے یا بائیں مطلق نہ مڑا" (سلاطین دوم ۲۲: ۲)

اسا کی بے گناہی۔

" باوجود اس کے اسا کا سارا دل جب تک وہ جیتا رہا خداوند ہی سے لگا تھا" (تواریخ دوم ۱۵: ۱۷)

حضرت زکریا اور ان کی بیوی دونوں بے عیب تھے۔

" وے دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے" (انجیل لوقا ۱: ۶)

اس قدر واضح اور بین حوالجات کی موجودگی میں کہ انبیا معصوم اور بے گناہ تھے انبیا کے متعلق گندے

قصے عہدنامۂ عتیق میں بعد کی ملاوٹ ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ دو تین قصّوں کے متعلق تازہ انکشافات سے بھی قرآن شریف اور اسلام کے عقیدہ عصمت انبیا کی تصدیق ہوگئی ہے۔

یومِ آخرت اور یہودی تخیل

یہودی لوگ قیامت، عدالت یا آخرت کے قائل تھے البتہ ان کا صدوقی فرقہ اس کا منکر تھا۔ چنانچہ دانیال ۱۲: ۲ میں مردوں کے دوبارہ زندہ ہونے حیات ابدی پانے کے لئے یا رسوائی اور ذلت ابدی پانے کے لئے۔"

ایوب ۱۹: ۲۵-۲۶ میں ہے۔

"کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میرا بدلہ دینے والا زندہ ہے اور وہ روز آخر زمین پر دائم وقائم ہوگا۔ اور ہرچند میرے پوست کے بعد میرا جسم کرم خوردہ ہوگا لیکن میں اپنے گوشت میں سے خدا کو دیکھوں گا۔"

زبور ۷: ۱۵ میں بھی یہی ذکر ہے۔ مگر یسعیا ۲۶: ۱۹ میں ہے۔

"ہم حاملہ ہوئے ہمیں دردِ زہ لگا پر گویا ہوا جنے ہم نے سرزمین کے لئے رہائی حاصل نہیں کی۔ اور دنیا میں جو بسیں وے نو پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ تیرے مردے جی اٹھیں گے۔ ان کی لاشیں اٹھ کھڑی ہوں گی۔ تم جو خاک میں جا بسے ہو جاگو اور گاؤ۔ کیونکہ تیری اوس اس اوس کی مانند ہے جو نباتات پر پڑتی ہے اور زمین مردوں کو جن ڈالے گی۔"

عہدنامہ جدید کا بھی ایک حوالہ کافی ہوگا۔ یوحنا ۵: ۲۸ میں ہے۔

"وہ گھڑی آتی ہے جس میں وے سب جو قبروں میں ہیں اس کی آواز سنیں گے۔ اور نکلیں گے جنھوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنھوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے لئے۔"

گویا قیامت میں بھی سوال کفارہ اور صلیب پر ایمان کے متعلق نہ ہوگا بلکہ اعمال نیک و بد کا محاسبہ ہوگا

زبور ۹: ۷ میں ہے۔

"خداوند ابد تک تخت نشین ہے۔ اس نے عدالت کے لئے اپنی مسند تیار کی ہے اور وہ صداقت سے جہان کا انصاف کرے گا۔ اور راستی سے قوموں کی عدالت کرے گا"

دانیال ۷: ۹، ۱۰ میں ہے:۔

"کرسیاں رکھی گئیں اور قدیم الایام بیٹھ گیا۔ اس کا لباس برف سا سفید تھا اور اس کے سر کے بال صاف ستھرے اور اُون کی مانند۔ اس کا تخت آگ کے شعلے کی مانند تھا۔ اور اس کے پہیے جلتی آگ کی مانند ..... عدالت ہو رہی تھی اور کتابیں کھلی ہوئی تھیں"

واعظ کی کتاب ۱۱: ۹ میں ہے:۔

"اے جوان تو اپنی جوانی میں خوش ہو اور اپنی بلوغت کے دنوں میں اپنا جی بہلا۔ پر جان رکھ کہ ان ساری باتوں کے لئے خدا تجھ کو عدالت میں لاوے گا" (۱۱: ۱۴)

"پھر میں نے سورج کے نیچے عدالت کا مکان دیکھا وہاں شرارت تھی اور صداقت کا مکان، وہاں بھی بدکاری تھی۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ خدا راستبازوں اور شریروں کی عدالت کرے گا" (۱۶: ۱۷)

یہودی اعتقاد کے مطابق قیامت اور انصاف کا دن بے شک آئے گا۔ لوگوں کے اعمال کا محاسبہ ہوگا مگر خداوند یہودہ کے ساتھ ان کا تعلق انفرادی اور اخلاقی نہیں بلکہ قومی ہے۔ اس لئے اسرائیلی سب نجات پائیں گے مگر ان کے دشمن سزائے ابدی پائیں گے۔ یہ ایک ایسا عقیدہ تھا جس کی بنا پر یہود کے اندر دوسری اقوام سے تعصب، نفرت اور دشمنی کے جذبات پیدا ہو گئے تھے۔

حقوق العباد اور مذہب یہود

اعتقادات کے بعد عہدنامہ عتیق میں حقوق العباد کا حصّہ بھی قابل غور ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے احکام عشرہ میں حقوق العباد کے متعلق نہایت عمدہ تعلیم موجود ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"تو اپنے ماں باپ کو عزت دے تاکہ تیری عمر اس زمین پر جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے دراز ہو دے۔ تو خون مت کر۔ تو زنا مت کر۔ تو چوری مت کر۔ تو اپنے پڑوسی پر جھوٹی گواہی نہ دے۔ تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ مت کر۔ تو اپنے پڑوسی کی جورو، اس کے غلام، اس کی لونڈی، اس کے بیل، اس کے گدھے اور اس کی کسی چیز کا جو تیرے پڑوسی کی ہے لالچ مت کر۔"

(استثناء ۵: ۲۲۔ خروج ۲۰: ۱۲ تا ۱۷)

حضرت یعقوب علیہ السلام پر بہتانِ عظیم

مگر یہود نے بے ایمانی اور بد دیانتی کا جواز نکالنے کے لئے اسی تورات میں اپنے بزرگوں کی طرف وہ باتیں منسوب کی ہیں جو اس تعلیم کے بالکل خلاف ہیں۔ اور اپنے مذہب کو ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور بنا لیا ہے۔ بنی اسرائیل کی قومی تاریخ اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے۔ عبری لغت میں لفظ یعقوب کے معنی ہیں "دوسرے کا مال دھوکہ سے مار لینے والا" چنانچہ کتاب پیدائش میں لکھا ہے:۔

"وہ (اسحاق یعقوب کا باپ) بولا کہ تیرا بھائی دغا سے آیا اور تیری برکت لے گیا تب اس نے (عیسو نے) کہا کیا اس کا نام یعقوب ٹھیک نہیں کہ اس نے دوبارہ مجھے اڑنگا مارا۔ اس نے میرے پلوٹھے ہونے کا حق لے لیا" (پیدائش ۳۶/۲۷)

اس اڑنگا مارنے سے پہلے جیسا کہ لکھا ہے یعقوب نے اپنے بھائی عیسو کو ماں کے پیٹ میں بھی ایک اڑنگا مارا تھا" (کتاب پیدائش ۲۵: ۲۲-۲۴-۲۶)

" اور اس کی (اسحاق کی) جورو ربقہ حاملہ ہوئی اور اس کے پیٹ میں دو لڑکے مزاحم ہوئے .... اور جب اس کے جننے کے دن پورے ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے پیٹ میں توام ہیں۔ اور پہلا لال رنگ گویا بالکل پشم کا لبادہ ہو نکلا اور انھوں نے اس کا نام عیسو رکھا۔ اس کے بعد اس کا بھائی نکلا اور اس کا ہاتھ عیسو کی ایڑی سے لگا ہوا تھا۔ اور اس کا نام یعقوب رکھا گیا "

مگر یعقوب کا ہاتھ عیسو کی ایڑی کو کیوں لگا ہوا تھا؟ اول تو اس لئے کہ دونوں بیٹے ماں کے "پیٹ میں ایکدوسرے سے مزاحم ہوئے" رسم یہ تھی کہ توام میں سے جو لڑکا پہلے پیدا ہوگا وہ پلوٹھا کہلائے گا۔ اور باپ دادا کی برکات کا وارث ہوگا۔ اس لئے دونوں بچوں میں جنگ ماں کے پیٹ میں ہی ہونے لگی کہ پہلے میں پیدا ہوں۔ چنانچہ ہوسیع نبی کہتا ہے :۔

" اس نے رحم میں اپنے بھائی کی ایڑی پکڑی۔ اور وہ اپنے زور سے خدا کے ساتھ کشتی لڑا " (ہوسیع ۱۲: ۳)

ماں کے پیٹ میں اڑنگا مارنا اور اپنے بھائی کا حق چھیننا یہ یعقوب کا پہلا کارنامہ تھا۔ اب اس کے بعد اس کی زندگی کا دوسرا کارنامہ سنیئے۔ پیدائش ۲۵: ۲۹۔۳۳۔

" اور یعقوب نے مسور کی دال پکائی اور عیسو جنگل سے آیا اور وہ ماندہ ہو گیا تھا۔ عیسو نے یعقوب سے کہا کہ اس لال لال میں سے کچھ مجھے کھانے کو دے کیونکہ میں ماندہ ہو گیا ہوں۔ اس لئے اس کا نام ادوم (لال) ہوا۔ تب یعقوب نے کہا کہ آج ہی اپنے پلوٹھے ہونے کا حق میرے ہاتھ بیچ۔ عیسو نے کہا دیکھ میں تو آج مرنے کو ہوں سو پلوٹھا ہونا میرے کس کام آئے گا تب یعقوب نے کہا آج ہی میرے سامنے قسم کھا اور اس نے اس کے سامنے قسم کھائی "

اس طرح یعقوب نے اپنے بھائی کی درماندگی اور بھوک سے فائدہ اٹھاکر مسور کی دال کے بدلے اس سے پلوٹھے ہونے کا حق چھین لیا۔ یعقوب نے اسی پر بس نہیں کیا۔ بلکہ اپنے بوڑھے اور ضعفِ بصر کے مریض باپ کو دھوکا دے کر یعنی اپنے آپ کو عیسو ظاہر کرکے اس سے برکت اور پلوٹھے ہونے کا حق لے لیا۔ دیکھو پیدائش باب ۲۷ - حوالہ زیادہ طویل ہونے کی وجہ سے نقل نہیں کیا گیا اصل کتاب میں دیکھ لیا جائے۔

عیسو برادر یعقوب کو جب یہ معلوم ہوا کہ اس کے بھائی نے اسے پے درپے دھوکا دیا ہے تو وہ یعقوب کا دشمن ہوگیا۔ ماں نے اپنے بیٹے یعقوب کو بچانے کے لئے اسے اس کے سسرال بھیج دیا

یعقوبؑ کا چوتھا دھوکا اپنے سسرال کے ساتھ

یعقوب نے سسرال پہنچکر جس طرح اپنے سسر وغیرہ کو پے درپے دھوکے دیئے اور ان کا مال اور زیور ہتھیا کرلے آیا اس کی تفصیل پیدائش باب ۳۰ آیات ۳۵ تا ۴۳ اور باب ۳۱ میں مذکور ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر دھوکہ دہی کا الزام

نہ صرف حضرت یعقوب علیہ السّلام پر بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام جیسے جلیل القدر نبی پر بھی دھوکا دہی کا الزام دینے سے یہودی باز نہیں رہے۔ جب موسیٰ علیہ السّلام نے بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے نکل جانے کی ٹھانی تو لکھا ہے کہ خداوند نے موسیٰ علیہ السّلام کو حکم دیا:-

> سو اب تو لوگوں کے کانوں میں کہہ ہر ایک مرد اپنے پڑوسی اور ہر ایک عورت اپنی پڑوسن سے چاندی کے برتن اور سونے کے برتن مانگ لیں اور خداوند نے ان لوگوں کو مصریوں کی نظر میں عزت بخشی" (باب ۱۱: ۲،۳)

" اور بنی اسرائیل نے موسیٰ کے کہنے کے موافق کیا۔ اور انھوں نے مصریوں سے چاندی کے برتن اور سونے کے برتن اور کپڑے عاریت لئے۔ اور

خداوند نے ان لوگوں کو مصریوں کی نگاہ میں ایسی عزت بخشی کہ انھوں نے انھیں عاریت دی۔ اور انھوں نے مصریوں کو لوٹ لیا۔" (خروج ۱۲: ۳۵۔ ۳۶)

مگر یہ سب دھوکا اور لوٹ خداوند یہوواہ کے اس حکم کے مطابق ہوا۔ جو اس نے پیشتر سے بتا دیا تھا۔

"اور یوں ہوگا کہ جب تم جاؤ گے تو خالی ہاتھ نہ جاؤ گے بلکہ ہر ایک عورت اپنی پڑوسن سے اور اس سے جو اس کے گھر میں رہتی ہے چاندی اور سونے کے برتن اور لباس عاریت لے گی اور تم اپنے بیٹوں اور اپنی بیٹیوں کو پہناؤ گے۔ اور مصریوں کو غارت کرو گے۔" (خروج ۳: ۲۱۔ ۲۲)

اسی بگڑی ہوئی ذہنیت کا نتیجہ تھا کہ مسیح کے شاگردوں نے بھی دوسرے کے کھیت سے بالیں توڑ کر کھائیں اور لوگوں کے اعتراض کرنے پر حضرت داؤد علیہ السلام پر بھی ناجائز روٹیاں کھانے کا الزام لگا دیا گیا (مرقس ۲: ۲۳۔ لوقا ۶: ۱ اور متی ۱۲: ۱) اور اسی طرح ایک گدھی اور اس کا بچہ مالکوں کی اجازت کے بغیر کھول کر لے گئے (لوقا ۱۹: ۲۹۔ مرقس ۱۱: ۱ متی ۲۱: ۲۔ ۵) یوحنا ۱۲: ۱۲ میں صرف گدھی کا بچہ ہی لکھا ہے۔ مگر اس کے شہر سے کھول کر لے آنے کا کوئی ذکر نہیں۔ چونکہ یہ انجیل بعد میں لکھی گئی ہے اس لئے قابل اعتراض سمجھ کر چھوڑ دیا گیا۔

لوگوں کے اندر سے برائیاں دور کرنے کے لئے صرف اس قدر کہنا کافی نہیں کہ فلاں کام نہ کرو بلکہ جرم کے تمام اسباب و بواعث اور مددگاروں کا قلع قمع ضروری ہے۔ بائبل کی یہ مجمل تعلیم کہ "تو چوری نہ کر تو زنا نہ کر تو خون مت کر" قوم کے اندر سے برائی کی جڑ نکالنے کے لئے موثر نہیں جبکہ انبیا اور قوم کے آبا کو ان برائیوں سے پاک نہ بتایا جائے۔ چوری کا استیصال صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب ان تمام لوگوں کو مجرم اور گنہگار سمجھا جائے جنھوں نے اپنے عمل سے گناہ کے بیج کو بویا۔ تعلیم کے دینے والے معلم جب خود ہی ان برائیوں اور جرائم میں ملوث تھے تو قوم کے اندر سے جرائم کا استیصال کیسے ہو سکتا ہے۔

جناب مسیح کی اخلاقی تعلیم کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو نہایت عمدہ تعلیم سمجھی جاتی ہے مگر عملی زندگی میں

اس کی قیمت بالکل صفر ہے۔ کیونکہ دشمن کو معاف کیا جا سکتا ہے اس کے ساتھ نرمی کا سلوک ہو سکتا ہے۔ اس کی اصلاح کی تدبیر ہو سکتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ پیار نہ خدا نے کیا اور نہ مسیح نے کر کے دکھایا۔ جناب مسیح کے وہ الفاظ جن سے مسیح نے اپنے دشمنوں کو مخاطب کیا مثلاً اے ریاکار فقیہو اور فریسیو۔ سانپ اور سانپ کے بچّو وغیرہ وغیرہ اس تعلیم کے خلاف ہیں۔ وہ تو ایک درخت پر بھی اپنے غصّہ کو ضبط نہ کر سکے اور اسے لعنت کر کے سکھا دیا۔

حقوق والدین اور بائیبل

والدین کے متعلق بائیبل کی مذکورہ بالا تعلیم کہ "تو اپنے والدین کو عزت دے" (خروج ۲۰ : ۱۲) "ہر ایک اپنے ماں اور باپ سے ڈرتا رہے" (احبار ۱۹ : ۱۳) "جو کوئی ماں باپ پر لعنت کرے وہ مار ڈالا جائے گا" (احبار ۲۰ : ۹) دوسری طرف خود ہی یہ بھی فتوے دیدیا کہ "اس واسطے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا اور اپنی جورو سے ملا رہے گا۔ اور وہ ایک تن ہونگے" (پیدائش ۲ : ۲۴) جناب مسیحؑ کے اپنی ماں اور باپ سے نیک سلوک کی ایک آیت تک اناجیل میں نہیں ملتی بلکہ حقارت اور بے ادبی کے الفاظ ملتے ہیں۔ اسی طرح اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ کسی نیک سلوک کا نمونہ بائیبل میں نظر نہیں آتا۔ حضرت یعقوب کا اپنے سسرال سے سلوک کا نمونہ اوپر نقل کر دیا گیا ہے

حقوق اولاد

والدین کے حقوق کے متعلق عہد عتیق میں حکم موجود ہے (گو اس کے خلاف بھی ہے) مگر اولاد کے ... حقوق کے متعلق کوئی صریح حکم موجود نہیں۔ البتہ قانون وراثت میں صرف پلوٹھا بیٹا باپ کی جائداد کا وارث ہوتا تھا۔ اور دوسرے بیٹے، اور بیٹیاں اسی کے دست نگر سمجھے جاتے تھے۔ اولاد کی تعلیم و تربیت میں سختی کرنے اور ان کے مارنے کے احکام بھی موجود ہیں۔

بائیبل میں احکامِ جنگ

بائیبل کی عبری زبان میں جنگ کے لئے عام لفظ "ملحمہ" ہے دوسرے الفاظ "لحام" "صبا" اور "قرب" ہیں عہد نامہ جدید میں "پولیمو" "پولیمیو" یونانی الفاظ ہیں۔ یہود کا مذہب چونکہ قبائلی تھا اس لئے

بنی اسرائیل کا خدا، دوسری اقوام کے خداؤں، اور بنی اسرائیل کی قوم دوسری قوموں سے برسرپیکار رہتی تھی۔ ان جنگوں کے اندر بنی اسرائیل کا خاص خدا یہوداہ اپنی قوم کے ساتھ رہ کر ان کے اور اپنے دشمنوں سے جنگ کرتا تھا۔ اس لئے جنگ کو "قدیش ملحامہ" یعنی مقدس جنگ کہا جاتا تھا۔ (میکہ ۳: ۴۔ یرمیا ۶: ۴) چنانچہ کتاب خروج ۱۵: ۳ میں ہے :۔

"خداوند جنگی مرد ہے اور یہوداہ اس کا نام ہے" (نیز یشوع ۱۰: ۱۱)

"خداوند تمہارے لئے جنگ کرے گا اور تم چپ چاپ رہو گے" (خروج ۱۴/۱۴)

"خداوند تمہارا خدا جو تمہارے آگے آگے چلتا ہے تمہاری طرف سے جنگ کریگا" (استثنا ۱: ۳۰)

"کیونکہ خداوند تمہارا خدا وہ ہے جو تمہارے ساتھ جاتا ہے کہ تمہاری طرف سے تمہارے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرے اور تمہیں بچاوے" (استثنا ۲۰: ۴)

چنانچہ اسی سمجھوتہ کی بنا پر بنی اسرائیل مصر سے نکلے اور کنعان فتح کرنے کے لئے روانہ ہوئے لڑائی سے پہلے خدا کی منظوری اور مزید امداد حاصل کرنے کے لئے قربانیاں پیش کی جاتی تھیں دیکھو قاضیون ۶: ۲۰۔ ۲۶۔ اور ۲۰: ۲۶ سموئیل اول ۷: ۹ اور ۱۳: ۱۰)

جنگ میں سخت مصیبت اور ناامیدی کے وقت انسان کی سوختنی قربانی کا رواج بھی تھا۔ سلاطین دوم ۳: ۲۷ میں لکھا ہے :۔

"تب اس نے اپنے بڑے بیٹے کو جو اس کی جگہ بادشاہ ہوا چاہتا تھا دیوار پر سوختنی قربانی کر کے گزرانا"

بنی اسرائیل کی جنگ چونکہ خداوند یہوداہ کے حکم، زیر کمان اور نام سے لڑی جاتی تھی اور سب سے بڑا جنگی مرد خود خدا ہی ہوتا تھا۔ اس لئے جنگی قیدی مرد اور عورتوں، مال مویشی اور غنیمت کا مالک بھی وہی ہوتا تھا۔ اس لئے اس نے قیدیوں کے متعلق موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا۔

"جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضہ میں کر دیوے تو وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر۔ . . . لیکن ان قوموں کے شہروں میں

جنھیں خداوند تیرا خدا تیری میراث کر دیتا ہے کسی چیز کو جو سانس لیتی ہے
جیتا نہ چھوڑیو" (استثنا ۲۰: ۱۳-۱۶)

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے "مدیانی مرد اور عورتوں سب کو تہہ تیغ کر دیا" گنتی باب ۳۱: ۹-۱۶-۱۷ میں ہے:-

" سو تم ان بچوں کو جو لڑکے ہیں سب کو قتل کرو۔ اور ہر ایک عورت کو جو مرد کی صحبت سے واقف ہو چکی ہو جان سے مارو۔ لیکن وے لڑکیاں جو مرد کی صحبت سے واقف نہیں ہوئیں ان کو اپنے لئے زندہ رکھو"

قاضیوں کی کتاب ۲۱: ۱۱ میں ہے

" تب انھوں نے ۱۲۰۰۰ مرد بہادر روانہ کئے اور انھیں حکم دیا کہ یبیس جلعاد کے باشندوں کو عورتوں اور بچوں سمیت قتل کرو"

" صرف چار سو کنواریوں کو بن یمینی مردوں کی بیویاں بنانے کے لئے باقی رکھ لیا"

حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے:-

" اور داؤد نے اس سرزمین کو حرم کیا۔ اور عورت مرد کسی کو جیتا نہ چھوڑا اور ان کی بھیڑ بکریاں بیل اور گدھے اور اونٹ لے کر لوٹا" (سموئیل اول ۲۷/۹)

خداوند نے ساؤل کو حکم دیا:-

سو اب تو جا اور عمالیق کو مار اور سب جو کچھ ان کا ہے یکلخت حرم کر (قتل کر) اور ان پر رحم مت کر بلکہ مرد اور عورت اور ننھے بچے اور شیر خوار۔ بیل بھیڑ اور اونٹ اور گدھے تک سب کو قتل کر" (سموئیل اول ۱۵: ۳)

یشوع جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جرنیل تھا اس کے بارے میں لکھا ہے:-

" اور انھوں نے ان سب کو جو اس شہر میں تھے کیا مرد کیا عورت کیا جوان کیا بوڑھا کیا بیل کیا بھیڑ اور گدھا سب کو تہہ تیغ کیا" (یشوع ۶: ۲۱)

کنعان کی جنگ کے دوران میں بنی اسرائیل کے ایک خاندان عکن نے حرم کی چیزوں کو چھپا لیا تھا اسپر بنی اسرائیل کو شکست ہو گئی۔ اور یشوع کے آہ وزاری کرنے پر خداوند نے بتایا کہ اس شکست کی وجہ حرم کی چیزوں کا غبن ہے۔ چنانچہ عکن کے متعلق لکھا ہے :-

" زارح کے بیٹے عکن کو چاندی اور لبادے اور سونے کی اینٹ اس کے بیٹوں اور اس کی بیٹیوں، اس کے بیلوں اور اس کے گدھوں، اس کی بھیڑوں اور اس کے خیموں اور اس کے سارے اسباب کو لیا اور وادی عکور میں لائے ...... اور ان کو سنگسار کرنے کے بعد جلا دیا۔ اور اس جگہ پتھروں کا تودہ کرکے اسے اس وحشت اور ہیبت ناک کام کی یادگار بنایا۔" (یشوع ۷: ۲۵-۲۶)

کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا کی طرف سے یہی حکم ملا تھا۔

" اور جبکہ خداوند تیرا خدا انھیں تیرے حوالے کرے تو تو انھیں ماریو اور حرم کیجیو نہ تو ان سے کوئی عہد کریو اور نہ ان پر رحم کریو نہ ان سے بیاہ کرنا۔ اس کے بیٹے کو اپنی بیٹی نہ دینا نہ اپنے بیٹے کے لئے اس کی کوئی بیٹی لینا۔" (استثناء ۷: ۲-۳)

یشوع نے عی کے ساتھ جنگ میں جو قتل عام کیا اس کی تفصیل یوں بتائی ہے :-

" چنانچہ وے جو اس دن مارے گئے مرد اور عورت بارہ ہزار تھے یعنی عی کے سب لوگ۔ کیونکہ یشوع نے اپنا ہاتھ جس سے بھالا اٹھایا ہوا تھا جب تک کہ عی کے سارے رہنے والوں کو حرم نہ کر دیا تھا پھر نہ کھینچا ...... اور یشوع نے عی کو جلا کر ہمیشہ کے لئے راکھ کا تودہ کر دیا۔" (یشوع ۸: ۲۵-۲۸)

" ساؤل جسے خداوند نے سموئیل نبی کی معرفت بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا تھا جب اس کی جنگ عمالیقیوں کے ساتھ ہوئی تو اس نے سب کو ہلاک کر دیا ان میں سے کسی کو بھاگنے نہ دیا۔ اور نہ جیتا چھوڑا۔ مگر اچھی اچھی بھیڑوں، بیلوں اور پالے ہوئے بچوں اور برّوں کو جیتا رکھا۔ اسپر خداوند کا غصہ اس پر بھڑکا کہ ہر ایک

جاندار کو ہلاک کیوں نہ کیا گیا؟ اور خدا پچھتایا کہ اس نے ساؤل کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا" (سموئیل اول ۱۵: ۹-۳۵)

بنی اسرائیل کی جنگوں کے اندر نہ صرف دشمنوں کا قتل عام ہوتا تھا اور ہر ایک جیتی جان، مال مویشی وغیرہ قتل کر دی جاتی تھی بلکہ پھلدار درخت، کھیتیاں، کنوئیں تک برباد کر دیئے جاتے تھے۔ اور یہ سب خداوند یہوہ کے حکم سے ہوتا تھا۔ سلاطین دوم باب ۳ آیت ۱۹ میں ہے:-

"تم ہر ایک محکم شہر اور ہر ایک نامی بستی کو مارو گے۔ اور ہر ایک اچھے درخت کو کاٹ کر گرا دو گے۔ اور پانی کے ہر ایک کنوئیں کو بھر دو گے۔ اور ہر ایک اچھے کھیت کو پتھروں سے خراب کرو گے"

گو یہ امر استثنا ۲۰: ۱۹ کے خلاف ہے مگر الیسع نبی نے اسے منسوخ کر دیا۔

" خداوند نے موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا بنی اسرائیل کو خطاب کر اور انھیں کہہ کہ جب تم یردن سے پار ہو کر زمین کنعان میں داخل ہو تو تم ان سب کو جو اس سرزمین کے باشندے ہیں اپنے سامنے سے بھگاؤ اور ان کی مورتیں فنا کر دو اور ان کے ڈھالے ہوئے بتوں کو نابود کر دو اور ان کے سب اونچے مکانوں کو ڈھا دو اور ان کو جو اس زمین کے بسنے والے ہیں خارج کر دو اور وہاں آپ بسو" (گنتی ۳۳: ۵۲)

نہ صرف بنی اسرائیل کی غیر اقوام کے ساتھ جنگوں میں اس بربادی اور بربریت کا اظہار ہوتا تھا بلکہ ان کی آپس کی جنگوں میں بھی یہی قاعدہ تھا۔ قاضیون کی کتاب میں بنی اسرائیل کے ہی دو گروہوں میں جنگ کی روئداد یوں لکھی ہے:-

" تب اسرائیل کے مرد بنیامین پر پھرے اور ہر ایک بستی میں انھیں تہہ تیغ کیا مردوں کو اور حیوانات کو اور ان سب کو جو ان کے ساتھ آئے اور جس جس شہر میں گئے سب کو پھونک دیا۔" (قاضیون ۲۰: ۴۸)

" تم ان سب جگہوں کو جہاں ان قوموں نے جنکے تم وارث ہوگے اپنے معبودوں کی بندگی کی ہے، اونچے پہاڑوں پر اور ٹیلوں پر اور ہر ایک ہرے درخت تلے، نیست و نابود کر دیجیو، ان کے مذبحوں کو ڈھا دیجیو اور ان کے ستونوں کو توڑیو، اور ان کے گھنے باغوں میں آگ لگائیو، اور ان کے معبودوں کی گھڑی ہوئی مورتوں کو چکنا چور کیجیو۔" (استثنا ۱۲: ۲-۳)

" جو کوئی فقط خداوند کے سوا کسی معبود کے لئے قربانی کرے وہ عذاب سے مار ڈالا جائے۔" (خروج ۲۲: ۲۰)

جنگ میں فتح کے شگون

اس وحشیانہ غارت گری کے علاوہ یہود میں جنگ کے وقت شگون لینے کی توہم پرستی بھی تھی۔ فال میں جنگ کے موقع پر ان کے ہمراہ ہوتے تھے جو فتح اور شکست کی پیشگوئی کیا کرتے تھے۔ برکت اور نیک فال کے طور پر خداوند کے برکات کا صندوق جس میں من و سلویٰ، عصاء ہارون اور احکام عشرہ کی الواح تھیں وہ میدان کارزار میں آگے آگے رکھا جاتا تھا۔ (دیکھو سموئیل اول ۴: ۳ و ۱۴: ۱۸ و ۲۳: ۹۔ ۶ و ۳۰: ۷)

قیدیوں کو وحشیانہ سزائیں

عہدنامہ عتیق قیدیوں کے بارے میں نہایت بے رحمانہ سلوک کی تعلیم دیتی ہے۔ کبھی قیدیوں کے اعضا کاٹ دیئے جاتے تھے (قاضیون ۱: ۶) مفتوح بادشاہوں کی گردنوں پر پاؤں رکھتے۔ پھر ان کو مار کر درختوں پر لٹکا دیتے۔ (یشوع ۱۰: ۲۴-۲۶)

حضرت داؤد کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے ربہ پر چڑھائی کی اور فتح کر لیا۔

" اور اس نے ان لوگوں کو جو اس میں تھے باہر نکال کر آروں اور لوہے کے ہینگوں اور آہنی کلہاڑوں سے روندا اور اینٹوں کے جلتے پزاووں میں سے گزارا اور اس نے بنی عمون کے تمام شہروں سے یہی کیا" (سموئیل دوم ۱۲: ۳۱)

"یہودی بادشاہ فتح کے بعد حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ دیتے تھے"
(سلاطین دوم ۱۵: ۱۶-یسعیا ۱۳: ۱۶)

عہد نامۂ جدید اور جنگ

جناب مسیح کی تعلیم یہودی تعلیم کے بالمقابل بہت نرم اور بردباری کی تعلیم سمجھی جاتی ہے۔ مگر اول تو آپ نے یہودی شریعت یعنی توراۃ کو منسوخ نہیں کیا بلکہ یہ کہا ہے کہ میں تورات کو منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ کامل کرنے کو آیا ہوں۔ (متی ۵: ۱۷) اس لئے خونریزی کے ان تمام احکامات کو جن کا ذکر ابھی ہو چکا مسیح نے قائم رکھا۔ اس کے علاوہ آپ کے مندرجۂ ذیل **اعلانات** قابل غور ہیں:-

۱- "یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں، صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کے لئے آیا ہوں" (متی ۱۰: ۳۴)

۲- "میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں۔ اور اگر لگ چکی ہوتی تو میں کیا ہی خوش ہوتا" (لوقا ۱۲: ۴۹)

۳- "وہ جو تلوار چلاتے ہیں تلوار سے ہی ہلاک ہونگے" (متی ۲۶: ۵۲)

۴- "اس نے اُن سے کہا مگر اب جسکے پاس بٹوہ ہو وہ اسے لے اور اسی طرح جھولی بھی اور جس کے پاس نہ ہو وہ اپنی پوشاک بیچ کر تلوار خریدے۔"
(لوقا ۲۲: ۳۷)

۵- "جب اس کے ساتھیوں نے معلوم کیا کہ کیا ہونے والا ہے تو کہا اے خداوند کیا ہم تلوار چلائیں اور ان میں سے ایک نے سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اس کا داہنا کان اڑا دیا۔ یسوع نے جواب میں کہا اتنے پر کفایت کرو"
(لوقا ۲۲: ۴۹-۵۰)

۶- ابن آدم جب جلال کے تخت پر بیٹھے گا تب ہر ایک کو اس کے کام کے موافق بدلہ دے گا" (متی ۱۶: ۲۷)

ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا۔ اور اس وقت زمین کے سارے گھرانے
چھاتی پیٹینگے" (متی ۲۴: ۳۰)

سب سے پہلا تبلیغی وفد جو مسیح نے روانہ کیا اسے یہ نصیحت کی:۔

"پس سانپوں کی مانند دانشمند اور کبوتروں کی مانند بھولے بنو" (متی ۱۰: ۱۶)

دنیا جانتی ہے کہ سانپوں کی دانشمندی چھپ کر پھن مارنا ہے اور عہدنامہ عتیق میں یہ اپنی مکاری اور حیلہ سازی کی وجہ سے باقی جانوروں سے متمیز کیا گیا ہے۔ پیدائش ۳: ۱ میں اس کی مکاری کا ایک ثبوت یہ مذکور ہے

" دان راہ کا سانپ ہے اور راہ گزر کا افعی، جو گھوڑوں کی رگوں کو ایسا ڈسیگا
کہ اس کا سوار پچھاڑی گر پڑے گا" (پیدائش ۴۹: ۱۷)

پس اس نصیحت کا مقصد صرف یہ ہو سکتا ہے کہ بظاہر کبوتر کی مانند بھولے بھالے بنے رہو اور اندر سے سانپ بنو۔

بائبل اور عورت

بائبل کی عبری زبان میں خاوند کو بعل (مالک۔ خداوند) اور بیوی کو بعولہ یعنی جائداد منقولہ کہا گیا ہے۔ سائیکلوپیڈیا ببلیکا میں ان دونوں لفظوں پر لکھا ہے:۔ "The man is The owner; The wonen The chattel"

اس لئے علمانے یہودی قسم کی شادی کو (بعل میرج) Baal marriage (جس میں عورت کے حقوق سلب ہوجاتے ہیں) کا نام دیا ہے۔ عبرانیوں میں عورت کے مہر کا حقدار لڑکی کا باپ ہوتا تھا۔ اس لئے مہر کا ابتدائی تخیل عورت کی قیمت تھا۔ جنگ کی صورت میں مفتوحہ قوم کی کنواری لڑکیاں فاتح قوم کی بیویاں اور ملکیت ہوتی تھیں۔ امن کی صورت میں بھی لڑکیاں بھگا لی جاتی تھیں۔ بنی اسرائیل کی باہمی جنگ میں جب ایک فرقہ بن یمینی کو بالکل تباہ و برباد کر دیا گیا اور صرف ۶۰۰ آدمی بھاگ کر چھپ رہے تو باقی فرقوں کو خود ہی افسوس ہوا کہ ہمارا ایک فرقہ کم ہوگیا۔

مگر انھوں نے قسم کھائی تھی کہ ان کو بیٹی نہ دیں گے تو ایک اور فرقہ کو تباہ کر کے ان کی ۴۰۰ کنواری لڑکیاں بن یمینیوں کے لئے مہیا کی گئیں اور ۲۰۰ لڑکیاں سالانہ تیوہار کے موقعہ پر ایک اور فرقہ کی اغوا کرنے کی اجازت دی۔ (قاضیون باب ۱۹ تا ۲۱) جس سے یہ ظاہر ہے کہ عورتوں کی حیثیت بنی اسرائیل میں بھیڑ بکری اور مال غنیمت کی حیثیت تھی کسی قسم کا معاہدہ عورت اور مرد میں نہ ہوتا تھا اس لئے اس قسم کی شادی کے متعلق بجا طور پر لکھا ہے:-

originally as Robertson Smith rightly observes such a Baal marriage must have been a marriage by capture. Cyclo Bib P. 1499.

اجرت دے کر خریدی ہوئی لڑکی اور جنگ میں اسیر لڑکی میں بہت کم فرق ہوتا تھا۔ یعقوبؑ نے اپنے سسرال کے گھر میں سات برس ایک بیٹی کے لئے اور سات برس دوسری کے لئے خدمت کی مگر جب وہ ۱۴ برس کے بعد اپنی دونوں بیویوں کو لے کر بھاگ نکلا تو اس کے سسر لابن نے اسے رستہ میں جا پکڑا اور:-

"تب لابن نے یعقوب سے کہا کہ تو نے کیا کیا کہ مجھے فریب دے کر خفیہ نکلا اور میری بیٹیوں کو تلوار کے اسیروں کی مانند لے چلا۔ تو کس واسطے چھپ کے بھاگا۔ اور مجھے ٹھگا۔ اور مجھ سے نہیں کہا۔ تا کہ میں تجھے خوشی سے سرود اور دف اور بربط کے ساتھ روانہ کرتا اور مجھے اپنے بیٹوں بیٹیوں کو چومنے نہ دیا۔ پس تو نے اس وقت جو کام کیا سو بیہودہ کیا۔" (پیدائش ۳۱: $\frac{۲۶}{۲۸}$)

اس میں شبہ نہیں کہ یہود میں عورت شادی کے بعد خاوند کی ملکیت ہو جاتی تھی۔ مگر اس سے پہلے بھی تو وہ اپنے باپ یا ولی کی ملکیت ہوتی تھی۔ اسی بنا پر لڑکی کو اغوا کرنے والا قانوناً لڑکی کے والد کو جرمانہ یا قیمت ادا کرتا تھا۔ خروج ۲۲: ۱۶ میں ہے:-

"اگر کوئی ایک چھوکری کو جو اس کی منگیتر نہیں فریب دیکر اس سے مباشرت

کرے وہ البتہ اس کی قیمت دے کر اس سے نکاح کرے۔ اگر اس کا باپ ہرگز راضی نہ ہو کہ اسے اس کو دے تو وہ کنواریوں کے اجر کے موافق اسے نقدی دے"

اس کی وضاحت کتاب استثنا باب ۲۲: ۲۸ و ۲۹ میں یوں کی گئی ہے:۔

"اگر کوئی آدمی کنواری لڑکی کو پا دے جو کسی کی منگیتر نہ ہو اور اسے پکڑ کے اس سے ہمبستر ہو اور وے پکڑے جائیں تو وہ مرد جو اس کے ساتھ ہمبستر ہوا لڑکی کے باپ کو پچاس مثقال چاندی دے اور وہ اس کی جورو ہو کیونکہ اس نے اسے رسوا کیا اور اپنی زندگی بھر اسے طلاق نہ دے۔"

بنی اسرائیل کا ایک قبیلہ اپنی رضا سے دوسرے قبیلہ کو لڑکی نہ دیتا تھا کہ دوسرے قبیلہ کی کثرت نہ ہو جائے۔

تعدد ازدواج

چونکہ عورت ملکیت اور مرد مالک ہوتا تھا اس لئے مرد اپنی حسب حیثیت جتنی بیویاں چاہے خرید سکتا تھا۔ اس کے لئے حد بندی نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ حد بندی مرد کے حق پر دست اندازی تھی۔ جسطرح لونڈی غلام خریدنے پر کوئی قید نہیں ہوتی تھی اسی طرح بیویوں کی تعداد پر بھی کوئی قید نہیں ہوتی تھی۔ بیویوں کے ساتھ لونڈیاں بھی برابر کی حصہ دار ہو جاتی تھیں۔ اور مالک کے لئے اولاد پیدا کر دیتی تھیں۔ چنانچہ حضرت یعقوبؑ کی لیاہ اور راخل کے علاوہ لونڈیوں سے اولاد بھی تھی۔ حضرت داودؑ کی ۱۰۰ اور حضرت سلیمانؑ کی ۷۰۰ بیویاں تھیں۔

طلاق

طلاق پر کلی اختیار خاوند کا تھا۔ عورت کو اس معاملہ میں کوئی اختیار نہ تھا عورت کی حیثیت ملکیت اور مملوکہ شئے کی حیثیت ہے مرد اس کا مالک اور مختار ہے اس لئے شریعت کے سارے احکام اسی محور کے گرد گردش کرتے ہیں۔ جہاں مرد کو یہ احساس ہوا کہ وہ اپنی بیوی کا مالک ہے وہاں ذرا سی بات پر بیوی کو گھر سے نکال دینا سہل ترین امر ہے۔ چنانچہ کتاب استثناء ۲۴: ۱ میں حضرت

موسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ الفاظ منسوب کئے گئے ہیں:۔

"اگر کوئی مرد کوئی عورت لیلے اس سے شادی کرے اور بعد اس کے ایسا ہو کہ وہ اس کی نگاہ میں عزیز نہ ہو اس سبب سے کہ اس نے اس میں کچھ پلید بات پائی ہو تو وہ اس کا طلاق نامہ لکھ کے اس کے ہاتھ دے اور اسے اپنے گھر سے باہر کر دے"

ان الفاظ کے متعلق یہود مفسرین میں سخت اختلاف ہے یہود کا ایک فرقہ جو شماعی کہلاتا تھا وہ کہتے تھے کہ عورت جب تک زنا کی مرتکب نہ ہو مرد اسے شرعاً طلاق نہیں دے سکتا۔ مگر ہلل جو شمع کا شاگرد تھا اور اس کا فرقہ الگ پیدا ہو گیا اس کا یہ عقیدہ تھا کہ خاوند ادنےٰ سے قصور پر بھی عورت کو طلاق دے سکتا ہے۔ اگر وہ اچھا کھانا نہ بنا سکے یا اگر مرد کو کوئی دوسری عورت اس سے زیادہ دلربا معلوم ہو وغیرہ وغیرہ۔ اُسنے تورات کے الفاظ کی تشریح یوں کی ہے:۔

"اگر اس نے عورت میں کوئی بات پائی یا اس میں پلیدی دیکھی"

یعنی عورت اگر مرد کی نگاہ میں پسندیدہ نہ ہو تو یہ عورت کو الگ کر دینے کے لئے کافی وجہ ہے اور دوسری وجہ اس میں پلیدی کا پایا جانا ہے۔

غرض تورات کی رو سے ادنےٰ وجوہات کی بنا پر بھی عورت کو طلاق دی جا سکتی تھی۔ بنی اسرائیل تو خیر انسان تھے خود خداوند یہوہ بھی اپنی دو بیویوں اہولہ اور اہولبہ سمرون کا طلاق دیئے بغیر کوئی چارہ نہ کر سکے۔ حزقیل باب ۲۳۔

خروج جو توراۃ موسوی کی دوسری کتاب ہے اس میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے غلام کا نکاح کر دیا ہو اور اس کی بیوی سے اولاد پیدا ہو گئی ہو تو ساتویں برس جب وہ آزاد ہو جائے تو وہ اکیلا جائے اس کی بیوی اور بیٹے بیٹیاں اس سے الگ ہو کر آقا کی ملکیت ہو جائیں گی" خروج باب ۲۱۔

استثنا ۲۱:۱۴ میں ہے "جب کسیکو اسیران جنگ میں سے کوئی عورت پسند آجائے تو وہ اسے اپنی بیوی بنائے س کے بعد اگر وہ اسے اچھی نہ لگے تو اسے گھر سے نکال دے"

عزرا نبی نے بنی اسرائیل میں سے عذاب الٰہی دور کرنے کے لئے تمام اجنبی عورتوں کو طلاق دلوا دی۔

جن کے ساتھ بنی اسرائیل نے نکاح پڑھوا لیئے تھے ۔

اسی طرح نحمیا ۱۳ : ۲۰ میں غیر اقوام کی عورتوں کو طلاق دینے کا تاکیدی حکم موجود ہے ۔ خدا کا شکر ہے کہ مسیحی مہذب ممالک نے سب جگہ اسلام کے مسئلہ طلاق کو اصولاً تسلیم کرکے قانوناً رائج کر دیا ہے ۔

جناب مسیحؑ نے توراۃ کے کسی حکم کو منسوخ نہیں کیا ۔ بالخصوص اس حکم کے متعلق فرمایا :-

" آسمان اور زمین کا ٹل جانا شریعت کے ایک نقطہ کے مٹ جانے سے بہت آسان ہے " (لوقا ۱۶ : ۱۷)

اس آیت کے بعد طلاق دینے کا یا بیوی کو معلقہ چھوڑ دینے کا ذکر ہے حقیقت یہ ہے کہ جناب مسیح کے زمانہ میں فریسیوں نے آپ کو آزمانے یا شریعت کی الجھن میں پھنسانے کے لئے یہ سوال کیا :-

" کیا جائز ہے کہ مرد ہر ایک سبب سے اپنی بیوی کو طلاق دیدے " (متی ۱۹ : ۳)

آپ نے فرمایا " جسے خدا نے ملایا ہے اسے انسان جدا نہ کرے " علمائے مسیحی کے نزدیک یہ الفاظ نہایت مبہم اور متشابہ الفاظ ہیں جن کی تاویل ہر شخص حسب منشا کر سکتا ہے ۔ خدا نے ہر انسان کو طبعی طور پر ماں باپ سے ملایا ہے جس میں اولاد کا کوئی اختیار نہیں اور والدین کا رشتہ ناقابل انفکاک ہے ۔ اولاد اچھی ہو یا بری مگر اپنے والدین کے نام سے پکاری جاتی ہے ۔ لیکن میاں بیوی کا رشتہ دونوں اپنی مرضی اور اختیار سے جوڑتے ہیں ۔ اور اگر دونوں میں سے ایک یا دونوں معاہدہ باہمی کو توڑ دیں تو یہ ٹوٹ جاتا ہے جناب مسیح اس کے منکر نہیں گو انہوں نے اس کے لئے زنا کی شرط لگائی ہے ۔ مگر جیسا کہ اب مسلم ہو چکا ہے اس کے معنی فحش ہیں ۔ آپ نے یہ بھی فرمایا " وہ دونوں (مرد و عورت) ایک تن ہونگے ۔ اس لیئے اب وہ دو نہیں بلکہ ایک تن ہیں " (متی ۱۹ : ۵ و ۶)

اس سے بھی طلاق کے خلاف استدلال غلط سمجھا گیا ہے ۔ یہ الفاظ بطور حکم ہیں یا بطور نتیجہ طبعی دونوں صورتوں میں اس سے مراد مقاصد نکاح کی تکمیل و تعمیل ہے یعنی نکاح کی اصل غرض و غایت کے مطابق یہی ہونا چاہیئے ۔ ورنہ بصورت دیگر اس غرض اور مقصد کے فوت ہو جانے سے نکاح بھی فسخ ہو جائے گا ۔

سلیمانؑ نے فرمایا تین چیزوں سے زمین بےچین ہوتی ہے ان میں سے ایک ناپسندیدہ عورت ہے (امثال ۳۰ : ۲۱-۲۳)

عورت اور ورثہ

یہود میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ عورت ورثہ کی حقدار نہیں ہوتی تھی۔ بعض قسم کی شادیوں میں اور جہاں باپ اور ولی کا عورت پر کلی اختیار ہوتا ہے عورت کا جائداد کی وارث نہونا آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ غلام مالک نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس کی اپنی کمائی بھی خاوند کی یا اس کے مالک کی ملکیت ہوجاتی ہے۔ ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ مسٹر رسل گرنی ممبر پارلیمنٹ نے جب برطانیہ کی پارلیمنٹ میں عورتوں کے متعلق مسودہ قانون پیش کیا تو یہ لطیف فقرہ بھی کہا کہ حال کے قانون کے مطابق جو کچھ جائداد قبل شادی عورت کے پاس ہوتی ہے اور بعد شادی ملتی ہے اور جو کچھ وہ اپنی محنت اور قابلیت سے کماتی ہے۔ شادی کے بعد وہ اس کی نہیں رہتی۔ سب پر اس کا عیسائی شوہر مالک ہوجاتا ہے۔ پس شادی کا اثر اس پر ایسا ہوتا ہے جیسا کسی جرم قابل ضبطی جائداد کا اثر ہوتا ہے"۔ دنیا کے ان پجاریوں کا خیال تھا کہ عورت کو دیا ہوا مال دوسرے خاندان میں چلا جاتا ہے۔

نہ صرف یہ کہ عورت خاوند کی جائداد کی وارث نہ ہوتی تھی بلکہ باپ کی بیویاں بیٹے کی وراثت میں آجاتی تھیں۔ سموئیل دوم ۱۶: ۲۰۔ " روبن نے جیتے جی اپنے باپ (یعقوب) کی منکوحہ پر قبضہ کرلیا (پید ۳۵: ۲۲) کالب نے بھی اپنے باپ کی بیوی سے شادی کرلی تھی (تواریخ اول ۲: ۲۴)

بیوہ عورت بالعموم اپنے ماں باپ کے گھر واپس چلی جاتی تھی مگر وہاں بھی اسے اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا ان کی دوبارہ شادی کے متعلق کتاب مقدس بالکل خاموش ہے۔

عہدنامہ عتیق کا ادبِ کثیف

عہدنامہ عتیق کا ایک حصہ ایسا ہے جس کا مطالعہ اخلاق اور مذاق سلیم پر گراں گزرتا ہے۔ اس ادنےٰ درجہ کی عبارت آرائی سے اگر اس کتاب کو پاک رکھا جائے تو کیا ہی بہتر ہو۔ اب بھی بائبل کی تصحیح اور ترمیم کرنے والوں سے التماس ہے کہ وہ ذیل کے حوالجات کو اگر کتاب مقدس میں سے حذف کردیں تو مذہبی اخلاق پر احسان کریں گے۔

۱۔ کتاب پیدائش باب ۹ آیت ۱۹ تا ۲۵۔ حضرت نوح پر شراب پی کر ننگے ہونے کا الزام۔

۲ -	کتاب پیدائش	باب	۲۰	آیت	۳۰ تا ۳۸	حضرت لوطؑ کے متعلق ایک گندہ جھوٹ -
۳ -	″ ″	″	۳۸	″	۱۲ تا ۳۰	یہوداہ بن یعقوب کا ناگفتہ بہ قصہ -
۴ -	سلاطین اول	″	۱۴	″	۴	فحش عبارت
۵ -	″ ″	″	۱۵	″	۱۲	″ ″
۶ -	″ ″	″	۲۲	″	۴۶	″ ″
۷ -	″ دوم	″	۲۳		۷	″ ″
۸ -	استثنار	″	۲۳		۱۷	″ ″
۹ -	روت	″	۲،۳،۴			روت نام ایک عورت کا گندہ قصہ -
۱۰ -	سموئیل دوم	″	۱۱-۱۲			حضرت داؤد علیہ السلام پر ایک ناپاک الزام
۱۱ -	″	″	۱۳			″ ″ ″ کے بیٹے امنون کا فحش قصہ
۱۲ -	سلاطین اول	″	۱	″	۱ تا ۴	″ ″ ″ پر ایک اور ناپاک الزام -
۱۳ -	یسعیاہ	″	۵۰			خداوند کی جورو کا طلاق نامہ
۱۴ -	یرمیاہ		۳			خداوند کی جوروؤں کا گندہ اعمال نامہ
۱۵ -	حزقیل		۱۲			″ ″ ″
۱۶ -	″		۲۳			″ ″ ″

خدا کا حلیہ

کتاب مقدس کے بہت سے حوالجات سے ظاہر ہے کہ خدا کو کوئی نہیں دیکھ سکتا ۔ مگر اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ خدا نے حضرت موسیٰؑ کو فرمایا :- " دیکھ یہ جگہ میرے پاس ہے اور تو اس چٹان پر کھڑا رہ اور یوں ہوگا کہ جب میرے جلال کا گذر ہوگا تو میں تجھے اس چٹان کی دراڑ میں رکھوں گا - اور جب تک نہ گذروں تجھے اپنی ہتھیلی سے ڈھانپونگا۔ پھر اپنی ہتھیلی اٹھاؤنگا - اور تو میرا پیچھا دیکھیگا ۔ لیکن میرا چہرہ ہرگز دکھائی نہ دے گا "

" (بنی اسرائیل نے) خدا کو دیکھا ، اسکے پاؤں کے تلے جیسے نیلم کے پتھر کی پچی کاری اور اسکی چمک سورج کے مانند تھی اور بنی اسرائیل کی امیروں پر اسنے اپنا ہاتھ نہ رکھا - انھوں نے خدا کو دیکھا اور کھایا اور پیا " (خروج ۲۴ : ۱۱)

عہد نامہ جدید کا مطالعہ

قرآن مجید نے فرمایا یحرفون الکلم عن مواضعہ ونسوا حظا مما ذکروا بہ کچھ کتب آلہیہ انھوں نے بگاڑ دی ہیں اور کچھ گم کردی ہیں۔ موجودہ تحقیقات نے قرآن مجید کے اس دعوے کی تصدیق کردی ہے۔ اس کتاب کی تاریخ کے متعلق ذیل کی باتیں جاننا ضروری ہے

۱۔ اس کتاب کا مجموعی نام اردو میں کتاب مقدس اور انگریزی میں بائیبل ہے۔

۲۔ لفظ بائیبل کے اصل معنی کتاب مقدس نہیں، بائیبل یونانی لفظ ببلاس معنی پارچمنٹ سے ماخوذ ہے۔

۳۔ پارچمنٹ چمڑے کی جھلی کو کہتے ہیں جو مصر قدیم میں بطور کاغذ استعمال ہوتی تھی۔

۴۔ گویا بائیبل دراصل کتاب کا نام نہیں بلکہ چرمی کاغذ کا نام ہے۔

۵۔ بائیبل اور کتاب مقدس، یہ نام کسی جگہ اس کتاب کے اندر موجود نہیں۔

۶۔ بائیبل عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید دو حصوں پر مشتمل ہے۔ یہود صرف عہد نامہ عتیق کو خدا کا کلام مانتے ہیں۔

۷۔ نصاریٰ اصولاً عہد نامہ عتیق کو منسوخ اور عہد نامہ جدید کو ناسخ اور نا قد مانتے ہیں [۱]

---

[۱] "چنانچہ اپنا جسم دے کر دشمنی یعنی شریعت کے حکموں اور رسموں کو کھو دیا" (افسیون ۳: ۱۵)
"اس نے نیا کہا تو پہلے کو پرانا ٹھہرایا۔ پر وہ جو پرانا اور ردی ہے سو مٹنے کے قریب ہے" (عبرانیون ۸: ۱۳)
"اس نے تمہارے سب گناہ بخش دیئے اور حکموں کا نوشتہ جو ہمارا مخالف تھا ہماری بابت مٹا ڈالا" (نامہ قلسیوں ۲: ۱۴)
"شریعت کی رو سے راست باز بننا چاہتے ہو تو مسیح سے جدا ہوئے تم فضل کی نظر سے گرے"

(نامہ گلیتون ۵: ۱۴)

۸۔ ان کے خیال میں عہد عتیق شریعت کا عہد ہے۔ یعنی اس عہد میں لوگ شریعت پر عمل کریں اور نجات پائیں۔

۹۔ عہد نامہ جدید فضل اور کفارہ کا عہد ہے کہ لوگ شریعت کو لعنت سمجھ کر مسیح کو لوگوں کے گناہوں کے فدیہ میں مصلوب سمجھیں اور بخشے جائیں۔

۱۰۔ نسل انسانی یا ایک ہی آدم و حوّا کی اولاد کے ساتھ خداوند کے دو متضاد عہد ہیں۔

۱۱۔ جو محققین کے نزدیک خدا کے علم، عدل اور رحم پر حرف لاتے ہیں۔

۱۲۔ علم پر اس لئے کہ پہلے کمزور اور بودا عہد (عبرانیون ۸) کیوں باندھا جو منسوخ کرنا پڑا۔

۱۳۔ عدل پر اس لئے کہ اگر وہ پہلا عہد بے عیب ہوتا تو دوسرے کے لئے جگہ کی تلاش نہ ہوتی (نامہ عبرانیون ۸: ۶-۷)

۱۴۔ رحم پر اس لئے کہ مسیح سے پہلے یہ خدا کا فضل اور رحم کیوں نازل نہ ہوا۔

۱۵۔ عہد نامۂ جدید میں اناجیل اربعہ، حواریوں کے اعمال، خطوط حواریاں اور مکاشفات یوحنا، شامل ہیں۔

۱۶۔ انجیل یونانی زبان کا لفظ ہے۔ اس کی اصل یونانی شکل ایونجلیون Evangelion ہے

۱۷۔ اصل زبان میں اس کا مفہوم ہے وہ انعام جو خوشخبری پر دیا جاتا ہے۔

۱۸۔ جناب مسیح علیہ السلام کی مادری زبان جس میں وہ گفتگو کیا کرتے تھے یونانی نہ تھی بلکہ ارامی تھی

۱۹۔ ارامی زبان سامی ہونے کی وجہ سے عبری اور عربی زبان سے ملتی جلتی زبان ہے۔ یونانی آرین سلسلہ کی زبان اور بہت مختلف ہے۔

۲۰۔ اس لئے مسیح کے پیغام کا نام ابتدا میں انجیل نہ ہوگا بشیرہ یا بشریٰ ہو سکتا ہے۔ عہد نامہ عتیق میں یہ بارہا استعمال ہوا ہے [۵۲]

---

[۵۲] سموئیل دوم ۴: ۱۰ اور ۱۸: ۲۰ تا ۲۷ اور لفظ بشورہ کے مشتقات اسی معنی میں سموئیل اول ۳۱: ۹- یسعیاہ ۴۱: ۲۷ اور یرمیاہ ۲: ۱۵ وغیرہ وغیرہ میں بارہا استعمال ہوا ہے۔

۲۱۔ عہدنامہ جدید میں کوئی ایسی آیت موجود نہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہو کہ اس زمانہ میں مسیح کے رسولوں کے پاس کوئی لکھی ہوئی کتاب موجود تھی جس کی وہ اشاعت و تبلیغ کرتے ہوں۔

۲۲۔ لفظ انجیل بے شک اس میں استعمال ہوا ہے۔ مگر ہر جگہ اس سے مراد خوشخبری ہے نہ کوئی کتاب[۱]

۲۳۔ بعض لوگوں نے پولوس کے طرز بیان سے یہ خیال کیا ہے کہ اس کے پاس کوئی انجیل تھی یا موجودہ اناجیل میں سے کوئی کتاب۔

۲۴۔ مثلاً رومیوں کے خط ۲: ۱۶ اور تمتھیون کے خط دوم ۲: ۸ میں "میری انجیل" کا لفظ موجود ہے

۲۵۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ پولوس کی مراد یہاں "لوقا کی انجیل" ہے تو اس کے متعلق پولوس گلاتیون ۱: ۶ تا ۹ میں لکھتا ہے:۔

"میں تعجب کرتا ہوں کہ تم اتنی جلدی اس سے جس نے تمہیں مسیح کے فضل میں بلایا پھر کے دوسری انجیل کی طرف مائل ہوئے سو وہ دوسری تو نہیں مگر بعض ہیں جو تمکو گھبراتے ہیں۔ اور مسیح کی انجیل الٹ دینی چاہتے ہیں لیکن اگر ہم یا آسمان سے کوئی فرشتہ سوائے اس انجیل کے جو ہم نے تمہیں سنائی دوسری انجیل تمہیں سنائے سو حرم (قتل) کیا جائے"

پولوس کے اس فتوے کی بنا پر لوقا کی انجیل کے سوا باقی اناجیل (متی۔ مرقس اور یوحنا) کا سننا، سنانا، اور اس کی اشاعت کرنا مسیحی کا میسا کو واجب القتل ٹھہراتا ہے۔

۲۶۔ چنانچہ اب نئے ترجموں میں ان تمام حوالجات میں انجیل کے بجائے خوشخبری ترجمہ کردیا گیا ہے۔ صدر رادلی کے مسیحی نوشتوں میں اس سے مراد صرف ایک خوشخبری ہے نہ کہ کوئی کتاب

۲۷۔ لفظ انجیل کتاب کے طور پر جناب مسیح سے ۱۵۰ برس بعد استعمال ہونے لگا۔

Thus it was not till the middle of the second century that the word came to signify a book & even

---

[۱] متی ۱: ۱۴، ۱۴: ۲۳، ۱۱: ۵ مرقس ۱: ۱۵ و ۱۶ اور لوقا ۲: ۱۰ و ۱۱۔ اور لوقا ۱۶: ۱۶

—after that till the end of the 2nd century it continued to bear its original meaning as well.
Cyc. Biblica P. 1889

۲۸- قرآن مجید کے زمانۂ نزول سے بہت پہلے چونکہ مسیحؑ کے پیغام کا نام انجیل رواج پاچکا تھا اس لئے قرآن مجید نے یہی نام استعمال کیا ہے۔

۲۹- یونانی اور انگریزی وغیرہ زبانوں میں لفظ انجیل کے بعد متی، مرقس وغیرہ کی معرفت کے الفاظ موجود ہیں یعنی Gospel according to matthew.
Gospel according to mark.
جس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ یہ اناجیل متی اور مرقس وغیرہ کی تالیف یا تصنیف ہیں بلکہ اسکا اصل مفہوم ہے:- written Gospel based on communications by Matthew etc
یا In accordance with the views & teachings of St. Matthew
یعنی یہ انجیل متی یا مرقس یا لوقا یا یوحنا کی تعلیم اور نقطۂ نگاہ کے مطابق ہے۔

۳۰- مندرجۂ بالا تحریری سند سے یہ ثابت ہے کہ ان اناجیل کے اصل مولفین یا مصنفین کا نام کسی کو معلوم نہیں۔

۳۱- مسیحی فرقوں کے انتشار اور تشتت و افتراق کی وجہ سے اناجیل نویسی کا بازار گرم ہوتا چلا گیا اور سینکڑوں اناجیل مسیحی فرقوں میں رواج پا گئیں۔

۳۲- سنہ ۳۲۵ء میں بالآخر قسطنطین اعظم نے ۳۰۰ پادریوں کی ایک کونسل اصل انجیل اور مسیحؑ کے صحیح عقائد کا فیصلہ کرنے کے لئے بلائی۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ پادری اس قدر جاہل اور کم فہم تھے کہ انھوں نے تاریخی اور عقلی دلائل و ثبوت پیش کرنے کے بجائے :-

promiscuously put all the books that were referred to the council for determination under the communion table in a church they besought the Lord that the inspired writings might get upon the table while the spurious ones remain underneath and that it happened accordingly"

کونسل میں جو اناجیل پیش کی گئی تھیں انھوں نے ان کو ایک بے ترتیب ڈھیر کی طرح گرجا کے اندر عشاء ربانی کی میز کے نیچے رکھدیا اور خداوند سے درخواست کی کہ ان میں سے الہامی نوشتے پھلانگ کر میز پر آجائیں اور جعلی نسخے میز کے نیچے پڑے رہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آگیا"[1]

یہ وہ نامعقول طریق ہے جس سے سینکڑوں نسخے جعلی قرار پا کر چار اناجیل مستند قرار دی گئیں۔ قسطنطین اعظم نے ان چاروں کے علاوہ باقی تمام اناجیل کو جلانے اور دنیا سے نابود کر دینے کا حکم دیا بلکہ یہاں تک ظالمانہ حکم دیا کہ جو شخص ایسی تحریر چھپا کر رکھے گا اور فوراً اسے حاضر نہ کرے گا یا اسے جلا نہیں دیگا اسے سزائے موت دی جائے گی۔ اس طرح سینکڑوں اناجیل اور حواریوں کے نوشتے نذر آتش کر دیئے گئے۔[2]

---

[1] دیباچہ صفحہ ۱۴ The Apocryphal New Testament

[2] یہ احکام اسقدر ظالمانہ اور نامعقول تھے کہ بعد میں خود بادشاہ کو پچھتانا اور پشیمان ہونا پڑا اس کونسل میں ایریس (Arians) فرقہ کے متعلق بادشاہ نے ان کی تحریرات جلا دینے اور ان کو جلا وطن کر دینے کا حکم دیا مگر اس کے چند سال بعد ۳۳۰ء میں جب بادشاہ کی بہن نے اپنے بستر مرگ پر یہ کہا کہ ایریس کے خلاف فیصلہ ظالمانہ تھا اور یہ فیصلہ اس کے دشمنوں کے تعصب کی وجہ سے ہوا نہ کہ صداقت کی بنا پر اسپر شہنشاہ نے اپنا حکم واپس لے لیا۔ مگر یہ حکم پہنچنے سے پہلے ایریس فوت ہو چکا تھا۔ (موشیم چرچ ہسٹری صفحہ ۱۲۶ باب ۲ فصل ۵)

"تاہم جبر وظلم کا زمانہ گزر جانے کے بعد بیسیوں اناجیل دو بارہ ظاہر ہو گئیں جن کا زمانہ تحریر کسی طرح مروجہ اناجیل سے بعد کا نہیں"

۳۳۔ مروجہ اناجیل اربعہ کا ماخذ اور منبع کیا ہے؟ اس کے متعلق کئی ایک خیال اور نظریئے پیش کئے جاتے ہیں۔ سب سے اول یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ علمانے متفقہ طور پر ان چاروں اناجیل کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی تین اناجیل (متی۔ مرقس اور لوقا) کو سناپٹک (Synoptic) اناجیل کہا جاتا ہے۔ سناپٹک یونانی لفظ ہے جو syno & opsis سے مرکب ہے جسکے معنی ہیں "متفقہ نقطہ نگاہ" [۱]

پہلی تینوں اناجیل چونکہ مسیح کی زندگی کو ایک ہی زاویہ نگاہ سے بیان کرتی ہیں گو واقعات کی روایت میں ان کے اندر بھی اختلاف ہے۔ مگر چوتھی انجیل ان تینوں سے بدرجہ غایت مختلف ہے اور مسلمہ طور پر بعد کے زمانہ کی تالیف ہے۔ اس لئے بلحاظ روایت واقعات اسے منفرد سمجھا جاتا ہے۔

۳۴۔ ان دونوں قسم کی اناجیل کا فیصدی باہم اختلاف اور اتحاد ذیل کے تناسب پر بیان کیا گیا ہے:۔

انجیل	فیصدی اختلاف	فیصدی اتحاد
مرقس	۷	۹۳
متی	۴۲	۵۸
لوقا	۵۹	۴۱
یوحنا	۹۲	۸ — ویسٹکاٹ

---

[۱] Of the four canonical Gospels the first three (differing from the fourth) so often agree in subject order & language that they are regarded as taking common view of the facts & are hence called synoptic. Cyc Bib "Gospels"

۳۵۔ اس مسلمہ کے بعد کہ پہلی تین اناجیل جناب مسیحؑ سے بہت عرصہ بعد لکھی گئیں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ ان اناجیل کا ماخذ اور منبع کیا تھا اس کے لئے علماء محققین نے ذیل کے نظریئے پیش کئے ہیں :۔

الف ۔ زبانی روایات پر مشتمل ارامی زبان میں ایک انجیل تھی جسے بنیاد ٹھہرا کر مروجہ تینوں اناجیل نویسوں نے ایک دوسرے کے علم کے بغیر اپنی اپنی انجیل مرتب کر لی ۔ یہ نظریہ اس لئے غلط ہے کہ واقعات کے بیان کرنے میں تینوں کا فیصدی اختلاف نمایاں ہے ۔ اگر تینوں کا ماخذ ایک ہی تھا تو واقعات کی روایت میں اختلاف کیسے ہوا ؟

ب ۔ پہلے ایک انجیل لکھی گئی ۔ دوسری انجیل کے مؤلف نے اسے استعمال کیا بعض زبانی اور سنی سنائی روایات کا اس میں اضافہ کیا اور بعض روایات کو حذف بھی کر دیا ۔ تیسرے نے اپنی ماسبق دونوں اناجیل سے مدد لی اور کچھ ترمیم اور اضافہ کیا ۔ اور یوں تینوں اناجیل کا ایک حصہ متفق علیہ اور ایک مختلف فیہ ہو گیا ۔ اس پر یہ سوال پیدا ہوا کہ پھر پہلی انجیل کونسی ہے دوسری کونسی اور تیسری کونسی ؟ یا تینوں کی ترتیب بلحاظ تالیف کیا ہے ؟ اس پر چھ قسم کی مختلف ترتیبیں تجویز ہوئیں ۔

۱ لوقا ۔ ۲ متی ۔ ۳ مرقس
۱ لوقا ۔ ۲ مرقس ۔ ۳ متی
۱ متی ۔ ۲ لوقا ۔ ۳ مرقس

یہ تینوں قسم کی ترتیب دلائل کی بنا پر مسترد ہو گئی اور ذیل کی ترتیب پر غور رہا ۔

۱ متی ۔ ۲ مرقس ۔ ۳ لوقا
۱ مرقس ۔ ۲ متی ۔ ۳ لوقا
۱ مرقس ۔ ۲ لوقا ۔ ۳ متی

یہ تینوں قسم کی ترتیب زیر بحث ہے ۔ اس میں دلائل کی کثرت کی بنا پر مرقس کو اولیت حاصل

ہے۔ اس کے بعد متی اور لوقا کے بارہ میں بحث ہے۔ کہ دوسری کونسی اور تیسری کونسی، دونوں کے دلائل مساوی ہیں اور فیصلہ مبہم ہے۔ جس ترتیب پر آج کل اناجیل شائع ہو رہی ہیں وہ متی مرقس اور لوقا کی ترتیب ہے۔ جو کثرت آراء سے بہرحال غلط ہے۔

تیسرا نظریہ یہ ہے کہ عبرانی یا ارامی زبان میں ایک انجیل لکھی ہوئی تھی جس سے یہ تینوں اناجیل ترجمہ کی گئیں یا نقل کی گئیں۔ مگر اس پر بھی وہی اعتراضات وارد ہوتے ہیں جو روایتی انجیل کے موجود ہونے پر ہوتے ہیں۔

چوتھا نظریہ یہ ہے کہ اس مروجہ مرقس کے بجائے ایک اور مرقس کی انجیل تھی جس سے مروجہ مرقس اور متی لوقا وغیرہ نقل کی گئیں۔

پانچواں خیال یہ ہے کہ اس اصل انجیل کا نام مرقس نہیں تھا بلکہ لوگیا (Logia) تھا جس سے مرقس اور متی بنائی گئی۔

پس اس قسم کے نظریوں کی بنا پر اناجیل مروجہ کی ترتیب بہ تفصیل ذیل خیال کی گئی ہے۔

۱۔ عبرانی یا ارامی انجیل سے یونانی انجیل۔ یونانی انجیل سے مروجہ متی۔ متی سے مرقس اور لوقا اخذ کی گئی۔

۲۔ مروجہ مرقس اور لوگیا سے مروجہ متی اور لوقا اقتباس کی گئی۔

۳۔ اصل مرقس اور لوگیا سے مروجہ مرقس لوقا اور متی کا مواد جمع کیا گیا۔

۴۔ اصل مرقس اور لوگیا سے صرف مروجہ متی اور مرقس بنائی گئی۔ اور ان دونوں کی کانٹ چھانٹ سے لوقا بنی۔

۵۔ پطرس اور باقی حواریوں کی زبانی روایات سے متی۔ مرقس اور لوقا تالیف ہوئی۔

۶۔ اصل مرقس سے مروجہ مرقس اور متی اور لوگیا سے لوقا بنائی گئی۔

۷۔ اصل مرقس سے مروجہ مرقس۔ اصل مرقس اور لوگیا سے لوقا بنائی گئی۔

۸۔ لوگیا سے متی اور لوقا بنی اور مرقس سے متی اخذ کی گئی۔

اس سارے جھگڑے کی بنیاد اس امر پر ہے کہ مروجہ اناجیل کی تاریخ تالیف نامعلوم ہے۔ کیمبرج اور آکسفورڈ کے شائع کردہ کالج ایڈیشن میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے اور لکھا ہے :-

The date of writing is vague.

اناجیل کی تاریخ تحریر و تالیف مشکوک ہے۔

تینوں اناجیل کے مقاصد

متی نے اپنی انجیل یہود کی خاطر یسوع کو مسیح ثابت کرنے کو لکھی۔ مرقس نے غیر یہود کے لئے مسیح ابن اللہ ثابت کرنے کو لکھی۔ لوقا نے غیر یہودی نواب تھیوفلس کے لئے یسوع کو گنہگاروں کا نجات دہندہ بتانے کو لکھی

چاروں اناجیل کی ادبی خصوصیات

مرقس کردار نویس ہے اور مختصر الفاظ استعمال کرتا ہے۔ متی کردار کے علاوہ مسیح کے خطبات بھی روایت کرتا اور دونوں کو ملاتا ہے۔ جیسا کہ خطبۂ کوہ سے ظاہر ہے۔ کردار اور خطبات کا دوہرا راوی لوقا ہے مگر یہ ان سب کو تاریخ وار بیان کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ اور اکثر واقعات کو تقاضائے وقت کے لحاظ سے بیان کرتا ہے۔ تینوں اناجیل کے مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں مرقس خاموش ہے وہاں متی اور لوقا آپس میں متفقہ بیان دیتے ہیں۔ جہاں مرقس گویا ہوتا ہے متی اور لوقا میں اتحاد نہیں رہتا۔ تینوں کی متفقہ روایت میں کوئی اہم مطابقت نظر نہیں آتی۔ مگر وہ مرقس کے اصلی یا مروجہ نسخہ میں موجود ہوتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ متی اور لوقا نے یا تو براہ راست مرقس سے اقتباس کیا ہے یا اس روایتی نسخہ سے مواد لیا ہے جو مرقس میں موجود ہے۔ اس نظریہ کے علاوہ اور کوئی نظریہ قابل قبول نہیں۔ مثلاً

متی اور لوقا کا بعض واقعات میں اتحاد اتفاقی ہے۔ یہ ادبی تجربہ کے خلاف ہے

متی نے صرف لوقا کی یا لوقا نے متی کی نقل کی ہے تو متی اور لوقا میں مطابقت صرف ان واقعات میں ہونی چاہیے جو مرقس میں مروی نہیں ہیں۔

اگر مرقس نے متی کو نقل کیا تھا تو اس امر کو چھپانے کے لئے اس نے ہر فقرہ اور جملہ کو بدلنے کی کوشش کی ہوگی مگر یہ اس سادہ زمانہ کے حیلہ ساز کے لئے امر محال ہے۔

مرقس کا وہ نسخہ جس سے متی اور لوقا نے استفادہ کیا وہ اس مروجہ مرقس سے چند باتوں میں مختلف تھا۔ متی اور لوقا نے جہاں جہاں مرقس سے انحراف کیا ہے اس کے امتحان سے پتہ چلتا ہے کہ نہ تو متی نے لوقا سے کچھ لیا ہے اور نہ لوقا نے متی سے ورنہ وہ نہایت اہم معاملات میں مرقس کے خلاف متفق ہوتے مسیح کی اعجازی پیدائش، بچپن اور مرکر جی اٹھنے کا کوئی ذکر مرقس میں نہیں۔

(نوٹ:۔ یہ یاد رہے کہ مرقس باب ۱۶ آیات ۸ تا ۲۰ بعد میں الحاق کی گئی ہیں۔ نہایت مستند اور قدیم نسخوں میں یہ آیات موجود نہیں)

یوحنا کی انجیل یہ انجیل مذکورہ بالا تینوں اناجیل سے مختلف ہے۔ اس میں ذیل کے مضامین ندارد ہیں۔ توبہ۔ معافی۔ ایمان۔ مال و اموال۔ طلاق۔ محصول لینے والے گنہگار ہیں۔ تبلیغ۔ بدروح والے۔ بدارواح کو دستکارنا۔ ناپاک۔ جذامی خمیر۔ منافقت۔ زنا۔ ویل اور افسوس۔ دولتمند۔ تمثیلیں۔ صلیب کی بجائے یوحنا لفظ رفع استعمال کرتا ہے۔ حالانکہ باقی اناجیل میں یہ سب اذکار موجود ہیں۔

کیا مسیح کنواری کا بیٹا ہے؟

اناجیل کی سند اور صحت پر غور کرنے کے بعد اس کے چند ایک مرکزی اصولوں پر نظر ڈالنا بھی ضروری ہے۔ اناجیل کی ابتدا مسیح کی پیدائش سے ہوتی ہے۔ اور مسیحیت کا بنیادی پتھر جناب مسیح کا کنواری کا بیٹا یا خدا کا بیٹا ہونا ہے۔ دین عیسوی میں کنواری کا بیٹا اور خدا کا بیٹا ہونا لازم ملزوم سمجھا جاتا ہے۔ اناجیل کی روشنی میں ذیل کے حقائق قابل غور ہیں:۔

۱۔ کنواری حاملہ ہوئی اور اس نے ایک بیٹا جنا۔ بن باپ پیدا ہونے کی وجہ سے وہ خدا کا بیٹا کہلایا اور بہت بڑا نشان سمجھا گیا۔ مگر اس کی کیا وجہ ہے کہ مسیح نے خود کبھی اپنی پیدائش کو معجزانہ نشان

نہیں ٹھہرایا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ میں کنواری کا بیٹا ہوں لہٰذا خدا کا بیٹا ہوں۔
۲۔ مسیحیت کے صدر اولیٰ کی کسی مستند تحریر اور تصنیف میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ حال میں ایک کتاب اَن رَیسٹ اِن ریلیجن ایک تحقیقی کتاب شائع ہوئی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔

It is not to be found in any authentic document or tradition of the earliest date. It is not to be found in Pauls Epistles It is not to be found in the earliest public preaching of the Gospel if peters addresses are rightly recorded in the acts The story of the virgin's birth is not to be found in the fourth Gospel

Unrest in religion P 95

(ترجمہ) کنواری سے مسیح کا پیدا ہونا کسی مستند نوشتے میں موجود نہیں۔ نہ پولوس نے اپنے خطوط میں اس کا ذکر کیا ہے نہ پطرس کے مستند اور صحیح تبلیغی خطبات کے اندر اس کا سراغ ملتا ہے جو اعمال کی کتاب میں موجود ہیں۔ کنواری کے بیٹا ہونے کا افسانہ چوتھی انجیل میں ندارد ہے۔

۳۔ بائیبل کے عبری نسخہ میں عَلْمٰہ اور یونانی نسخہ میں اس کا ترجمہ "پارتھینوس" کنواری کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ مگر اب مسلمہ طور پر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اور مسیحی علمائے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ عَلْمٰہ کے معنی صرف جوان اور بالغ عورت کے ہیں۔ کنواری ترجمہ غلط ہے۔ اس لئے یسعیا کی مشہور آیت ۷:۱۴ کا ترجمہ "ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی" کی بجائے "ایک بالغ عورت حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی" کیا گیا ہے۔ لیکن پرانے ترجمہ کا ایک لطیفہ یاد رکھنے کے قابل ہے "یوایل" کی کتاب ۱:۸ میں ہے۔

"تم ماتم کرو جس طرح کنواری اپنی جوانی کے خصم کے لئے ٹاٹ پہنے ماتم کرتی ہے" (لہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

کنواری مگر خاوند والی" هٰذا الشیءُ عجیب۔

۴۔ یہود میں کبھی اور کسی جگہ نہیں کہا گیا کہ آنے والا مسیح بغیر باپ کے یا اعجازی طور پر پیدا ہوگا۔

۵۔ کنواری کے حاملہ ہونے کا ذکر صرف متی اور لوقا میں موجود ہے۔ مرقس میں نہیں۔ مذکورہ بالا دونوں اناجیل نے مسیح کو کنواری کا بیٹا بتانے کے باوجود اس کا شجرۂ نسب بھی درج کیا ہے مگر جس شخص کا باپ نہیں اس کا شجرۂ نسب ہونا محال ہے۔ متی اور لوقا میں شجرۂ نسب کا ہونا ظاہر کرتا ہے کہ ان کے مصنفین کے نزدیک نامبردہ یوسف مسیح کا باپ تھا۔

۶۔ دونوں اناجیل کے نسب نامہ میں نہ صرف مسیح کے باپ کا نام موجود ہے بلکہ بار بار اسے ابن آدم ابن ابراہیم ابن داؤد بھی کہا گیا ہے۔ (متی ۱۲: ۳۱ و ۱۱: ۳۲ وغیرہ متی ۱:۱ و ۲۲: ۴۲ یوحنا ۷: ۴۲۔ گلیتیون ۳: ۱۶)۔

۷۔ متی ۱۲: ۴۶ تا ۵۰ میں مذکور ہے۔

> دیکھو اس کی ماں اور اس کے بھائی باہر کھڑے اس سے بات کیا چاہتے تھے تب کسی نے اس سے کہا دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے تجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں پر اس نے جواب میں خبر دینے والے سے کہا کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی اور اپنا ہاتھ اپنے شاگردوں کی طرف بڑھا کے کہا کہ دیکھ میری ماں اور میرے بھائی۔ کیونکہ جو کوئی میرے باپ کی جو آسمان پر ہے مرضی پر چلتا ہے میرا بھائی اور بہن اور ماں وہی ہے۔"

کسی قدر اختلاف کے ساتھ یہی الفاظ مرقس ۳: ۳۱ تا ۳۵ میں اور لوقا ۸: ۱۹-۲۱ میں بھی ہیں۔ اس میں تین شہادتیں موجود ہیں۔ اول انجیل نویس کی شہادت کہ اس کی ماں اور بھائی آئے دوسرے اطلاع دینے والوں کی گواہی کہ تیری ماں اور تیرے بھائی تجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں[۵] تیسرے مسیح کی اپنی شہادت کہ اس نے اپنی ماں اور اپنے بھائی موجود ہونے کی تردید نہیں کی

---

[۵] حاشیہ صفحہ آئندہ پر ملاحظہ ہو

اور اگر اس حوالہ میں خوش فہمی سے ماں اور بھائیوں کی تردید سمجھی جائے تو ماں کو وہ عزت جو عیسائی مذہب دیتا ہے اور اناجیل بیان کرتی ہیں کہ ایسی نیک اور پاک ماں جس نے خدا کا بیٹا جنا اور خدا کی روح اس پر اتری اس کی عزت اور فضیلت جاتی رہتی ہے۔ اگر مسیح کو یہ علم ہوتا کہ میری ماں دوسری ماؤں کی طرح معمولی ماں نہیں بلکہ وہ ایک ایسی ماں ہے جس کی نظیر اور مثیل دنیا کی عورتوں میں تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی تو وہ اس کا بیٹا ہونے سے کیسے انکار کر سکتا تھا۔ پس مسیح کا یا تو ایک مقدس عورت کا بیٹا ہونا غلط ہے۔ یا اس امر کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ مسیح کے اور حقیقی بھائی بہن بھی تھے جیسے اس کی ایک حقیقی ماں تھی۔ اس کے بعد صرف ایک سوال حل طلب رہ جاتا ہے کہ مسیح کے یہ بھائی صرف روح القدس سے اور بلا باپ پیدا ہوئے تھے یا باپ سے پیدا ہوئے تھے۔

۸۔ مرقس ۳: ۲۰ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی ماں اور بھائی اسے پکڑنے کے لئے آئے تھے

"جب اس کے رشتہ داروں نے یہ سنا تو وے اسے پکڑنے کو نکلے کیونکہ انھوں نے کہا وہ دیوانہ ہے۔"

لے (حاشیہ صفحہ ۱۷۱) عبرانی لفظ عَلمہ درحقیقت بالغ عورت یا نوعروس کے معنوں میں پیدائش ۲۴: ۴۳ خروج ۲: ۸ امثال ۳۰: ۱۹ یسعیا ۷: ۱۴ میں بصیغۂ واحد اور عیلموت بصیغہ جمع زبور ۶۸: ۲۶ غزل الغزلات ۱: ۳ و ۶: ۸ میں استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی کنواری عبرانی لغت میں موجود نہیں۔ عربی زبان میں غلام جوان کو کہتے ہیں اسی سے علمہ ماخوذ ہے۔ ہیبرو انگلش لغت مؤلفہ براؤن وغیرہ

(ٹلہ حاشیہ صفحہ) لوقا ۴: ۲۲ میں اس کے وطن کے سب لوگوں کی گواہی یوں مذکور ہے۔ اور سب نے اس پر گواہی دی اور ان فضل کی باتوں سے جو اس کے منہ سے نکلتی تھیں تعجب کر کے کہا "کیا یہ یوسف کا بیٹا نہیں ؟" اور یوحنا ۶: ۴۲ میں ہے۔ اور انھوں نے کہا "کیا یہ یسوع یوسف کا بیٹا نہیں ؟ اسی واقعہ کے متعلق متی ۱۳: ۵۵ میں یہ الفاظ ہیں" کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں ؟" یوحنا ۱: ۴۵ میں ہے " وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے"

ماں اور بھائیوں کا یہ کہنا کہ وہ دیوانہ ہے یا بیخود ہے۔ تعجب کی بات ہے۔ کیا ماں نے مسیح اور اس کے بھائیوں سے اس کی عجوبہ پیدائش کا ذکر نہ کیا ہوگا کہ وہ انسان کا بیٹا نہیں بلکہ خدا کا بیٹا ہے۔ اگر مسیح کی معجزانہ پیدائش کا علم اس کی ماں بھائیوں اور کنبہ والوں کو ہوتا تو وہ کبھی اسے پاگل نہ کہتے۔ کم از کم مریم جیسی نیک اور پاک ماں کو اس بات کا علم ہونا چاہئے تھا کہ اس کا بیٹا پاگل نہیں۔ بلکہ کنواری کا بیٹا ہو کر خدا کا بیٹا ہے۔

۹۔ اس واقعہ کے سچ ہونے کی شہادت خود مسیح نے بھی دی ہے۔ جہاں وہ فرماتے ہیں:۔

" نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن اپنے کنبہ اور اپنے گھر میں" (مرقس ۶:۴ متی ۱۳:۵۷)

" پھر وہاں سے روانہ ہوا اور اپنے وطن آیا۔ اور اس کے شاگرد اس کے پیچھے ہو لئے۔ جب سبت کا دن ہوا اور وہ عبادت خانہ میں وعظ کرنے لگا اور بہتوں نے سن کے حیران ہو کے کہا کہ یہ باتیں اس نے کہاں سے پائیں اور یہ کیا حکمت ہے جو اسے ملی ہے کہ ایسی کرامات اس سے ظاہر ہوئی ہیں۔ کیا یہ مریم کا بیٹا بڑھئی نہیں ہے۔ اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ شمعون کا بھائی نہیں اور کیا اس کی بہنیں ہمارے پاس یہاں نہیں ہیں۔ اور انھوں نے اس سے ٹھوکر کھائی۔ تب یسوع نے انھیں کہا نبی بے عزت نہیں ہے مگر اپنے وطن میں اور اپنے کنبہ میں اور اپنے گھر میں۔ اور وہ کوئی معجزہ وہاں دکھلا نہ سکا۔
(مرقس ۶:۱-۵)

اس حوالہ میں جناب مسیح کے حقیقی بھائیوں کے نام اور بہنوں کا ذکر اور ان کے آبائی پیشہ کا بھی ذکر موجود ہے۔ لوقا ۲:۴۱ تا ۵۱ میں ہے:۔

اس کے ماں باپ ہر برس عید فسح میں یروشلم کو جاتے تھے اور جب وہ بارہ برس کا ہوا۔ اور وے عید کے دستور پر یروشلم کو گئے تھے اور ان دنوں کو پورا کیا۔ جب پھرنے لگے وہ لڑکا یسوع یروشلم میں رہ گیا۔ پر یوسف اور

اس کی ماں نے نہ جانا۔ بلکہ یہ سمجھ کے کہ وہ قافلہ میں ہے ایک منزل چلے گئے
اور اسے رشتہ داروں اور جان پہچانوں میں سب جگہ ڈھونڈا اور نہ پاکر
اس کی تلاش سب جگہ کرتے ہوئے یروشلم کو واپس لوٹے اور ایسا ہوا۔ کہ
تین روز پیچھے اسے ہیکل میں استادوں کے بیچ بیٹھے ہوئے اور ان سے سوال
کرتے پایا۔ . . . . اور اس کی ماں نے اس سے کہا کس لئے تو نے
ہم سے ایسا کیا دیکھ تیرا باپ اور میں کڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈھتے تھے۔
اس نے انھیں کہا کیوں تم مجھے ڈھونڈتے تھے کیا تم نے نہ جانا کہ مجھے اپنے
باپ کے یہاں رہنا ضرور ہے۔ پر وے اس بات کو جو اس نے انھیں کہی
نہ سمجھے۔"

تعجب کی بات ہے کہ مسیح کے ماں باپ نے اس کی معمولی سی بات کو نہ سمجھا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔ اور وہ اسے اپنا بیٹا سمجھ کر تلاش کرتے رہے۔ مگر یہاں مسیح کے الفاظ "اپنے باپ" سے خدا کا بیٹا سمجھنا غلط ہے۔ اپنے باپ سے یسوع کی مراد حضرت داؤد ہے۔ کیونکہ باپ کا گھر داؤد کا گھر ہے۔ یوحنا ۲: ۱۶ میں ہے:۔

"میرے باپ کے گھر کو بیوپار کا گھر مت بناؤ۔ اور اس کے شاگردوں کو یاد آیا
کہ یوں لکھا ہے کہ تیرے گھر کی غیرت مجھے کھا گئی" (نیز دیکھو زبور ۹:۶۹)

میں نے آپ کو بتایا تھا کہ صرف متی اور لوقا نے کنواری کا بیٹا ہونے کا ذکر کیا ہے مگر خود انہی دونوں اناجیل میں اس کی تردید بھی موجود ہے۔ اگر لوقا باب اول میں اس کا ذکر ہے تو باب دوم میں اس کی تردید کر دی گئی ہے۔ لوقا نے سب سے پہلی خبر جو مسیح کی پیدائش کے متعلق دی ہے وہ یہ ہے۔ کہ مریم کے پاس جبرائیل فرشتہ آیا اور کہا:۔

اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام یسوع رکھے گی۔ وہ بزرگ ہوگا
اور خدا کا بیٹا کہلائے گا۔ اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دیگا

اور سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کرے گا۔ اور اس کی بادشاہت آخر نہ ہوگی تب مریم نے فرشتہ سے کہا یہ کیونکر ہوگا جس حال میں کہ میں مرد کو نہیں جانتی" (۱: ۳۱ تا ۳۴)

فرشتہ کی بشارت میں ذیل کی باتیں قابل غور ہیں -

الف - خدا کا بیٹا کہلائے گا - اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا۔

ب - یہ کیونکر ہوگا جس حال میں کہ میں مرد کو نہیں جانتی۔

یعنی (۱) خدا کا بیٹا بمعنی اسرائیل کا بادشاہ ہے جو داؤد کی نسل سے ہوگا - (۲) اگر مسیح کا باپ نہیں تو داؤد کی نسل اور ابن داؤد کیسے کہلائے گا؟ (۳) مریم کا یہ کہنا کہ مرد کو نہیں جانتی، یہ فقرہ اس وقت اس کے منہ سے نکلتا ہے جس سے پہلے اس کی منگنی بقول انجیل نویس یوسف سے ہو چکی تھی اپنے ہی منگیتر کو نہ جاننا یہ ایک غیر معقول امر ہے[1] اس لئے یہ تعجب بیٹا پیدا ہونے کے متعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق فرشتہ کی خوشخبری میں ایک عظیم الشان انسان پیدا ہونے کے متعلق ہے - کیونکہ منگیتر ہونے کی حیثیت سے بیٹا پیدا ہونا بعید از قیاس نہ تھا - اس لئے اس پر ایک مفسر انجیل لکھتا ہے:-

Indeed her doubt had been not about the birth of a son but about the high dignity that son was attain in afterlife

یعنی اس قسم کا انسان پیدا ہونا میری سمجھ اور عقل سے باہر ہے - اس کے جواب میں بھی فرشتہ نے یہ نہیں کہا کہ وہ بغیر باپ کے ہو جائے گا -

---

[1] متی ۱: ۲۵ میں ہے (یوسف) اپنی بیوی کو اپنے یہاں لے آیا پر اس نے اس کو (مریم کو) نہ جانا جبتک کہ وہ اپنا پلوٹھا نہ جنی" کس قدر عجیب بات ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے گھر لے آیا - مگر یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ میری بیوی ہے اور نہ اس نے فرشتہ کی بشارت کا اعتبار کیا کہ اس کے ہاں ایسا عجیب بیٹا پیدا ہوگا !!!

حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا افسانہ جو اناجیل میں مذکور ہے اس کا ایک حصہ عجائبات پر مشتمل ہے اس پر تاریخی نقطہ نگاہ سے کوئی بحث نہیں ہو سکتی۔ شہر کے باہر چند گڈریوں کو جو خلاف معمول سخت سردی کے موسم میں میدان میں تھے ؟) آسمانی فرشتہ نے خداوند کی پیدائش کی اطلاع دی۔ شہر کے اور کوئی شریف اور ثقہ آدمی کیوں اس خوشخبری سے مستفیض نہ کئے گئے۔ فرشتوں کے جھنڈ آسمان سے خدا کی تعریف کرتے ہوئے گڈریوں کے سوا اور کسی کو نظر نہ آئے اور نہ شہر کے لوگ چرنی میں رکھے ہوئے بچہ خدا کی زیارت کے قابل سمجھے گئے۔ اور نہ سرائے کے اندر کے لوگوں کو جانوروں کے چارہ کھانے کی چرنی میں کوئی نور نظر آیا۔ ان محیر العقول معموں کے علاوہ لوقا سے یہ غلطی ہوئی کہ اس نے اسی ضمن میں ایک تاریخی واقعہ کا بھی ذکر کر دیا جس نے اناجیل کی تاریخی حیثیت کو علما کی نگاہ میں گرا دیا۔ لوقا باب ۲ کے شروع میں لکھتا ہے کہ تربینوس کے وقت میں لوگوں کی مردم شماری کا حکم نکلا۔ اور ہر شخص اپنے اپنے نام لکھوانے چلا۔

> " اور یوسف بھی جلیل کے شہر ناصرت سے یہودیہ میں داؤد کے شہر کو، جو بیت اللحم کہلاتا ہے گیا اس لئے کہ وہ داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھا کہ اپنی منگیتر مریم کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھاوے"۔ (لوقا ۲: ۱تا۵)

۱۔ اول تو یہ مردم شماری مسیح سے چھ سال بعد ہوئی ہے۔

۲۔ مردم شماری صرف رومن شہریوں کی تھی۔ عوام لوگوں سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ اس لئے سائیکلو پیڈیا بیبلیکا صفحہ <u>۳۹۹۵</u> پر لکھا ہے۔

It is not unnatural to suspect that Lk may have misdated this census.

۳۔ تاریخ جاننے والوں کو کوئی اس قسم کا حکم معلوم نہیں کہ تمام لوگ جو اپنا وطن چھوڑ گئے ہوں اپنے وطن میں واپس آکر نام لکھوائیں۔ اس قسم کا جابرانہ حکم کبھی نہیں دیا گیا۔

۴۔ صرف خاندان کا بڑا آدمی نام لکھوا دیتا تھا۔ بالخصوص عورتوں کے لئے حاضری کا کوئی حکم نہ تھا۔

۵۔ ہمارے موضوع کے ساتھ تعلق رکھنے والا نقطہ یہ ہے کہ اگر مریم کی شادی یوسف کے ساتھ نہیں ہوئی تھی تو وہ اپنی منگیتر کو کیوں ساتھ لئے لئے پھرتا تھا۔ منگیتر کا نام مردم شماری کے رجسٹر میں کیسے درج ہو سکتا تھا۔ جبکہ وہ داؤد کے خاندان سے بھی نہ تھی۔ پھر یوسف اور مریم کا یہ فعل کہ وہ قبل از شادی بھی اکٹھے رہتے اور پھرتے تھے نامناسب اور ناقابل تسلیم ہے[۱]۔

مردم شماری کے اس فرضی قصہ کے بعد جو محض اس لئے گھڑا گیا کہ مسیح کا ناصرت سے آنا ثابت کیا جائے، لوقا نے چند گڈریوں کی شہادت کا ذکر کیا ہے جس کی نامعقولیت پر ابھی ہم نے نوٹ لکھا ہے۔ اس کے بعد کنواری کے ہاں لڑکا پیدا ہونے کے خلاف ایک اور واقعہ بیان کیا ہے

"اور جب موسیٰ کی شریعت کے موافق ان کے پاک ہونے کے دن پورے ہوگئے تو وہ اس کو یروشلم میں لائے۔ تاکہ خداوند کے آگے حاضر کریں۔ جیسا کہ خداوند کی شریعت میں لکھا ہے۔ کہ ہر ایک پہلوٹا خداوند کے لئے مقدس ٹھہرے گا۔ اور خداوند کی شریعت کے اس قول کے موافق قربانی کریں کہ قمریوں کا ایک جوڑا یا کبوتر کے دو بچے لاؤ" (لوقا ۲: ۲۲ تا ۲۴)

یعنی ماں اور باپ دونوں مسیح کی پیدائش سے ناپاک ہوگئے تھے۔ باپ کا ناپاک ہونا صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ مسیح کا حقیقی باپ تھا۔ ان دونوں کے پاک ہونے کے بعد بچہ کا پاک ہونا بھی ضروری تھا۔ اس لئے اسے پاک کرنے کے لئے دو کبوتری کے بچوں (کیونکہ اس کے والدین غریب تھے) کو قربان کرکے اس کا عقیقہ کیا گیا۔ اگر بچہ کی پیدائش معجزانہ یا بغیر باپ کے تھی اور صرف روح اللہ کے سایہ سے ہی بیٹا بن گیا تھا تو اس کی پیدائش سے ماں کے ناپاک ہو جانے کا خیال ہی غلط ہے چہ جائیکہ ناکردہ گناہ یوسف کو خواہ مخواہ ناپاک سمجھا جائے۔ (احبار باب ۲ میں شریعت کے جو نصوص ہیں ان میں بچہ کی ناپاکی کا کوئی ذکر نہیں)

---

[۱] لوقا کے قدیم لاطینی نسخوں میں اور سیرین نسخہ میں "منگیتر" کا لفظ نہیں ہے بلکہ اس کی بجائے "اپنی بیوی مریم" کے الفاظ ہیں جس سے ثابت ہوکہ منگیتر کا لفظ بہت بعد کی تحریف ہے

کنواری کا بیٹا نہ ہونے پر ایک اور شہادت

جس وقت ماں باپ اس لڑکے یسوع کو اندر لائے تاکہ اس کے لئے شریعت کے موافق عمل کریں؟ . . . . . ". تو شمعون نامی ایک بڈھے نے مسیح کی بزرگی پر گواہی دی اور اس کے جلال کی پیش خبری کی تو اس کا باپ اور اس کی ماں ان باتوں پر جو اس کے حق میں کہی جاتی تھیں تعجب کرتے تھے۔"

اوّل تو اس میں مسیح کی ماں اور باپ دونوں کے ہونے کا ذکر ہے۔ پھر مسیح کے باپ اور ماں کا تعجب کرنا بتاتا ہے کہ وہ دونوں اس بچہ کی غیر معمولی یا معجزانہ پیدائش کے قائل نہ تھے۔ ورنہ خدا کا بیٹا جاننے کے باوجود ان کا تعجب کرنا بعید از قیاس ہے۔ اب اس کے بعد صرف ایک حل طلب معمہ رہ جاتا ہے۔ کہ اگر یوسف اپنی منگیتر کو ہی ساتھ ساتھ لئے پھرتے رہے تو مریم کا نکاح یوسف کے ساتھ کب ہوا؟ کیونکہ اس کی کوئی اطلاع انجیل نویسوں نے نہیں دی مگر یہ ذکر سب جگہ موجود ہے کہ جناب مسیح کے اور بھائی اور بہنیں بھی تھیں۔ اگر شادی ہو گئی تھی تو اب تک مریم کو "مقدس کنواری" کہتے چلے جانا کہاں تک جائز ہے؟ اور اگر شادی نہیں ہوئی تھی تو باقی کی اولاد بھی منگیتر کی اولاد ہی کہلائیگی اس قسم کے تمام الزامات سے بچنے کے لئے عصمت اور پاکیزگی کا پہلو صرف ایک ہی ہے کہ جناب مریم کو یوسف کی شروع سے ہی جائز بیوی سمجھ لیا جائے۔

اب رہا لوقا کا پہلا باب جو کنواری کے ہاں بیٹا ہونے کا ذکر کرتا ہے اور دوسرے باب کے صریحاً خلاف ہے کہ جس میں مریم اور یوسف کو جناب مسیح کا ماں باپ بار بار کہا گیا ہے۔

لوقا باب اول آیت ۳۲ میں مسیح کو ابن داؤد کہا گیا ہے اور آیت نمبر ۲۷ میں یوسف کو داؤد کے خاندان سے ٹھہرایا گیا ہے۔ پس مسیح ابن یوسف ابن داؤد ہے۔ اگر مسیح یوسف کا بیٹا نہیں تو اس کا ابن داؤد ہونا بھی غلط ہوگا۔ کیونکہ جس کا باپ نہیں اس کا حضرت آدمؑ تک شجرہ نسب بھی نہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ مریم کی وجہ سے ابن داؤد کہلاتا ہے تو ماں کی طرف سے شجرۂ نسب بتانے کا دنیا میں کہیں دستور نہیں۔ اور اگر ہو تو ماں کی ماں اور پھر حوّا تک سب ماؤں کا ہی نسب نامہ

بتانا چاہئے تھا۔ مگر ان سب کے خلاف یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مریمؑ داؤدؑ کے خاندان سے نہ تھی۔ وہ الیسبات کی رشتہ دار تھی اور الیسبات کا لیوی خاندان سے ہونا اسی لوقا ۱:۵ سے ثابت ہے۔

لوقا باب اول کی آیت ۳۴ جس پر کسیقدر بحث ہم پہلے کر آئے ہیں کہ مریم نے فرشتہ کی اس خوشخبری پر شک کیا کہ میرے ہاں بیٹا کیونکر ہوگا؟ "جس حال میں کہ میں مرد کو نہیں جانتی" فرشتہ کی خبر میں اس قسم کا شک ازروئے انجیل قابل سزا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے ذکریا کو اسی شک کی سزا مل چکی ہے کہ وہ تین دن کے لئے گونگا کر دیا گیا تھا (باب اول آیت ۲۰) اگر ذکریا کو سزا مل سکتی ہے تو مریم کو اس جرم کی سزا کیوں نہ ملی کہ اس نے بغیر باپ کے بیٹا پیدا ہو جانے پر شک کیا۔ اور خدا تعالے کو اس پر قادر نہ سمجھا۔

تاہم اگر مسیح کنواری ہی کا بیٹا تھا تو یوسف کا شجرہ نسب تلاش کرنا اور اناجیل میں درج کرنا بے سود تھا۔ اور اس کی بنا پر یسوع کو ابن داؤد کہنا اور پیشگوئی کا وارث ٹھہرانا غلط ہے۔

جناب مسیح علیہ السلام کی بشریت

انسان اور خدا کا مفہوم متضاد ہے۔ ان دونوں میں موافقت صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ابن اللہ کو مجاز اور بشریت کو حقیقت سمجھا جائے۔ جناب مسیح کی بشریت ذیل کے حوالجات سے ثابت ہے:

۱۔ یسوع ابن داؤدؑ ابن ابراہام کا نسب نامہ (متی ۱:۱)

۲۔ یسوع مسیح کی پیدائش ہوئی۔ (متی ۱:۱۸)

۳۔ اور یعقوبؑ سے یوسفؑ پیدا ہوا جو شوہر تھا مریم کا جس سے یسوع جو مسیح کہلاتا ہے پیدا ہوا۔ (متی ۱:۱۶)

۴۔ اے داؤد کے بیٹے یسوع تو مجھ پر رحم کر (مرقس ۱۰:۴۷)

۵۔ دیکھ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اس کا نام یسوع رکھے گی۔ (لوقا ۱:۳۱)

۶۔ اور وہ بیٹا جنے گی اور تو اس کا نام یسوع رکھے گا (متی ۱:۲۱)

۷۔ پر اس نے (یوسف نے) اس کو (مریم کو) نہ جانا جب تک کہ وہ اپنا پلوٹھا بیٹا نہ جنی (متی ۱:۲۵)

۸. اس کے جننے کے دن پورے ہوئے اور وہ پلوٹھا بیٹا جنی۔ (لوقا ۲: ۷)

۹. تمہارے لئے آج نجات دینے والا پیدا ہوا (لوقا ۲: ۱۱)

۱۰. مسیح کا ختنہ ہوا۔ (لوقا ۲: ۲۱)

۱۱. مسیح کا عقیقہ (جو موروثی گناہ کا کفارہ ہے) ہوا (۲: ۵۲)

۱۲. یسوع دانائی اور قد میں ترقی کرتا گیا۔ (" ")

۱۳. مسیح کھاتا پیتا تھا یا حوائج بشریہ سے پاک نہ تھا۔ مثلاً مسیح کو بھوک نے ستایا (متی ۴: ۲، لوقا ۴: ۲)

۱۴. مسیح کو شیطان نے آزمایا (متی ۴: ۱) خدا آزمایا نہیں جاتا (یعقوب ۱: ۱۳)

۱۵. خدا زندہ اور ہمیشہ قائم (قیوم) ہے (دانیال ۶: ۲۶) مگر مسیح نے سر جھکا کر جان دی (یوحنا ۱۹: ۳۰)

۱۶. مسیح آپ سے کچھ نہیں کر سکتا (یوحنا ۵: ۱۹، ۳۰ - ۸: ۲۸، ۹: ۴، ۱۲: ۴۹ - ۱۴: ۱۰)

۱۷. مسیح کو پیاس لگی تھی (یوحنا ۴: ۷ - ۱۹: ۲۸)

۱۸. وہ سوتا تھا لوگ جگاتے تھے (متی ۸: ۲۴ - مرقس ۴: ۳۸)

۱۹. مسیح چلتے چلتے تھک جاتا تھا (یوحنا ۴: ۶)

۲۰. مسیح نے دل سے آہ ماری، ماتم کیا اور رویا (یوحنا ۱۱: ۳۴، ۳۵)

۲۱. مسیح کی جاں کنی کی حالت، اس کا خون پسینہ ہو کر بہہ گیا (لوقا ۲۲: ۴۴)

۲۲. یسوع نے کہا میری جان گھبراتی ہے میں کیا کہوں کہ اے باپ مجھے بچا (یوحنا ۱۲: ۲۷)

۲۳. یسوع نے پکار کر کہا اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھ سونپتا ہوں۔ یہ کہہ کر دم چھوڑ دیا (متی ۲۳: ۴۶) خدا مرتا نہیں (دانیال ۶: ۲۶)

۲۴. مسیح نے سر جھکا کر جان دی (یوحنا ۱۹: ۳۰)

۲۵. صلیب پر سے اترنے کے بعد حواریوں کو کہا میں وہی ہوں زخم میں انگلی ڈال کر دیکھو بے ایمان مت بنو (جن بھوت نہ سمجھو) (لوقا ۲۴: ۳۹ - یوحنا ۲۰: ۲۷)

۲۶. مسیح علیہ السلام نے چاروں اناجیل میں ۷۰ مرتبہ اپنے آپ کو ابن آدم (انسان) کہا اور

کہلوایا (متی ۱۶:۱۳-۲۰:۸ - لوقا ۹:۱۸-۲۰ - لوقا ۵:۲۴ - متی ۹:۶ - مرقس ۲:۱۰ - متی ۱۳:۴۱ اور ۱۱:۱۹ - لوقا ۷:۳۴ - متی ۱۲:۸ - مرقس ۲:۲۸ - وغیرہ وغیرہ)

تثلیث

خدا کی توحید تمام الہامی مذاہب کی مشترکہ بنیاد ہے۔ جسے صرف مسیحی معماروں نے رد کیا ہے مگر یہی رد کیا ہوا پتھر بالآخر مذہبی قصر کے کونہ کا پتھر ثابت ہو کر رہے گا۔ توحید الٰہی کے ثبوت اور الوہیت مسیح کی تردید کے بعد تثلیث پر بحث فضول ہے۔ تثلیث جسے مسیحی حضرات تثلیث مقدس کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ایک علمی اور عقلی دھوکہ ہے مگر کہا یہ جاتا ہے کہ خدا باپ، خدا بیٹا اور خدا روح القدس کی تثلیث، متی ۳:۱۶ ر ۱۷:۱ - یوحنا ۲۰:۲۸ اعمال ۵:۳ ر ۴ اور خطوطِ حواریین کی الگ الگ نہیں بلکہ مجموعی شہادت سے مستنبط ہوتی ہے۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام کے کسی قول سے تثلیث خداوندی ثابت نہیں۔ تاہم مسیحی لوگ تینوں کو ابدی، مقدس، حق، حاضر و ناظر قادر، عالم الغیب، مزکی اور گناہوں کی معافی پر مختار مانتے ہیں۔

بدقسمتی سے توحید اور تثلیث پر بحث بلحاظ عدد کی جاتی ہے۔ مگر مذہبی اور علمی نقطہ نگاہ سے خدا کی توحید کے معنی ایک عدد خدا نہیں، البتہ تثلیث کے معنی ضرور تین عدد خدا ہیں۔ کیونکہ خدا کی احدیت اعداد میں سے نہیں۔ توحید کے معنی قرآن مجید نے هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یعنے ذات الٰہی تمام صفات اور افعال کی رو سے لَا شَرِیْكَ لَهٗ ہے۔ خداوند عالم کی کسی صفت میں کوئی دوسرا شریک نہیں اور نہ اس جیسے افعال اس کی وساطت کے بغیر کسی سے صادر ہو سکتے ہیں۔

علم ریاضی جو ایک قطعی اور یقینی علم ہے اس میں ایک عدد نہ تو ایک سے زیادہ اور نہ ایک سے کم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ریاضی میں ایک کبھی بھی ۱+۱+۱ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ایک ⅓ کے برابر ہو سکتا ہے۔ نہ تین ایک کے اور تہائی کبھی ایک کے برابر ہو سکتی ہے۔ ایک کے سوا تمام اعداد ایک کی جمع کا نام ہیں۔ جس عدد کا نام تین ہے وہ درحقیقت تین دفعہ ایک کے مجموعہ کا نام ہے۔

جو ۱+۱+۱ کے علاوہ کوئی وجود نہیں رکھتا۔ ایک اور تین میں جمع اور تفریق کی نسبت ہے اور ذاتِ خداوندی جمع اور تفریق سے پاک ہے۔ اس لئے تثلیث پرستوں نے باوجود تین اقنوم ماننے کے تینوں کو صفات میں برابر اور مساوی مانا ہے۔ جس طرح تین اور ایک میں ریاضی کی موافقت ندارد ہے اسی طرح تین بلحاظ صفات اور افعال بھی برابر نہیں ہوسکتے۔ اگر باپ ہر لحاظ سے بیٹے کے برابر ہے تو ایک کو باپ کہنا اور دوسرے کو بیٹا کہنا غلط ہے۔ باپ پیدا کرتا ہے بیٹا پیدا ہوتا ہے اور روح القدس دونوں سے پیدا شدہ ہے۔ اقنوم اول یعنی باپ خالق اور فنا کرنے والا ہے۔ اقنوم دوم بیٹا نجات اور آزادی دلانے والا ہے۔ اور اقنوم ثالث زندگی دینے والا سمجھا جاتا ہے۔ پس ہر اقنوم صفات مخصوصہ رکھتا ہے جو دوسرے میں ندارد ہیں۔ ان صفات مخصوصہ کے لحاظ سے ان میں تقدیم و تاخیر ہے۔ پہلے خدا باپ ہے۔ پھر خدا بیٹا ہے اور دونوں کے بعد خدا روح القدس ہے۔ اور اسی لحاظ سے ان کا درجہ ہے۔ اگر ان تینوں کا نام کسی اور ترتیب سے لیا جائے تو یہ الحاد و کفر ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اقنوم اول روح القدس۔ اقنوم دوم باپ ہے۔ یا اقنوم سوم بیٹا ہے۔ یا "روح القدس، بیٹے اور باپ کے نام سے" اگر اقانیم ثلاثہ مساوی ہیں تو پھر نام لینے میں خاص ترتیب اور درجہ کیوں؟

اقنوم ثانی اقنوم اول کا حکم ہے جو مجسم ہو کر صلیب پاتا ہے۔ تاکہ باپ کے عدل کو پورا کرے اور اس کی قیامت اقنوم ثالث سے تکمیل پاتی ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ تین ہر جگہ حاضر و ناظر ہوں۔ جہاں ایک ہوگا وہاں دوسرا نہ ہوگا۔ ہر فعل جو دنیا میں واقع ہوتا ہے کیا اسے کرنے میں تینوں شامل ہیں۔ یا ان کی خلق تقسیم شدہ اور الگ الگ ہے۔ اور یہ دونوں صورتیں عقلاً باطل ہیں۔ اگر تینوں مل کر کرتے ہیں تو تینوں کی قدرت ناقص ہے جو ایک دوسرے سے مل کر تکمیل پاتی ہے۔ اور اگر تینوں کی خلق الگ الگ ہے تو ان میں مساوات اور برابری ناممکن ہوگی اور وہ تینوں مل کر ایک نہیں ہوسکتے۔

باپ، بیٹا، روح القدس تینوں مل کر خدا۔ تینوں مل کر خدا ہونے سے پیشتر خدا کیا تھا؟ یہ کہنا

کہ "میں اور باپ ایک ہیں" اس کا مطلب یہ ہوا کہ جیسا باپ ویسا بیٹا، مگر باپ علت ہے اور بیٹا معلول ۔ بموجب عقیدہ مذکورہ علت اور معلول ایک ہیں اور یہ ناممکن ہے ۔علت اور ہے اور معلول اور ہے ۔

اگر باپ اور بیٹا ایک ہیں تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ باپ بیٹے سے متولد ہوا ؟

روح القدس باپ اور بیٹے کے اتحاد سے پیدا ہوا ۔ اگر اتحاد نہ ہوتا تو روح القدس کا صدور نہ ہوتا ۔ اگر بغیر اتحاد صدور روح القدس ممکن تھا تو اتحاد عبث ہے ۔

یہ ظاہر ہے کہ باپ اپنے وجود میں بیٹے کا محتاج نہیں ۔لیکن بیٹا باپ کا محتاج تھا ۔محتاج واجب الوجود نہیں ہو سکتا ۔ پس بیٹا ممکن الوجود ثابت ہوا ۔ لہذا خدا نہیں ۔

اگر بیٹے میں انسانیت بھی داخل ہے تو پھر باپ اور بیٹا متفق الحقیقت نہیں اور جو متفق الحقیقت نہیں وہ نوع نہیں کہلا سکتے ۔ لہذا ان تینوں کے لئے الوہیت نوع نہیں ہو سکتی ۔

تثلیث کے متعلق یوحنا کے خط سے یہ آیت پیش کی جاتی ہے

" تین ہیں (جو آسمان پر) گواہی دیتے ہیں (باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں ۔ اور تین ہیں جو زمین پر گواہی دیتے ہیں) ، روح اور پانی اور خون اور یہ تینوں ایک پر متفق ہیں "

جن الفاظ پر خط کشیدہ کیا گیا ہے یہ عبارت کسی نسخہ یونانی میں نہیں سوائے ایک برلن کے نسخے کے جو کسی حاشیہ سے نقل کر لیا گیا ہے ۔ لوتھر نے جرمن نسخہ میں سے اسے حذف کر دیا ہے ۔نیز پندرھویں صدی سے پہلے کے کسی نسخہ میں نہیں تاہم "تینوں متفق ہیں" کے الفاظ قابل غور ہیں ۔اگر تینوں میں کوئی امتیاز نہیں تو تینوں میں اتفاق کیسا ؟ اتفاق میں تینوں کی رائے الگ الگ ہونا ضروری ہے ۔گو وہ لفظاً متفق ہوں ۔مگر باپ کی رائے ہے کہ لوگوں کو ان کے گناہوں کا بدلہ پورا پورا دیا جائے بیٹے کی مرضی ہے کفارہ لے کر سب کو معاف کر دیا جائے ۔ روح القدس باپ کی طرف منہ کر کے کہتی ہے آپ سچ فرماتے ہیں عدل کا تقاضا یہی ہے ۔ بیٹے کی طرف منہ کر کے کہتی ہے آپکی رائے بھی قابل تعریف

ہے۔ مخلوق خدا پر رحم ہونا چاہیئے۔ غور کیجئے تینوں متفق ہوئے مگر اختلاف رائے کے بعد اس لئے تینوں کو ایک کہنا غلط ہے

کیا مسیح خدا کا بیٹا ہے؟

کنواری کا بیٹا نہ ہونے پر بھی کیا مسیح خدا کا بیٹا ہے؟ اناجیل کی رُو سے اس پر نظر کرنا بھی ضروری ہے عیسائیوں کا یہ دعوٰے ہے کہ مسیح ابن اللہ ہے۔ اس کی بنیاد عہد نامہ عتیق پر رکھی جاتی ہے۔ اس عہد نامہ کی رُو سے کئی قسم کے لوگ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں۔

بنی اسرائیل کی ساری قوم خدا کا بیٹا بلکہ پلوٹھا بیٹا کہلائی۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"جب اسرائیل لڑکا تھا میں نے اس کو عزیز رکھا اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا" (ہوسیع ۱۱:۱)

یہ ترجمہ بائیبل کے نسخۂ مسورہ کا ہے مگر اس کتاب کے نسخہ سبعینیہ میں ہے:۔

میں نے اپنے بچوں کو مصر سے بلایا"

ان سے کہا جائے گا کہ تم زندہ خدا کے فرزند ہو" (ہوسیع ۱:۱۰) (یوحنا ۱:۱۲)

"خدا یوں فرماتا ہے بیٹوں کو میں نے پالا اور پوسا پر انھوں نے مجھ سے سرکشی کی (یسعیاہ ۱:۲)

جس طرح کوئی شخص اپنے بیٹے کو اٹھائے پھرتا ہے۔ اس سارے راستہ میں جس میں تم چلے اٹھایا گیا" (استثنا ۱:۳۰)

"خدا یوں فرماتا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا ہے" (خروج ۴:۲۲)

"میں اسرائیل کا باپ ہوں اور افرائیم میرا پلوٹھا ہے۔ (یرمیا ۳۰:۹)

قوم کے نبی، کاہن، قاضی بھی خدا کے بیٹے کہلاتے تھے

"دانیال میں خداؤں کی روح تھی"

دانیال ۴:۸ میں ہے آخر دانیال میرے سامنے آیا جس کا نام بیل طشتفر ہے جو میرے الٰہ کا بھی نام ہے اس میں

مقدس خداؤں کی روح ہے"۔ یہی ذکر دانیال ۵ : ۱۱ و ۱۴ میں ہے۔ نیز دیکھو خروج ۲۲ : ۲۸ اور زبور ۸۲ : ۱ اور ۶

" اور وہ (ہارون)، ہاں وہی تیری زبان کی جگہ ہوگا۔ اور تو اس کے لئے خدا ہوگا" (خروج ۴ : ۱۶)

" پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا دیکھ میں نے تجھے فرعون کے لئے خدا سا بنا دیا" (۷ : ۱)

" داؤد خدا کا پلوٹھا (بڑا) بیٹا ہے" (زبور ۸۹ : ۲۷)

" سلیمان میرا بیٹا ہوگا میں اس کا باپ ہونگا" (تواریخ اول ۲۲ : ۹، ۱۰)

عہدنامہ عتیق میں ایسے لوگوں کو برالاهين (ارامی زبان میں) بنی ایلوہیم (عبرانی زبان میں) یعنی خداؤں کے بیٹے کہا گیا ہے۔

فرشتے خدا کے بیٹے کہلائے

کتاب پیدائش ۶ : ۲-۴ میں لکھا ہے:-

" جب روئے زمین پر آدمی بہت ہونے لگے اور ان سے بیٹیاں پیدا ہوئیں تو خدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وے خوبصورت ہیں اور ان سبھوں میں سے جسے جو پسند آئیں اپنے لئے جورواں لیں۔ اور ان سے نامور اشخاص پیدا ہوئے"

زبور ۸۲ : ۶ میں ہے:-

بنوکد بادشاہ سراسیمہ ہوا۔ اور اس نے جلد اٹھکر ارکان دولت سے مخاطب ہوکر کہا "کیا ہم نے تین شخصوں کو بندھوا کر جلتی بھٹی میں نہیں ڈلوایا" انھوں نے جواب میں کہا اے بادشاہ سچ ہے۔ اس نے جواب میں کہا "دیکھو میں چار شخص کھلے ہوئے آگ کے بیچ پھرتے دیکھتا ہوں۔ اور انھیں کچھ ضرر نہ ہوا۔ اور چوتھے کی صورت خدا کے بیٹے کی سی ہے"

ان حوالجات میں خدا کے بیٹوں سے مراد خدا کے فرشتے ہیں۔ نیز دیکھو دانیال ۳ : ۲۸ زبور ۴۳ : ۷؛ ایوب ۱ : ۶ میں ہے:-

" ایک دن ایسا ہوا کہ خدا کے بیٹے (ابناء اللہ یعنی فرشتے) خداوند کے حضور حاضر

ہوئے (بیُوکل بنی ایلوہیم) اور شیطان بھی ان کے ہمراہ آیا"۔

ایوب ۳۸: ۷ میں ہے۔

"جب صبح کے ستارے مل کے گاتے تھے اور سارے ابناء اللہ (فرشتے) خوشی کے مارے للکارتے تھے" (بیُوکل بنی ایلوہیم)

بنی اسرائیل کا بادشاہ خدا کا بیٹا کہلاتا تھا

بنی اسرائیل کا بادشاہ خدا کا بیٹا کہلاتا تھا (جیسے مسلمانوں میں ظل اللہ کہلاتا ہے) اس کے سر پر مسح کیا جاتا تھا تو اس پر روح القدس اترتی تھی جیسا کہ سموئیل اول ۱۰: ۱ تا ۹ میں ساؤل کا بادشاہ بنایا جانا اور اس پر روح القدس اترنے کا ذکر ہے۔ سموئیل دوم ۱۴: ۱۷ تا ۲۰ میں حضرت داؤد علیہ السلام کو جو یہود میں عظیم الشان بادشاہ تھے نیکی اور بدی کے سننے میں خدا کے مثل کہا گیا ہے۔

شیطان بھی خدا کہلاتا ہے

"اس جہان کے خدا نے ان کی عقلوں کو جو بے ایمان ہیں تاریک کر دیا ہے" (قرنتیوں دوم ۴: ۴)

ابن اللہ اور عہد نامہ جدید

باوجود اس کے کہ بنی اسرائیل میں فرشتے۔ قاضی اور کاہن اور بادشاہ ابن اللہ کہلاتے تھے اور بنی اسرائیل کی ساری قوم ابن اللہ اور خدا کا پلوٹھا بیٹا کہلاتی ہے۔ مگر عہد نامہ عتیق اور یہودی نوشتوں میں آنے والے مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا نہیں کہا گیا۔ البتہ عہد نامہ جدید کے سناپٹک نسخوں (متی، مرقس اور لوقا) میں بے شک ۲۷ مرتبہ خدا کے بیٹے یا بیٹیوں کا ذکر ہے اور ۹ مرتبہ صرف بیٹے کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ متی میں ۱۱ مرتبہ مرقس میں ۷ مرتبہ اور لوقا میں ۹ مرتبہ ہے۔ مگر اصل مضمون کو سمجھنے کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ اناجیل میں "خدا کے بیٹے" کی اصطلاح دیکھ لی جائے۔ سب سے پہلے ذہن میں یہ رکھنا ضروری ہے کہ مسیح کے نزدیک خدا تعالٰے کا تصور باپ کا تصور ہے۔ اور انسان اس کا بیٹا بتایا گیا ہے۔ اس لئے جناب مسیح کی دعائیں اور عیسائیوں کی دعائیں "اے ہمارے باپ" سے شروع ہوتی ہیں۔ اس لئے مسیح نے اگر اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہا ہے تو

انسان کا بیٹا بھی کہا ہے۔ متی ۱:۱ - ۴:۴ - ۸:۲۰ - ۹:۶ - ۱۰:۲۳ - لوقا ۹:۵۸

دوسرا قابل غور امر ارامی زبان کا محاورہ ہے جس میں خود مسیح اور ان کے حواری گفتگو کرتے تھے۔ تیسرے جہاں جہاں یہ محاورہ استعمال ہوا ہے اس کے متعلق اناجیل کا باہمی اختلاف عبارت بھی زیر نظر رہنا چاہیے۔ چوتھا امر یہ ہے کہ ہر انجیل نویس کی عادت خصوصی اور اس کے زمانہ کے تاثرات بھی قابل لحاظ ہونے چاہئیں جناب مسیح نے خود خدا کے بیٹے کا محاورہ کن معنوں میں استعمال کیا ہے مثلاً وہ خدا کے بیٹے ان لوگوں کو ٹھہراتے ہیں جو اخلاق الٰہی میں رنگین ہوتے ہیں۔ متی ۵:۹ میں ہے:۔

" مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے "

" اس جہان کے فرزندوں میں تو بیاہ شادی ہوتی ہے لیکن جو لوگ اس لائق ٹھہرینگے کہ اُس جہان کو حاصل کریں اور مردوں میں سے جی اٹھیں ان میں بیاہ شادی نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ پھر مرنے کے بھی نہیں اس لئے کہ فرشتوں کے برابر ہوں گے۔ اور قیامت کے فرزند ہوکر خدا کے بھی فرزند ہونگے " (لوقا ۲۰:۳۶)

" میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کیلئے دعا مانگو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو " (متی ۵:۴۵)

لوقا ۶:۳۵ میں جناب مسیح کے اس وعظ کے الفاظ یوں روایت کئے گئے ہیں:۔

" مگر تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور بھلا کرو اور بغیر نا امید ہوئے قرض دو تو تمہارا اجر بڑا ہوگا۔ اور تم خدا کے بیٹے ٹھہروگے "

متی ۵:۹ میں ہے:۔

" مبارک ہیں وے جو صلح کراتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائینگے "

یوحنا ۱:۱۲ میں مذکور ہے:۔

" لیکن جنھوں نے اسے قبول کیا اسنے انھیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا "

متی ۶:۱۴ میں ہے:۔

" اس لئے اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہیں معاف کرے گا۔"

لوقا ۱۱: ۱۳ میں یہی الفاظ یوں مروی ہیں:۔

" پس جبکہ تم بڑے ہو کر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینی جانتے ہو تو آسمانی باپ اپنے مانگنے والوں کو روح القدس کیوں نہ دے گا"

گمشدہ بیٹے اور اس کے مل جانے پر باپ کے خوشی کرنے کی تمثیل مندرجہ لوقا ۱۵: ۱۱ اور متی ۲۱: ۲۸ میں بھی یہ ذکر ہے کہ نافرمانی کے بعد پچھتانے والا بھی بیٹا ہے۔ اور خدا باپ کی محبت اس سے جاتی نہیں رہتی۔

متی ۲۳: ۸ میں تمام لوگوں کا صرف ایک ہی خدا باپ ہونے کا ذکر ہے فرمایا:۔

" (فقیہ اور فریسی لوگ) بازاروں میں سلام اور آدمیوں سے ربی کہلانا پسند کرتے ہیں مگر تم ربی نہ کہلاؤ۔ کیونکہ تمہارا استاد ایک ہی ہے۔ اور تم سب بھائی ہو اور زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو۔ کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے۔ جو آسمانی ہے۔ اور نہ تم ہادی کہلاؤ کیونکہ تمہارا ہادی ایک ہی ہے یعنی مسیح"

مسیح نے نہایت صفائی سے یہ بتا دیا ہے کہ ایک خدا کے سوا کسی کو اپنا رب، مالک اور باپ نہ کہو میں تو صرف ہادی ہوں جو تمہیں خدا کی راہ دکھاتا ہوں۔

صرف مسیح کے اندر ہی روح القدس نہ تھی بلکہ حواریوں کے اندر بھی تھی۔ متی ۱۰: ۲۰ میں ہے:۔

" جب وہ تمہیں پکڑوائیں تو فکر نہ کرنا کہ ہم کس طرح کہیں یا کیا کہیں کیونکہ جو کچھ کہنا ہوگا اسی گھڑی تمہیں بتایا جائے گا۔ کیونکہ بولنے والے تم نہیں بلکہ تمہارے باپ کا روح ہے جو تم میں بولتا ہے۔"

متی ۱۰: ۲۹-۳۲ میں ہے:۔

" کیا پیسے کی دو چڑیاں نہیں بکتیں؟ اور ان میں سے ایک بھی تمہارے باپ کی مرضی بغیر زمین پر نہیں گر سکتی ۔۔۔۔ پس جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کرے گا میں بھی

اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اس کا اقرار کرونگا۔ مگر جو کوئی آدمیوں کے سامنے
میرا انکار کرے گا میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اس کا انکار کروں گا"

لوقا ۱۲: ۳۲ میں ہے:-

"اے چھوٹے گلے نہ ڈر۔ کیونکہ تمہارے باپ کو پسند آیا کہ تمہیں بادشاہت دے"

اور اس کے بعد یہ بھی بتایا ہے کہ انسان کس طرح خدا کا بیٹا اور آسمانی بادشاہت کا وارث بن سکتا ہے
سناپٹک اناجیل (متی۔ لوقا۔ مرقس) میں مسیح کا کوئی قول ایسا نہیں جس میں آپ نے خصوصیت سے اپنے
آپ کو خدا تعالےٰ کا بیٹا کہا ہو۔ چنانچہ سائیکلو پیڈیا ببلیکا صفحہ ۴۶۹۶ پر لکھا ہے:-

The synoptic tradition records no utterance of Jesus in which he distinctly refers to himself as a son of god

متی ۲۷: ۴۳ پر روایت ہے کہ مسیح پر یہ الزام لگایا گیا کہ اس نے کہا ہے کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ مگر
یہ دشمنوں کا صرف الزام ہے اپنا کوئی قول نہیں ہے۔ البتہ متی ۲۶: ۶۷ میں ہے:-

"سردار کاہن نے اس سے کہا میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح
ہے تو ہم سے کہدے۔ یسوع نے اس سے کہا کہ تو نے خود کہدیا"

مگر مرقس ۱۴: ۶۱ میں سردار کاہن کے الفاظ یوں روایت کئے ہیں:-

"کیا تو مسیح ہے برکت والے کا بیٹا؟ یسوع نے اس سے کہا" ہاں میں ہوں"

لوقا ۲۲: ۶۶-۶۷ میں اسی واقعہ کے الفاظ یوں ہیں۔

"جب دن ہوا تو سردار کاہن اور فقیہ یعنی قوم کے بزرگوں کی مجلس جمع ہوئی اور انھوں
نے اسے اپنی صدر عدالت میں لے جا کر کہا اگر تو مسیح ہے تو ہم سے کہدے اس نے
کہا اگر میں تم سے کہوں تو یقین نہ کرو گے . . . . . اس پر ان سب لوگوں نے
کہا پس کیا تو خدا کا بیٹا ہے؟ اس نے کہا تم خود کہتے ہو۔ کیونکہ (کہ) میں ہوں"۔

ایک ہی واقعہ کے متعلق تینوں اناجیل کی روایت میں ذیل کے اختلافات موجود ہیں جو روایت کو ناقابل اعتبار ٹھہراتے ہیں

۱- سردار کاہن نے کہا - (متی)

سردار کاہن نے سوال کیا - (مرقس)

سردار کاہن اور فقیہوں نے کہا - (لوقا)

۲- اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے ؟ (متی)

کیا تو مسیح ہے برکت والے کا بیٹا - (مرقس)

اگر تو مسیح ہے تو ہم سے کہدے - (لوقا)

۳- میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں (متی)

ندارد ندارد (مرقس)

ندارد ندارد (لوقا)

۴- یسوع نے اس سے کہا کہ تو نے خود کہہ دیا - (متی)

" " ہاں میں ہوں (مرقس)

تم خود کہتے ہو کہ میں ہوں - (لوقا)

ایک ہی واقعہ کے متعلق راویوں کا یہ تضاد ظاہر کرتا ہے کہ سردار کاہن اور مسیح کے اصل الفاظ محفوظ نہیں رہے - جن الفاظ پر سب کا اتفاق ہے وہ یہی ہیں کہ صرف مسیحیت یا یہود کا بادشاہ ہونے کا سوال تھا - مگر مسیح کے جواب میں ابہام ہے - متی اور لوقا کے الفاظ میں مسیح کا اقرار موجود نہیں - متی ۲۶:۶۴ میں یونانی محاورہ Eveittas. کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ " تو ایسا کہتا ہے "

لوقا میں مسیح پر لوگوں کی جھوٹی گواہی کا کوئی ذکر نہیں - پیلاطس کے سامنے آپ پر صرف دو جرم عائد کیے گئے ہیں -

۱۔ قیصر کو ٹیکس دینے کی مخالفت کرتا ہے ۔

۲۔ اس کا دعوےٰ یہ ہے کہ وہ خود مسیح یعنے بادشاہ ہے

اناجیل میں مسیح نے جہاں میرا باپ کہا ہے اسی طرح تمہارا باپ بھی کہا ہے ۔ اور شاگردوں کو "اے ہمارے باپ" سے خدا کو مخاطب کر کے دعا کرنے کی تعلیم دی ہے ۔

عہدنامہ جدید کے مختلف نسخوں پر تنقید کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ مسیح نے ہمیشہ اپنی ارامی زبان میں ضمیر کے بغیر لفظ "ابا" استعمال کیا ہے ۔ جبکہ یونانی متی کے نسخے میں Tiate Pllow یعنی اپنے یا میرے باپ ترجمہ کر دیا ہے (دیکھو متی ۱۰:۳۲ - ۱۶:۱۷ و ۱۸:۱۰، ۱۹ ، ۳۵ ۔ اور ۲۶:۳۹ ۔ لوقا ۲:۴۹ اور ۱۰:۲۲) گویا مسیح نے اپنی مادری زبان میں اپنی دعاؤں کے اندر "ابا"، اے باپ ، یا "ابادی لشمیہ" اے باپ جو آسمان میں ہے سے خطاب کیا مگر انجیل کو یونانی لباس پہنانے والوں نے اسے خاص مسیح کا باپ بنا دیا ۔

یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ صرف انہی حوالجات میں خدا کے بیٹے کے روحانی تصور کو بیان کیا گیا ہے جہاں عام انسان کے متعلق ذکر ہے ۔ متی ۵:۹، ۴۵، ۴۸ ۔ اور دوسروں کے ساتھ اپنے آپ کو شامل کر لیا گیا ہے ۔ متی ۱۷:۲۵ ۔ اور مرقس ۳:۳۵ ۔ جناب مسیحؑ نے کسی جگہ یہ نہیں فرمایا کہ میں ہی خدا کا بیٹا ہوں ۔

نہ صرف یہ کہ جناب مسیحؑ نے خدا کا خاص بیٹا ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا بلکہ اپنے اور خدا میں بلحاظ علم اور قدرت فرق بتایا ہے ۔ خدا علیم کل ہے ۔ مگر بیٹا علم اور قدرت میں باپ کا محتاج ہے اور اس پر تینوں سناپٹک اناجیل کی متفقہ شہادت موجود ہے ۔ متی ۱۱:۲۵ میں ہے :۔

> "اس وقت یسوع نے کہا اے باپ آسمان اور زمین کے خداوند میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تو نے یہ باتیں داناؤں اور عقلمندوں سے چھپائیں اور بچوں پر ظاہر کیں ہاں اے باپ ، کیونکہ ایسا ہی تجھے پسند آیا ، میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا ۔ اور کوئی بیٹے کو نہیں جانتا سوا باپ کے ۔ اور کوئی باپ کو نہیں جانتا سوا بیٹے کے اور اس کے جس پر بیٹا ظاہر کرنا چاہے ۔"

لوقا کی انجیل کے اس حوالہ میں اس قدر عبارت زائد ہے کہ وہ اس گھڑی روح القدس سے خوشی میں بھر گیا اس کے بعد متی کی محولہ بالا عبارت ہے۔ لوقا ۱۰: ۲۱ کی اس ایزادی سے ظاہر ہے کہ جناب مسیح پر یہ کلام معرفت بذریعہ روح القدس یا وحی نازل ہوا تھا۔

۲۔ مسیح کا علم خدا کا دیا ہوا علم ہے۔ وہ علیم بالذات نہیں ہے

۳۔ یہ باتیں خداوند نے عقلمندوں (علما) سے چھپائیں۔ مگر بچوں پر ظاہر کیں۔

۴۔ میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا میں سونپا گیا قابل غور ہے۔ خدا کو کوئی قدرت اور اختیار نہیں سونپ سکتا۔

۵۔ بیٹا باپ سے علم حاصل کرتا اور لوگوں پر ظاہر کرتا ہے۔ پس وہ نبی اور رسول ہے خدا نہیں۔

متی ۲۴: ۳۶ اور مرقس ۱۳: ۳۲ میں ہے۔

" لیکن اس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا، نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صرف باپ "

اس میں بھی مسیح نے نہایت صفائی سے اقرار کیا کہ باپ اور بیٹے کا علم مساوی نہیں اور نہ وہ صفت علم میں اس کا شریک ہے۔

مرقس میں ہے، ایک عورت جسکے بارہ برس سے خون جاری تھا...... اس کے پیچھے آئی اور اس کی پوشاک چھوئی۔۔۔ یسوع نے فی الفور اپنے میں محسوس کیا کہ مجھ میں سے قوت نکلی، اس بھیڑ میں پھر کر کہا کس نے میری پوشاک چھوئی؟ (مرقس ۵: ۲۵ تا ۳۰)

" اور اسی طرح خداوند کو بھوک لگی اور اسے پتہ نہ چلا کہ انجیر میں پھل ہیں یا نہیں اور اتنی قدرت نہ تھی کہ پھل لگا کر کھا لیتا "

متی ۲۱: ۳۳ تا ۴۶ میں انگوری باغ کی تمثیل ہے جس میں بیٹے کا عجز، اس کے قتل کی پیشگوئی اور باپ کی طاقت اور قدرت کا اقرار ہے۔ یہی تمثیل مرقس ۱۲: ۱ تا ۱۱ اور لوقا ۲۰: ۹ تا ۱۸ میں کچھ لفظی اختلاف کے ساتھ موجود ہے۔ مگر مفہوم قریبًا وہی ہے۔

متی ۲۸: ۱۸، ۱۹ میں ہے۔

"یسوع نے پاس آکر ان سے باتیں کیں - اور کہا آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے - پس تم جا کر کل قوموں کو شاگرد بناؤ اور انھیں باپ اور بیٹے، اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو"

اس میں کل اختیار مجھے دیا گیا ہے قابل غور ہے - خدا کو کوئی اختیار نہیں دیتا - باقی اس حوالہ میں باپ خدا ہے - بیٹا جسے اختیار اور وحی ملی نبی - روح القدس، وحی - یہ تینوں، خدا، نبی اور رسالت دین کے بنیادی اصول ہیں - مگر یہ حوالہ منفرد ہے کسی دوسری انجیل میں اس کا ذکر نہیں، دوسرے تین کے نام پر بپتسمہ دینا مسلمہ طور پر مسیح تک نہیں پہنچتا - اعمال اور خطوط حواریاں سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ دیندار بنانے کی دوسری رسوم تو موجود تھیں مگر بپتسمہ کی رسم نہ تھی - یہ امر واقعہ ہے کہ بپتسمہ مسیح کی وفات کے بعد ان کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے - اس لئے بپتسمہ کی رسم کے متعلق عیسائی فرقوں میں اختلاف ہے دوسرے مستند نسخوں میں یہ عبارت یوں ہے:-

"Go ye & make desciples of all nations in my name"

"جاؤ اور تمام اقوام میں میرے نام پر شاگرد بناؤ"

چنانچہ متی کی محرّفہ عبارت ۱۴۰ سال بعد لاطینی کے مصری نسخے سے یونانی نسخے میں ملا دی گئی (رائیکلوپیڈیا ببلیکا)

متی ۲۲: ۲ میں بیٹے کی شادی میں مہمان بلانے کی تمثیل ہے - مگر یہی تمثیل لوقا ۱۴: ۱۶ میں بھی موجود ہے جس میں بیٹے کی شادی کا کوئی ذکر نہیں اس لئے اس سے خدا کے بیٹا ہونے کا استنباط غلط ہے -

خدا کا بیٹا ہونے پر آسمانی گواہی

لوقا ۱: ۳۲ تا ۳۵ میں مریم کے سامنے جبرئیل کے آنے اور خدا کا بیٹا ہونے کی بشارت موجود ہے۔

فرشتہ نے کہا:- "اے مریم! خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی، اس کا نام یسوع رکھنا وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالے کا بیٹا کہلائے گا۔"

مگر یہ بیٹا خدا کا بیٹا کیونکر کہلائے گا؟ فرشتہ نے کہا:۔

" روح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی اور اس سبب سے وہ پاکیزہ جو پیدا ہونے والا ہے خدا کا بیٹا کہلائے گا اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا"

گویا مسیح داؤد علیہ السلام کا بیٹا ہے۔ وہ بادشاہ ہوگا۔ ان معنوں میں وہ خدا کا بیٹا ہے ورنہ مسیح کے دو باپ کیسے ہو سکتے ہیں؟

دوسری اس روایت کے غلط ہونے پر یہ دلیل ہے کہ متی کہتا ہے یہ خوشخبری مسیح کے باپ یوسف کو دی گئی تھی۔ مگر لوقا کہتا ہے کہ فرشتہ مریم کے پاس آیا تھا۔ تیسری یہ کہ مرقس میں نہ فرشتہ یوسف کے پاس آیا ہے نہ ہی مریم کے پاس آیا۔ اور نہ اس کا کوئی اس میں ذکر ہے۔ چوتھی یہ کہ دونوں جگہ فرشتہ کے الفاظ میں اختلاف روایت ہے۔

دوسری آسمانی گواہی

مرقس ۱: ۱۰ و ۱۱ میں ہے کہ جب یسوع نے "یوحنا کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا اور وہ پانی سے باہر آیا۔ اس نے آسمان کو کھلا اور روح کو کبوتر کی مانند اپنے اوپر اترتے دیکھا۔ اور آسمان سے ایک آواز آئی کہ" تو میرا عزیز بیٹا ہے"

مگر متی ۳: ۱۳ میں یہ گواہی یوں مرقوم ہے:۔ "یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں"

لوقا ۳: ۲۱ میں ہے کہ" تو میرا پیارا بیٹا ہے تجھ سے میں راضی ہوں"

ظاہر ہے کہ اصل الفاظ محفوظ نہ رہنے کی وجہ سے تینوں کی روایت میں اختلاف ہے۔ لوقا میں یہاں مسیح کے دعا مانگنے کا بھی ذکر ہے مگر متی اور مرقس میں یہ مذکور نہیں۔

آسمان پر سے تیسری گواہی

تیسری آسمانی آواز متی ۱۷: ۵ میں یوں مذکور ہے " دیکھو ایک نورانی بدلی نے ان پر سایہ کیا اور دیکھو اس بادل سے ایک آواز اس مضمون کی آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں تم اس کی سنو شاگرد یہ سنکر منہ کے بل گرے اور بہت ہی ڈرے"

مرقس ۹: ۷ میں ہے :- "اس لیئے کہ وہ ڈر گئے تھے تب ایک بادل نے ان پر سایہ کیا۔ اور اس بادل میں سے ایک آواز آئی - اور وہ یہ کہتی تھی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے اس کی سنو"

لوقا ۹: ۳۵ میں ہے :- "وہ یہ کہتا ہی تھا کہ بادل آیا اور ان پر سایہ کیا اور اس بادل میں جانے سے وے ڈر گئے اور بادل سے ایک آواز نکلی کہ یہ میرا برگزیدہ بیٹا ہے اس کی سنو"

متی کہتا ہے کہ وہ بادل میں سے آواز سنکر ڈر گئے۔

مرقس کہتا ہے، ڈر وہ پہلے ہی گئے تھے۔ اس کے بعد بادل آیا اور آواز آئی۔

لوقا کہتا ہے کہ وہ بادل میں جانے سے ڈر گئے۔

متی کے الفاظ ہیں "یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں تم اس کی سنو"

مرقس کہتا ہے :- "یہ میرا پیارا بیٹا ہے، اس کی سنو"

لوقا کہتا ہے، آواز یہ آئی تھی :- "یہ میرا برگزیدہ بیٹا ہے اسکی سنو"

لوقا کی روایت اس لیئے قرین قیاس ہے کہ مسیحؑ نے خود برگزیدوں کو خدا کے بیٹے کہا ہے برگزیدہ ہونا انسان کی صفت ہے نہ کہ خدا کی۔

مسیح کے خدا کا بیٹا ہونے پر شیطان اور بدارواح کی گواہی

نصاریٰ کے ابتدائی کلیسا کا عقیدہ تھا کہ نہ صرف فرشتے یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا ہونا جانتے تھے بلکہ اس راز سے دوزخ، بدارواح اور شیطان بھی واقف تھے۔ اس لیئے بدارواح نے مسیح کے متعلق مکرر سہ کرر گواہی دی۔ چنانچہ مرقس ۳: ۱۱ میں ہے :-

"ناپاک روحیں جب اسے دیکھتی تھیں، اس کے آگے گر پڑتیں اور پکار کر کہتی تھیں کہ تو خدا کا بیٹا ہے"

مرقس ۵: ۷ میں ہے "ایک ناپاک روح والا" یسوع کو دور سے دیکھکر دوڑا اور اسے سجدہ کیا اور بڑی آواز سے چلا کر کہا اے یسوع خدا تعالیٰ کے بیٹے مجھے تجھ سے کیا کام"

لوقا ۸ : ۲۸ میں ہے ایک شخص بہت سی بدروحوں والا، جو قبروں میں رہا کرتا تھا،

" یسوع کو دیکھ کر چلایا اور اس کے آگے گر کر بڑی آواز سے کہا کہ اے یسوع خدا تعٰی کے بیٹے مجھے تجھ سے کیا کام"

نہ صرف بدارواح، بلکہ بدارواح کے سردار شیطان نے بھی یہ گواہی دی ہے کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ (متی ۴ : ۳ تا ۶) اول تو بدارواح اور شیطان کی گواہی، شیطانی گواہی ہے جو کبھی درست نہیں ہو سکتی۔ بدارواح والوں کی شہادت دیوانوں اور پاگلوں کی شہادت ہے جو کسی صورت میں بھی قابل اعتنا نہیں کیونکہ قانون میں گواہ کی حیثیت بھی قابل لحاظ ہوتی ہے۔ ۲۔ عام لوگوں کی نسبت ان بدروح والوں نے ہی کیوں شہادت دی کہ یہ خدا کا بیٹا ہے۔ ۳۔ مسیح اگر خدا کا بیٹا ہے اور یہ امر بدروحوں کے لئے جاننا ضروری ہے تو مسیح نے اس گواہی کو لوگوں پر ظاہر کرنے سے کیوں منع کیا؟ ۴۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسیح کا دعوےٰ خدا کا بیٹا ہونے کا نہ تھا۔ اگر ہوتا تو وہ لوگوں کو اعلان کرنے سے کیوں روکتا؟ شیطان کی گواہی بھی اسی کانٹے سے تولنے کے قابل ہے۔

پطرس کی گواہی

البتہ ایک اور گواہی ہے جو پطرس نے دی ہے اور وہ صرف متی کی انجیل ۱۶ : ۱۷ میں موجود ہے:-

" جب یسوع قیصریہ فلپی کے علاقہ میں آیا تو اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا بعض یوحنا بپتسمہ دینے والا کہتے ہیں۔ بعض ایلیا بعض یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی۔ اس نے ان سے کہا مگر تم مجھے کیا کہتے ہو؟ شمعون پطرس نے جواب میں کہا تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔ . . . .

اس وقت اس نے شاگردوں کو حکم دیا کہ کسی کو نہ بتانا کہ یہ مسیح ہے"

مرقس ۸ : ۲۹ میں ہے:-

" اس نے (پطرس نے)، یہ کہا کہ تو مسیح ہے۔ پھر اس نے انھیں تاکید کی کہ میری بابت کسی سے یہ نہ کہنا"

متی کا مذکورہ حوالہ اول تو مرقس کے حوالہ سے مختلف ہے دوم متی کی عبارت مسلمہ طور پر رومن کیتھولک پادریوں کی تحریف ہے۔ کیونکہ اس میں پطرس کی مبالغہ آمیز تعریف ہے چنانچہ سائیکلو پیڈیا ببلیکا میں اس پر لکھا ہے

It has long been recognised that MT 16:17-19 is a late interpolation

حقیقت یہ ہے کہ جن معنوں میں مسیح کو خدا کا بیٹا آج نصاریٰ مانتے ہیں وہ ایک نامعقول امر ہے۔ بیٹے کی ضرورت صرف ان ہستیوں کے لئے ہوتی ہے جو فانی ہوتی ہیں تاکہ فنا کے بعد ان کا نام قائم رہے۔ لیکن وہ ہستی جو ہمیشہ حی و قیوم ہے اسے بیٹے کی ضرورت قطعاً نہیں۔ بیٹا درحقیقت باپ کے لئے پیام مرگ (death warrant) ہے مسیح کے دعوے کے متعلق اختلاف، ابہام، تضاد، اور رازداری، ان کے خدا کا بیٹا ہونے کے خلاف ایک زبردست دلیل ہے اور چاروں اناجیل میں کوئی ایسا متفقہ حوالہ نہیں جس میں خود مسیح نے یہ دعوےٰ کیا ہو کہ میں ہی خدا کا بیٹا ہوں۔ اس کے خلاف مسیح نے اور صدر اولے کے نوشتوں نے صرف ایک ہی خدا ہونے کی تعلیم نہایت صفائی سے دی ہے۔ مثلاً

"اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں" (یوحنا ۱۷:۳)

"تم جو ایکدوسرے سے عزت چاہتے ہو اور وہ عزت جو خدائے واحد کی طرف سے ہوتی ہے نہیں چاہتے کیونکر ایمان لا سکتے ہو" (یوحنا ۵:۴۴)

"اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ" (مرقس ۱۲:۲۹-۳۰)

"تو نے سچ کہا کہ وہ ایک ہی ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں" (مرقس ۱۲:۳۲)

"ہمارا ایک باپ ہے یعنی خدا، یسوع نے ان سے کہا، اگر خدا تمہارا باپ ہوتا تو تم مجھ سے محبت رکھتے اس لئے کہ میں خدا سے نکلا اور آیا ہوں کیونکہ میں آپ سے نہیں آیا۔

بلکہ اسی نے مجھے بھیجا"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نہ تو مسیح کا کنواری کا بیٹا ہوکر ابن اللہ ہونا اناجیل کی متفقہ شہادت سے ثابت ہے نہ کتب مقدسہ عہدعتیق میں کہیں آنے والے مسیح کا یہ نشان ہے نہ مسیح نے کبھی یہ دعوے کیا کہ میں بغیر باپ ہونے کی وجہ سے خدا کا بیٹا ہوں، نہ اس کے والدین کی شہادت سے یہ امر ثابت ہے۔ صدر اول کے مسیحیوں کا کوئی نوشتہ اس کے متعلق موجود نہیں۔ مسیح کا نسب نامہ، لوگوں کی گواہی، ماں باپ کی شہادت، حواریوں کا قول یہ ہے کہ وہ یوسف اور مریم کا بیٹا تھا۔ حضرت داؤدؑ، حضرت ابراہیمؑ اور بنی اسرائیل کی قوم میں سے تھا۔ اس نے خود اپنے آپ کو ابن آدم، انسان، ابن داؤدؑ، ابن ابراہیمؑ، وغیرہ وغیرہ کہا۔ کسی ایک انجیل کے فرضی قصہ کی بنا پر اس کو ابن اللہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ ابن اللہ کے مستعار معنوں کی بنا پر اسرائیلی قوم اس کے قاضی، مفتی، فرشتے، انبیاء، اور بادشاہ، ابن اللہ بلکہ خدا کہلائے۔ اور جناب مسیح نے اسی بنا پر فقیہوں اور فریسیوں کو جو دنداں شکن جواب دیا وہ یہی تھا:۔

" یسوع نے انھیں جواب دیا کیا تمھاری شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ میں نے کہا تم خدا ہو؟ جبکہ اس نے انھیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا......
جسے باپ نے مقدس کر کے بھیجا، کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے، اس لئے کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں"۔ (یوحنا ۱۰: ۳۴، ۳۶)

مسیحی کہتے ہیں کہ مسیح نے کہا " میں اور باپ ایک ہیں "۔ اس سے مسیح کا خدا ہونا ظاہر ہے۔ مگر اس سے پہلے مسیح نے کہا" میرا باپ جس نے انھیں مجھے دیا ہے سب سے بڑا ہے" (یوحنا ۱۰: ۲۹، ۳۰) نیز یوحنا ۱۷: ۲۱ میں ہے "جیسا کہ تو اے باپ مجھ میں اور میں تجھ میں کہ وے (شاگرد) بھی ہم میں ایک ہوں تا کہ دنیا ایمان لائے کہ تو نے مجھے بھیجا ہے" اگر مسیح کے قول کا مطلب یہ ہے کہ باپ اور بیٹا متفق الحقیقت ہیں تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ باپ بیٹے سے متولد ہوا؟ اگر نہیں کہہ سکتے تو باپ اور بیٹا ایک نہیں۔

خدا سب کا باپ ہے۔ اچھے اور برے سب اس کے بیٹے ہیں۔ یہ عہد نامہ جدید کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ جناب مسیحؑ نے علم میں، قدرت میں، معاف کرنے میں، اختیار میں، اپنے آپکو باپ سے کمتر بتایا ہے۔

معجزاتِ مسیح اور خدائی اختیار و قدرت

کہتے ہیں کہ چونکہ مسیح نے اقتداری معجزے دکھائے لہٰذا مسیح خدا ہے انسان نہیں ۔ معجزات انبیا پر ہم پہلے عہد نامۂ عتیق کی بنا پر لکھ چکے ہیں اور ایسے معجزات نقل کر چکے ہیں جو مسیح کے معجزات سے ہرگز کم نہیں بلکہ بڑھکر ہیں (دیکھو صفحہ ۱۳) تاہم اس موضوع پر مزید غور کیا جاتا ہے

سب سے پہلے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم معجزات کے منکر نہیں مگر واقعات کی حکایت مختلف ایک مومن کو بھی شبہ میں ڈال سکتی ہے ۔ مثلاً

مرقس ۱: ۳۲ ، ۳۴ میں ہے "تمام مریض یسوع کے پاس لائے گئے ۔ اس نے بعض کو شفا دی ۔

متی ۸: ۱۶ میں ہے " وہ بہت سوں کو لائے مگر اس نے سب کو شفا دی (نیز متی ۴: ۲۴)

لوقا ۴: ۴۰ میں ہے" وہ تمام کو لائے اور اس نے سب کو شفا دی ۔

"ایک بہت بڑی بھیڑ اس کے پیچھے آئی اور اس نے کئی ایک کو شفا دی ۔ (مرقس ۳: ۷)

"کئی ایک اس کے پیچھے آئے اس نے سب کو شفا دی

اختلافات ! (۱) ، تمام مریض لائے گئے (۲) ، بہت سوں کو لائے (۳) ، بعض کو شفا دی (۴) ، سب کو شفا دی (۵) ، مریض لائے جاتے تھے (۶) ، خود بخود پیچھے چلے آتے تھے (۷) ، ایک بہت بڑی بھیڑ آئی مگر شفا صرف کئی ایک کو دی ۔

(۲) ، ۵۰۰۰ مردوں کو کھانا کھلانے سے پیشتر یسوع نے بھیڑ کو تعلیم دی (مرقس ۶: ۳۶)

عورتوں اور بچوں کے علاوہ ۵۰۰۰ مردوں کو کھانا کھلانے سے پہلے ان کے بیماروں کو اچھا کر دیا ۔ (متی ۱۴: ۱۵)

قریبًا ۵۰۰۰ مردوں کو کھانا کھلانے سے پہلے تعلیم دی اور شفا بھی دی (لوقا ۹: ۱۱)

۴۰۰۰ کو کھانا کھلانے کے بعد اس نے جھیل کو عبور کیا اور مگدن کی سرحدوں کو چلا گیا (یعنی مشرقی کنارہ کو) متی ۱۵: ۳۹

۴۰۰۰ کے قریب کو کھانا کھلایا اور کشتی میں بیٹھ کر دلمنوتہ کے علاقہ میں چلا گیا (گویا مشرقی سمت نہیں بلکہ مغربی جانب گیا) مرقس ۸: ۱۰)

ایک دوسرے موقعہ پر شاگرد مچھلی لینا بھول گئے تھے تو مسیح نے انھیں تعلیم دی اور قیصریہ فلپی (مغربی کنارہ) پہنچگئے (متی ۱۶: ۵-۱۳)

اسی واقعہ کے متعلق لکھا ہے کہ۔۔۔۔ تعلیم دی اور بیت صیدا (مشرقی کنارہ پر) پہنچے۔ (مرقس ۸: ۱۳)

اختلافات ! بیماروں کو شفا دی (ایک انجیل)، ان کو تعلیم دی (دوسری انجیل)، شفا دی اور تعلیم دی (تیسری انجیل)

معجزہ دریا کے مشرقی کنارے ہوا (ایک انجیل)، مغربی جانب ہوا (دوسری انجیل)

تعلیم دینے کے بعد مغربی جانب قیصریہ فلپی پہنچا (متی) وہی تعلیم دینے کے بعد بیت صیدا (مشرقی جانب) گیا

۳۳- یوروشلم جاتے ہوئے یسوع نے لوگوں کو تعلیم دی (گویا معجزہ نہیں (مرقس ۱:۱۰) یوروشلم جاتے ہوئے بھیڑ کو شفا دی (متی ۱۹: ۲) بہت بدروحوں کو شفا دی (لوقا ۷: ۲۱)

اختلافات ! ایک انجیل کہتی ہے لوگوں کو تعلیم دی (معجزہ نہیں دکھایا) دوسری کہتی ہے شفا دی، تیسری کہتی ہے بدروحوں کو شفا دی۔ لوقا کی اسی روایت میں ہے کہ اس نے نائین میں ایک بیوہ کے بچّہ کو زندہ کیا (لوقا ۷: ۱۱ تا ۱۷) متی اور مرقس نے اس اعجاز کا ذکر تک نہیں کیا۔ اس قسم کے جتنے معجزات اناجیل میں مذکور ہیں ان میں سے یا تو صرف ایک ہی انجیل میں ایک معجزہ کا ذکر ہے دوسری اناجیل میں نہیں یا دوسری اناجیل میں واقعات کا تخالف اور تضاد ہے یا جگہ کا اختلاف ہے۔

مسیح کی وفات کے وقت متی کہتا ہے کہ مردے قبروں سے نکلکر بھاگے (متی ۲۷: ۵۲) مگر اتنی بڑی افتاد کا ذکر نہ مرقس میں ہے اور نہ لوقا میں۔ (دیکھو مرقس ۱۵: ۳۸ - لوقا ۲۳: ۴۵)

مرقس ۸: ۲۲ تا ۲۶ میں ایک اندھے کو درجہ بدرجہ دو قسطوں میں بینائی دینے کا ذکر ہے ایکدفعہ اس کی آنکھوں میں تھوک کر اپنے ہاتھ اس پر رکھے مگر پوری پوری بینائی نہ آئی۔ تو دوبارہ اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھے اور وہ بینا ہوگیا۔ یہ تدریجی معجزہ اقتداری معجزہ نہیں ورنہ وہ ایک ہی بار ہاتھ رکھنے یا زبان سے کہدینے پر ہی کیوں نہ بینا ہوگیا۔ اسی طرح مرقس ۷: ۳۲ تا ۳۷ میں ایک گونگے کے منہ میں تھوک کر آسمان کی طرف نظر کرکے ایک آہ بھری اور اسکو کہا کھل، زبان کھل گئی اور کان سننے لگے۔ اول تو کسی کے کان اور منہ میں تھوکنا ایک غلیظ کام ہے۔ پھر آسمان سے مدد مانگنا بھی اقتدار اور اختیار کے خلاف ہے

ایک سردار کی لڑکی کا زندہ کرنا

تینوں اناجیل کی شہادت ہے کہ مسیح نے ایک لڑکی زندہ کی مگر متی ۹: ۱۸ میں ہے کہ سردار نے آکر کہا کہ میری بیٹی ابھی مری ہے

مرقس ۵: ۲۳ میں ہے کہ "میری چھوٹی بیٹی مرنے کو ہے"۔ لوقا ۸: ۴۲ میں ہے کہ سردار نے خود نہیں کہا بلکہ انجیل نویس کی روایت ہے "کیونکہ اس کی اکلوتی بیٹی جو بارہ ایک برس کی تھی مرنے کو تھی"

اختلافات۔ ۱۔ غور کیجئے، "مرچکی ہے اور مرنے کو ہے" میں زمین آسمان کا یا موت وحیات کا فرق ہے (۲) اس پر تینوں اناجیل کی متفقہ شہادت ہے کہ یسوع نے کہا وہ مر نہیں گئی بلکہ سوتی ہے۔ یعنی مردہ کو زندہ کرنا غلط ہے بلکہ سوتی کو جگا دیا (۳) سردار نے آکر پہلے کہا "میری بیٹی ابھی مری ہے" بعد میں خون جاری عورت ملی (متی اور مرقس)، خون جاری والی عورت پہلے ملی پھر کسی اور نے آکر کہا کہ تیری بیٹی مر گئی استاد کو تکلیف نہ دے (لوقا)

اندھے کو بینا کر دینا

اور جب وہ یریحو سے نکلتے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور دو اندھوں کی آنکھیں چھو کر فوراً بینا کر دیا (متی ۲۰: ۲۹-۳۴) اور وہ یریحو میں آئے تو ایک اندھا فقیر چلایا ۔ ۔ ۔ ۔ یسوع نے کہا جا تیرے ایمان نے تجھے اچھا کر دیا (مرقس ۱۰: ۴۶-۵۲) جب وہ چلتے چلتے یریحو کے نزدیک پہنچا تو ایک اندھا فقیر چلا کر بولا ۔ ۔ ۔ یسوع نے کہا جا تیرے ایمان نے تجھے اچھا کیا (لوقا ۱۸: ۳۵-۴۳)

اختلافات۔ (۱) اندھا ایک تھا یا دو (۲) شہر سے نکلتے وقت (متی اور مرقس) یا داخل ہوتے وقت؟ (لوقا) (۳) یسوع نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اچھا کیا (متی) یا وہ اپنے ایمان سے ہی بینا ہو گیا (لوقا، مرقس)

انجیر کا درخت سوکھ جانے کا معجزہ

خداوند کو بھوک لگی اور اضطراری حالت میں انجیر کے درخت کی طرف گیا۔ اس میں پھل نہ پاکر اسے بددعا دی درخت فوراً سوکھ گیا۔ (متی ۲۱: ۱۹) درخت دوسرے دن سوکھا ہوا دیکھا گیا۔ (مرقس ۱۱: ۲۰) لوقا میں اس کا کوئی ذکر نہیں، نہ یوحنا میں ہے۔ متی کہتا ہے کہ یہ واقعہ شہر میں جاتے وقت ہوا۔ مرقس کہتا ہے بیت عنیا سے نکلتے وقت، گویا شہر سے باہر یہ واقعہ ہوا۔ (۴) خود بیت عنیاہ کے اصل تلفظ میں اختلاف ہے۔ اصل لفظ بیت حنیاہ یعنی ان پکی انجیروں کا گھر (گاؤں)، مگر طالمود میں ہے کہ بیت حنی کی انجیریں پکنے پر سب سے اعلیٰ انجیریں ہوتی تھیں (Geog Talmud. P.150) بیت عنیا کا تلفظ مبہم اور بے معنی ہے (۵)

یہ امر یقینی ہے کہ انجیر کا پھل پتے کھلنے سے پہلے لگنا شروع ہوتا ہے۔ ایسٹر کے موقعہ پر یا موسم بہار میں وہ کچی ہوتی ہیں۔ جون کے آخر میں پہلے پہل انجیریں پکتی ہیں اور اگست کے اواخر میں اکثر انجیریں درخت پر ہونی چاہئے تھیں موسم کی آخری انجیروں سے مسیح اپنی بھوک مٹا نہیں سکتا تھا۔ اس لئے یہ واقعہ جون سے لے کر فروری تک کا ہو سکتا ہے مگر ایسٹر کا نہیں ہو سکتا۔ لیکن اناجیل کی بنا پر یہ واقعہ ایسٹر کا مذکور ہونا قطعی ہے۔ اس لئے یہ بہت بڑی جرأت ہے کہ واقعہ کو صحیح کہا جائے مگر تاریخ غلط بتائی گئی ہو (۲) درخت سکھا دینا کوئی اعجاز نہیں کیونکہ اصل مقصد بھوک سے سیر ہونا تھا جو نہ ہو سکا۔ اس لئے علما نے اس معجزے سے انکار کیا ہے اور لکھا ہے:-

This particular miracle is rejected by many Theologians on the ground that such a deed having no manifest saving peerpose appear to them unworthy of his character

بھوک سے لاچار ہو کر درخت کو گالی دینا یا لعنت کرنا کہاں کی عقلمندی اور متانت ہے۔

خلافِ علم و عقل سورج گرہن

اناجیل کا کہنا یہ ہے کہ جناب مسیح کا مقدمہ یہود کی عید کے دن شروع ہوا اور اس دن دوپہر کے وقت سورج تاریک ہو گیا جس کے معنی یہ ہیں کہ سورج کو بہت بڑا گرہن لگ گیا۔ مگر یہ عید پہلے قمری مہینے کی ۱۴ یا ۱۵ تاریخ کو (یعنی ۱۴ کی دوپہر کو شروع ہو کر ۱۵ تک) منائی جاتی تھی۔ ان دنوں سورج گرہن ناممکن ہے۔ پھر کہا گیا کہ چاند کو گرہن لگا ہوگا۔ مگر چاند گرہن دوپہر کو اندھیرا نہیں کر سکتا۔ پس اس معجزہ کی قبولیت میں بھی انجیر کا درخت سوکھ جانے والا الجھاؤ موجود ہے۔

چار دن کا مردہ زندہ کر دینا

جناب مسیح کا سب سے بڑا معجزہ لعزر نام ایک شخص کو مرنے کے چوتھے دن بعد زندہ کر دینا ہے۔ یہود میں تین دن کے اندر مردہ زندہ کیا جانا معجزہ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ کئی سکتہ اور سانپ کے ڈسے ہوئے اور بخار کی شدت والے تین تین دن بے ہوش رہ کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اس لئے انجیل نے خصوصیت سے اس امر پر زور دیا کہ اسے چوتھے دن زندہ کیا گیا مگر تعجب کی بات ہے کہ پہلی تینوں اناجیل یعنی مستند اور زیادہ متفقہ انجیلوں میں اس اعجاز کا قطعاً کوئی ذکر

نہیں حالانکہ یوحنا کی روایت کے مطابق تمام شاگرد اس جگہ موجود تھے مگر کسی نے متی، مرقس اور لوقا کو یہ خبر نہیں پہنچائی کہ جناب مسیحؑ نے ایک عظیم الشان معجزہ دکھایا ہے سناپٹک اناجیل میں اس اہم معجزے کا ذکر نہ ہونا واقعہ کو مشکوک کر دیتا ہے تاہم اس پر زیادہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ انجیل یوحنا کے باب ۱۱ میں اس کی تفصیل موجود ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱ مارتھا اور مریم جن کا چال چلن مشکوک تھا (لوقا ۷: ۳۷) مگر مسیح کی پیاری اور رشتہ دار تھیں، ان کا بھائی لعزر بھی اس رشتہ سے محبوب تھا۔

۲۔ لعزر بیمار تھا اور مسیح کو اس کی زندگی ہی میں اس کی بیماری کی اطلاع دی گئی۔

۳۔ آپ نے فرمایا یہ بیماری موت کی نہیں بلکہ خدا کے جلال کے لئے ہے یہ کہکر آپ دو دن اسی جگہ ٹھہرے رہے اور بیمار کو دیکھنے کے لئے نہ آئے۔

۴ اس کے بعد فرمایا ہمارا دوست تو سو گیا ہے۔ میں اسے جگانے جاتا ہوں۔

۵۔ جب شاگردوں نے نہ سمجھا تو آپ نے صاف فرمایا کہ وہ مر گیا ہے۔

۶۔ میں اس لئے وہاں نہیں گیا کہ تم ایمان لاؤ۔

۷۔ یسوع کو وہاں آکر معلوم ہوا کہ اسے قبر میں چار دن ہو گئے۔

۸۔ لعزر کی بہن نے کہا تو یہاں ہوتا تو بھائی نہ مرتا۔ اب بھی جو کچھ تو خدا سے مانگے گا وہ تجھے دے گا۔

۹۔ آپ نے فرمایا جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی وہ ابد تک کبھی نہ مرے گا۔

۱۰۔ لوگوں کو روتے دیکھ کر یسوع خود رونے لگا۔

۱۱۔ یسوع نے لاش کو دیکھکر آسمان کو دیکھا اور کہا اے باپ میں تیرا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تو نے میری سن لی اور مجھے تو معلوم تھا کہ تو ہمیشہ میری سنتا ہے۔

۱۲۔ لعزر کو کہا کہ اے لعزر نکل آ جو مر گیا تھا وہ کفن سے ہاتھ پاؤں باندھے ہوئے نکل آیا۔ (یوحنا باب ۱۱)

اس سارے بیان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اقتداری معجزہ نہیں۔ زیادہ سے زیادہ خدا باپ سے دعا کا نتیجہ ہے۔ دیکھو فقرہ نمبر ۸ اور ۱۱۔

دوم، اس نشان کی غرض یہ تھی کہ شاگرد اور دوسرے لوگ ایمان لائیں مگر الٹی ان کی مخالفت ہو گئی اور معاملہ صدر عدالت تک پہنچا۔ اور کاہن اور مفتی اس کے قتل کے مشورے کرنے لگے (یوحنا ۱۱: ۴۷ تا ۵۳) مگر لعزر صدر عدالت میں پیش نہ ہوا۔ اور نہ اس کہانی کے بعد وہ کسی کو نظر آیا۔ اور نہ یہ ثابت ہوا کہ وہ اس زمین پر ابد تک زندہ ہے۔

سوم، یہودیوں کیلئے فائدہ کی بات یہ تھی کہ وہ یسوع کو قبرستان لے جاکر اپنے صدیوں کے مردے زندہ کروا لیتے۔ اگر زندہ لوگ ایمان نہیں لاتے تھے تو کم از کم مُردوں کی ایک جماعت ہی ایمان لے آتی۔

چہارم، یوحنا کی روایت سے ظاہر ہے کہ مسیح نے کہا اُٹھ اور مردہ کفن سمیت اٹھ کھڑا ہوا۔ کتنا سہل کام تھا اگر دو چار مردے ابد تک کے لئے زندہ ہو کر مسیحیت کی تبلیغ کرتے رہتے اور اپنے آپ کو زندہ معجزہ بنا رکھتے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ یوحنا کی فرضی من گھڑت روایت ہے۔ اس لئے کسی اور انجیل نویس نے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ اور اس کی بنیاد لوقا کی ایک تمثیل ہے جس کا خلاصہ یہ سنہری اصول ہے:۔

"جو چیز لوگوں کی نظر میں عالیقدر ہے وہ خدا کے نزدیک مکروہ ہے" (لوقا ۱۶: ۱۵)

درمیان میں ایک جملہ معترضہ طلاق کے متعلق آجاتا ہے۔ اس کے بعد تمثیل شروع ہوتی ہے کہ ایک امیر آدمی عیش و عشرت کی زندگی گزارتا تھا اور لعزر نام ایک غریب آدمی اس کے دروازہ پر ڈال دیا گیا تھا جو زخموں سے چور اور ٹکڑوں کا محتاج تھا۔ کتے آکر اس کا ناسور چاٹتے تھے۔ یہ لعزر مر گیا۔ فرشتوں نے لے جاکر اسے حضرت ابراہیمؑ کی گود میں بٹھا دیا۔ دولتمند بھی مرا جسے جہنم کی آغوش میں ڈال دیا گیا۔ امیر نے دور سے لعزر کو دیکھا اور ابراہیم سے درخواست کی کہ لعزر کو بھیج کہ وہ اپنی انگلی کا سرا تر کر کے میری زبان پر رکھے۔ ابراہیمؑ نے کہا بیٹا یاد کر کہ تو اچھی چیزیں اپنی زندگی میں لے چکا اور لعزر بری چیزیں۔ اب وہ مزے میں ہے اور تو تڑپتا ہے ہمارے اور تمہارے درمیان برزخ کا گہرا گڑھا ہے جسے یہاں کا کوئی شخص عبور نہیں کر سکتا۔ امیر نے کہا اے باپ لعزر کو میرے گھر بھیج کیونکہ میرے پانچ بھائی ہیں وہ ان کے سامنے ان باتوں کی گواہی دے ایسا نہ ہو کہ وہ اس عذاب کی جگہ میں آویں۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ ان کے پاس موسیٰ اور انبیا تو ہیں ان کی سنیں اس نے کہا نہیں اے باپ اگر کوئی مُردوں میں سے ان کے پاس جائے تو وہ توبہ کریں گے۔ ابراہیمؑ نے کہا

جب وہ انبیا کی نہیں سنتے تو اگر مردوں میں سے کوئی جی اٹھے تو اس کی بھی نہ مانیں گے"

اس تمثیل میں مشکل صرف یہ ہے کہ تمثیل میں کبھی کسی کا نام نہیں ہوتا جیسے امیر آدمی کا نام نہیں دیا اسی طرح غریب آدمی کا نام بھی نہیں ہونا چاہئے تھا۔ مگر لعزر کا نام آجانے سے یوحنا نے اس پر ایک قصہ گھڑ لیا کہ لعزر کیونکر دوبارہ زندہ ہو کر آیا۔ مگر نتیجہ وہی نکالا جو لوقا نے کہا تھا کہ لوگ جب انبیا کی نہیں سنتے تو مُردوں کے کلام کو کب مانیں گے۔ وہ لوگ جن کے روحانی قویٰ مردہ ہو جاتے ہیں تو وہ اس قسم کے حسّی معجزات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ اس لئے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جناب مسیحؑ نے ایسے معجزات دکھانے سے صاف صاف اور متعدد مرتبہ انکار کیا ہے۔

معجزہ پر اصولی نظر

عبرانی زبان میں لفظ شمیون استعمال ہوا ہے۔ جس غرض کے لئے کوئی نبی مبعوث ہوا ہے اس کو ثابت کرنے کے لئے جس قوت اور طاقت کو ظاہر کرتا ہے وہ عبرانی میں شمیون کہلاتا ہے۔ لیکن عوام اس سے مراد خلافِ قانون قدرت کوئی فعل مراد لیتے ہیں۔ خواہ اس کا براہ راست تعلق نبوت اور رسالت یا اس کی غرض و غایت کے حصول کے ساتھ کچھ نہ ہو۔

جناب مسیح نے فرمایا: "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس نسل کو کوئی نشان نہ دکھایا جائے گا" (مرقس ۸:۱۲)

" اس زمانہ کے بُرے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یونسؑ نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان نہ دکھایا جائے گا۔" (متی ۱۶:۴)

" اس زمانے کے لوگ بُرے ہیں۔ وہ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یونسؑ کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔" (لوقا ۱۱:۲۹)

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اناجیل کے مذکورہ حوالجات میں اختلاف ہے کہ ایک میں سرے سے نشان دکھانے کا انکار ہے اور دوسرے میں ایک نشان دکھانے کا ذکر ہے، مگر یونس کا نشان بھی درحقیقت نشان نہ دکھانے کا اقرار ہے۔ کیونکہ یونسؑ کی کامیابی ان کی وفات کے بعد ہوئی۔ وہ اپنی زندگی میں لوگوں کو قائل نہیں کر سکے۔ (یہ یاد رہے کہ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کا واقعہ کسی شخص نے نہیں دیکھا) مسیحؑ کا یہ جملہ کہ

یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان ان کو نہ دکھایا جائے گا۔ (یہ اسی قسم کا جملہ ہے کہ اگر ایک بادشاہ کسی ملک پر حملہ کرے اور وہاں کے لوگ یہ دریافت کریں کہ کس انصاف کی رو سے آپ نے یہ حملہ کیا ہے تو وہ جواب میں کہے کہ میری تلوار ہی اس انصاف کا جواب دے گی) مسیح کا کہنا یہ ہے کہ "یہ لوگ بدکار اور زناکار ہیں مجھے نہیں مانیں گے مگر میری وفات کے بعد میرا مشن خداوند عالم پورا کرے گا۔ یہی نشان ہے میری صداقت کا جناب مسیح نے نشان کا نہیں بلکہ تبلیغ کا دعویٰ کیا ہے۔ یونسؑ کی کامیابی بھی تبلیغ سے ہوئی تھی نہ کہ مچھلی کے پیٹ میں رہنے سے۔ یہ متی کی غلطی ہے کہ اس نے یونسؑ کا نشان مچھلی کے پیٹ میں رہنا بتایا، جو کسی نے نہیں دیکھا۔

مرقس ۶: ۵ میں ہے کہ "ناصرہ میں وہ سوائے چند کو شفا دینے کے کوئی نشان نہ دکھا سکا" (ناصرہ جناب مسیحؑ کا وطن تھا۔ وہاں ان کی یہ ناکامی قابل افسوس ہوئی) اور اس نے ان کی بے ایمانی پر تعجب کیا (متی ۱۳: ۵۸) اسی طرح ہیروڈس حاکم جو معجزہ دیکھنے کا مشتاق تھا مسیحؑ نے اسے کوئی معجزہ نہ دکھایا۔ (لوقا ۲۳: ۸ و ۹)

چند روٹیوں اور مچھلیوں سے ۵۰۰۰ یا ۴۰۰۰ اشخاص کو سیر کر دینے کا نشان (مرقس ۶: ۳۶-۸: ۱۰ متی ۱۵: ۳۹- لوقا ۹: ۱۱) بھی تبلیغی نشان ہے۔ چنانچہ جناب مسیحؑ نے اپنے شاگردوں کو فریسیوں کے خمیر سے منع کیا تو وہ بھوکے مرنے کے خیال سے گھبرا گئے۔ مگر مسیح نے فرمایا اس سے مراد آٹے کا خمیر اور روٹی نہیں بلکہ ان کی روحانی تخمیر اور خرابی ہے۔ ایک ہی روحانی روٹی سے سینکڑوں اور ہزاروں آدمی سیر ہو جاتے ہیں۔ پھر بھی یہ روٹی دوسروں کی سیری کے لئے بچ جاتی ہے۔ یہ کوئی امر واقعہ نہ تھا بلکہ روحانی روٹی کی تمثیل تھی جسے بے سمجھوں نے مادی روٹی سمجھ لیا۔ اس لئے کلام کا زور روٹی کی کثرت پر نہیں بلکہ بقایا ٹکڑوں پر ہے جو بچ رہے یعنی نئے نئے خیالات و دلائل تبلیغ جو دوسرے بے شمار روحانی بھوکوں کو تسلی دیں گے (دیکھو مرقس ۶: ۵۲ اور ۸: ۱۴ تا ۲۱)

دوسری جگہ مسیحؑ نے خود ہی اس کی خوب تفسیر کی ہے فرمایا:-

"مبارک ہیں وے جو بھوکے ہیں۔ کیونکہ ان کو سیر کیا جائے گا" (متی ۵: ۶)

"پانی کی جھیل پر چلنا اور طوفان میں نہ ڈگمگانا" (متی ۱۴: ۲۵ تا ۳۳)

مسیح کو حواریوں میں کمیِ ایمان کا شکوہ ہے۔ پطرس جیسا جنت کا کلید بردار ڈگمگا گیا۔ زندگی کے طوفان حوادث میں جو سب کو پیش آنے والا تھا اپنے ایمان کو قائم رکھنا ڈگمگا نہ جانا۔

مرقس ۸: ۱۲۔ متی ۱۲: ۳۹ اور مرقس ۱۶: ۴ میں مسیح نے جو کچھ کہا وہ ایسا نہ تھا کہ آج کہا اور کل توڑ دیا۔ بلکہ وہ اس ساری نسل کو نشان دکھانا نہ چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ سب کی سب شریر اور باغی تھی پس مسیح کے کل معجزات اور نشانات یا تو فرضی ہیں یا ان معنوں میں ہیں جو تبلیغ کی اصل غرض ہے چنانچہ حضرت مسیح فرماتے ہیں:۔

"اگر تم میں رائی کے دانہ برابر ایمان ہو تو تم طوفان پر حکم کرو گے اور وہ مانے گا اور تم بلا خوف دریا پر چلو گے۔ پہاڑ سے کہو کہ سمندر میں جا پڑ اور اپنے دل میں شک نہ کرے بلکہ یقین کرے کہ جو کہتا ہے وہ ہو جائے گا تو اس کے لئے وہی ہو گا۔" (مجموعی مفہوم مرقس ۱۱: ۲۲۔ ۲۳، لوقا ۱۷: ۶، متی ۱۷: ۲۰۔ اور ۲۱: ۲۱۔ اور متی ۱۴: ۲۵ تا ۳۳)

غرض جناب مسیح علیہ السلام نے ان نشانات کی بنیاد ایمان قرار دی ہے اور کسی اقتداری معجزہ کو اپنے لئے مخصوص نہیں کیا بلکہ فرمایا ہے کہ ایمان اور اعتقاد کی مضبوطی کے ساتھ ہر شخص ایسے اعجازی کام دکھا سکتا ہے۔

مسیحؑ کے معجزات کے بالمقابل دوسرے انبیا کے معجزات صفحہ ۱۳۰ پر ملاحظہ ہوں۔